جذب القلوب

(حکایات اسلاف)

تالیف

حبیب الامت، عارف باللہ

حضرت مولانا الحاج مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی

بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ناشر

مکتبہ الحبیب

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

نام کتاب: جذب القلوب (حکایات اسلاف)

مصنف: حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صفحات: 320

سن اشاعت اول: جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ فروری ۲۰۱۷ء

سن اشاعت دوم: اپریل ۲۰۲۲ء

قیمت: 350

ناشر: مکتبہ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور
پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ملنے کے پتے

۱- مکتبہ الحبیب وخانقاہ حبیب گوونڈی ممبئی

۲- مکتبہ طیبہ دیوبند

بسم الله الرحمن الرحيم

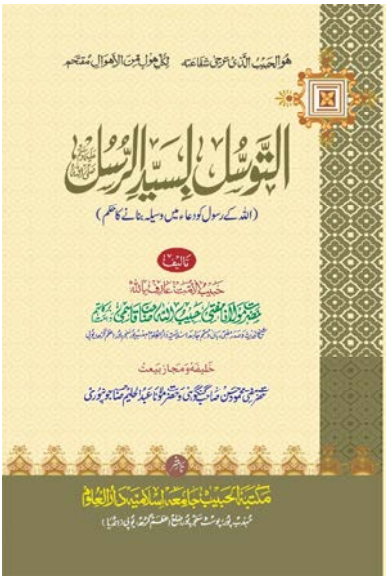
هو الحبيب الذي ترجى شفاعته لكل هول من الأهوال مقتحم
التوسل بسيد الرسل
(اللہ کے رسول کو دعا میں وسیلہ بنانے کا حکم)
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت الاستاذ مفتی حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ و مجاز بیعت
حضرت مولانا محمد حسین صاحب گنگوہی و حضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

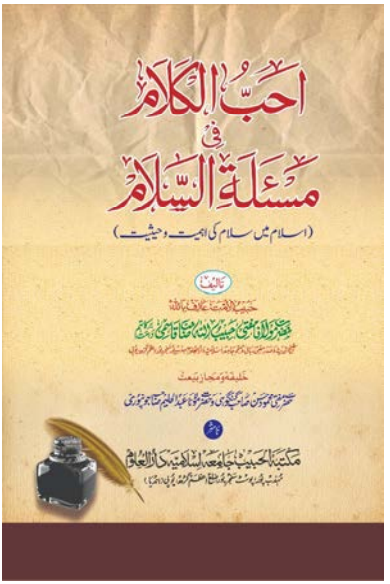
احب الکلام
فی
مسئلۃ السلام
(اسلام میں سلام کی اہمیت و حیثیت)
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت الاستاذ مفتی حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ و مجاز بیعت
حضرت مولانا محمد حسین صاحب گنگوہی و حضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

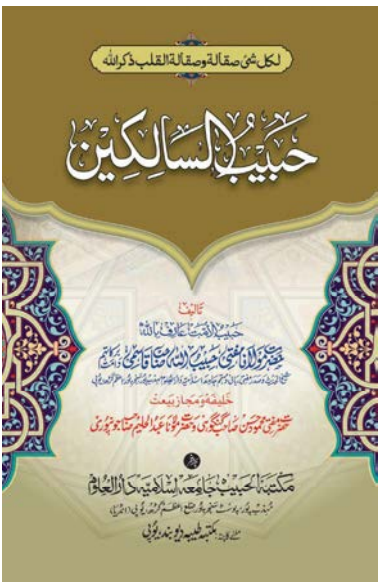
لکل شیء صقالۃ وصقالۃ القلب ذکر اللہ
حبیب السالکین
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت الاستاذ مفتی حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ و مجاز بیعت
حضرت مولانا محمد حسین صاحب گنگوہی و حضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
ملتبہ: مکتبہ حبیبیہ دیوبند یوپی

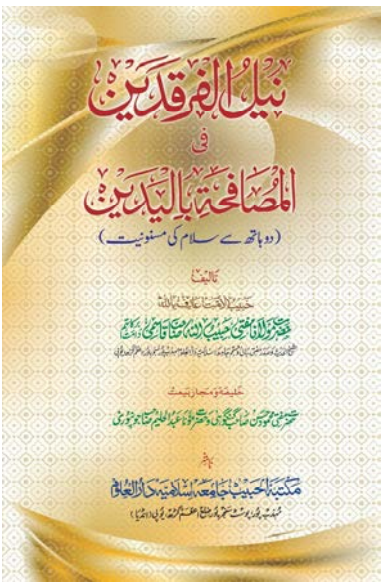
نیل الفرقدین
فی
المصافحۃ بالیدین
(دو ہاتھ سے سلام کی مسنونیت)
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت الاستاذ مفتی حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ و مجاز بیعت
حضرت مولانا محمد حسین صاحب گنگوہی و حضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۲۱
۲	جذب القلوب	۲۵
۳	تستر ہو تو ایسا ہو	۲۵
۴	ایک رات کا واقعہ	۲۶
۵	غلام کی عبادت کا منظر	۲۷
۶	غلام کی دعاء	۲۷
۷	عبادت ہو تو ایسی ہو	۲۸
۸	نماز ہو تو ایسی ہو	۲۹
۹	شیطانی تسلط کا نتیجہ خسران	۳۱
۱۰	علماء کی ضرورت	۳۱
۱۱	ابلیس کی آمد	۳۲
۱۲	ابلیسی چال	۳۲
۱۳	مطلوب کی پہچان ہو تو ایسی ہو	۳۳
۱۴	ہارون رشید کے دربار میں سلاطین کا اجتماع	۳۴

۱۵	باندی سے ہارون رشید کا سوال اور باندی کا جواب	۳۵
۱۶	سخاوت ہوتو ایسی ہو	۳۶
۱۷	حضرت جعفر صادق کا برتاؤ	۳۷
۱۸	شوہر کی نافرمانی کا ثمرہ	۳۸
۱۹	زندہ ماں کو قبر میں دفن کرنا	۳۸
۲۰	دو پرندوں کا واقعہ	۳۹
۲۱	شوہر کی اطاعت کا ثمرہ	۳۹
۲۲	شوہر کی نافرمانی کا ثمرہ	۴۰
۲۳	قبر سے نکالنے کا واقعہ	۴۰
۲۴	انابت الی اللہ کی قدر	۴۱
۲۵	ایک غلام کا واقعہ	۴۲
۲۶	جس غلام کی دعاء کی برکت سے بارش ہوئی آقا کی نظر میں اس کی حیثیت	۴۳
۲۷	غلام کی آزادی پر مغفرت کا پروانہ	۴۴
۲۸	غلام کا انتقال اور اس کی تدفین	۴۴
۲۹	ایک سوال اور عارف کا جواب	۴۶
۳۰	اویس قرنی کا پانی پر نماز پڑھنا	۴۶
۳۱	اویس قرنی کی دعاء سے ڈوبی ہوئی کشتی کا نکلنا	۴۷

۳۲	صدق وصادق کا امتحان	۴۸
۳۳	کنویں میں سانپ کا ظہور	۴۹
۳۴	اللہ کے نام کی برکت	۵۰
۳۵	استقامت ہوتو ایسی ہو	۵۱
۳۶	اسلامی بہادر کو رومی بادشاہ نے بلایا	۵۱
۳۷	مسلمان بہادر کا امتحان	۵۲
۳۸	ایک اذان کے سماع کے بدلہ روم کی کوئی حیثیت نہیں	۵۳
۳۹	مسلم بہادر کا جان لیوا امتحان	۵۳
۴۰	مسلمان بہادر کا دوسرا امتحان	۵۴
۴۱	مسلم بہادر کا تیسرا امتحان	۵۵
۴۲	رومی بادشاہ کا حضرت عمر کو خط	۵۵
۴۳	شب براءت میں عبادت کی فضیلت	۵۶
	امم سابقہ میں انداز فیصلہ	
۴۴	حضرت ابراہیم کے زمانہ میں اندازِ فیصلہ	۵۸
۴۵	حضرت موسیٰ کے زمانہ میں فیصلہ کا انداز	۵۹
۴۶	حضرت سلیمان کے زمانہ میں طریقۂ فیصلہ	۵۹
۴۷	حضرت ذوالقرنین کے زمانہ میں فیصلہ کا طریقہ	۵۹
۴۸	حضرت داؤد کے زمانہ میں فیصلہ کا انداز	۶۰

۴۹	حضور کے زمانہ میں فیصلہ کا طریقہ	۶۰
۵۰	شوال کے چھ روزوں کی برکت	۶۱
۵۱	حضرت سفیان ثوری کا آواز سننا	۶۲
۵۲	ایک عابد کا امتحان	۶۳
۵۳	عابد کا ایک خواب	۶۳
۵۴	عابد کی رجعت	۶۴
۵۵	لفظ اللہ کی ہیبت	۶۵
۵۶	ہم نے کیا سمجھا اور کیا نکلا - بیٹی ہو تو ایسی ہو	۶۶
۵۷	حضرت ذوالنون کا خیال	۶۷
۵۸	عید کے دن ایک یتیم کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کا سلوک	۶۸
۵۹	ایک معصوم کا حال سن کر حضور کا کردار	۶۹
۶۰	ایک مضطر کی دعا اور قبولیت	۷۰
۶۱	ایک کافر کا اللہ کو یاد کرنے کا صلہ	۷۱
۶۲	اللہ پاک کی شان کریمی	۷۱
۶۳	حضرت داؤد کا اللہ سے سوال اور جواب	۷۲
۶۴	اللہ پر اعتماد ہو تو ایسا ہو - ایک جن کا واقعہ	۷۳
۶۵	کیا مدعو داعی کے یہاں کھانا لے کر جاتا ہے؟	۷۴
۶۶	نعمتوں میں اللہ کو یاد نہ کرنے کی وجہ	۷۵

۶۷	جس کا حامی کوئی نہیں اس کا حامی ہے خدا	۷۶
۶۸	ایک عازم سفر کو ڈاکو بنا کر پیشی	۷۶
۶۹	خلیفہ ہارون رشید کو قیدی کا خط	۷۷
۷۰	جب خلیفہ کی آنکھ کھلی	۷۸
۷۱	حسن عقیدت کی برکت	۷۹
۷۲	ڈاکو کے جوٹھے کی برکت	۸۰
۷۳	شیطان کی انسان سے دشمنی	۸۲
۷۴	ابلیس کی عیاری	۸۳
۷۵	ابلیس کی انسان دشمنی	۸۳
۷۶	ضحاک کا ابلیسی نظام دوسرے کے سپرد کرنا	۸۴
۷۷	بسم اللہ کی برکت	۸۵
۷۸	یہودی کا ایمان کی حلاوت پانا	۸۶
۷۹	یہودیہ کا بسم اللہ پڑھنا	۸۶
۸۰	شہادت کی تمنا	۸۷
۸۱	ایک مجاہد کا واقعہ:	۸۸
۸۲	مجاہدین کے قتل کا حکم	۸۹
۸۳	خدا سے مقابلہ آرائی کی سزا	۹۱
۸۴	بند دروازہ کھولنے والی دعا	۹۱

۸۵	حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی	۹۳
۸۶	حضرت سلیمان جب کرسی پر چڑھے	۹۴
۸۷	حضرت سلیمان کے انتقال کے بعد	۹۴
۸۸	والدین کی خدمت کی برکت	۹۵
۸۹	ایک قبہ کا واقعہ	۹۶
۹۰	حضرت سلیمانؑ علیہ السلام کی بادشاہت	۹۷
۹۱	بڑوں کا ظرف بھی بڑا ہوتا ہے	۹۹
۹۲	عیب کو دیکھنا بھی عیب ہے	۹۹
۹۳	جب امانت و دیانت تھی	۱۰۰
۹۴	بائع و مشتری نے نوشیرواں کو حکم بنایا	۱۰۱
۹۵	حکمت کی باتیں	۱۰۲
۹۶	اللہ تعالی کا اپنی مخلوق سے پیار	۱۰۳
۹۷	علماء کی ضرورت و اہمیت	۱۰۴
۹۸	ایک نومسلم کا زبردست امتحان	۱۰۶
۹۹	آگ کی پوجا چھوڑ کر اللہ کی طرف واپسی	۱۰۷
۱۰۰	برادر اکبر کی انانیت	۱۰۷
۱۰۱	برادر خورد کا اسلام قبول کرنا	۱۰۸
۱۰۲	برادر خورد کی دعاء	۱۰۹

۱۰۳	صراف کا برادر خورد کی بیوی سے گفتگو	۱۱۰
۱۰۴	بلند ہمتی ہو تو ایسی	۱۱۱
۱۰۵	صدقہ کی برکت	۱۱۲
۱۰۶	ایصال ثواب کی برکت	۱۱۵
۱۰۷	باپ کی خدمت کا صلہ	۱۱۶
۱۰۸	خدمت گزار لڑکے کا خواب	۱۱۷
۱۰۹	مچھلی کے پیٹ سے موتی کا نکلنا	۱۱۸
۱۱۰	ماں کا احترام ہو تو ایسا ہو	۱۱۹
۱۱۱	حضرت داؤد کا پہاڑ پر جانا	۱۱۹
۱۱۲	حضرت داؤد کی ملاقات اور گفتگو	۱۲۰
۱۱۳	ماں کی بددعاء کا اثر	۱۲۱
۱۱۴	بوڑھی ماں کا واقعہ	۱۲۲
۱۱۵	مال حرام کی نحوست	۱۲۳
۱۱۶	حضرت بایزید بسطامی کا ماں سے سوال اور ماں کا جواب	۱۲۳
۱۱۷	تقوی ہو تو ایسا ہو	۱۲۴
۱۱۸	اولاد کی برکت	۱۲۵
۱۱۹	حضرت حاتم اصم کا ایک یہودی سے مکالمہ	۱۲۶
۱۲۰	لرزنے کا مقام ہے	۱۲۸

۱۲۱	حقوق العباد کی اہمیت	۱۲۹
۱۲۲	قبۃ الصخرہ میں ابراہیم بن ادہم کی موجودگی اور فرشتوں کی گفتگو	۱۳۰
۱۲۳	حضرت ابراہیم بن ادہم کی مکہ واپسی	۱۳۰
۱۲۴	حضرت ابراہیم بن ادہم کی دوبارہ بیت المقدس حاضری	۱۳۱
۱۲۵	اللہ تعالی کی رزاقیت کا نمونہ	۱۳۲
۱۲۶	ایک حاجی کا دردناک واقعہ	۱۳۳
۱۲۷	حج کے سفر میں پانی کی جستجو	۱۳۴
۱۲۸	حضرت ذوالنون مصری کی بھانجی کا دل دوز واقعہ	۱۳۵
۱۲۹	بھانجی کی گفتگو اور گم شدگی کا راز	۱۳۶
۱۳۰	حضرت ذالنون مصری کی بھوک اور آسمان سے کھانے کا نزول	۱۳۶
۱۳۱	علماء ربانی کا مقام	۱۳۸
۱۳۲	لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی برکت	۱۳۹
۱۳۳	ایک نصرانی کا واقعہ	۱۴۰
۱۳۴	شیطان کی حرکتیں	۱۴۰
۱۳۵	لاحول کے ذریعہ شیطان کا جلنا	۱۴۱
۱۳۶	دیدار باری کا ایک انداز	۱۴۲
۱۳۷	ایک نصرانی کا قبول اسلام	۱۴۳
۱۳۸	احتساب ہو تو ایسا ہو	۱۴۳

۱۳۹	شیطان کی ملاقات فرعون سے	۱۴۴
۱۴۰	عبادت کی برکت	۱۴۵
۱۴۱	حضرت رابعہ کا تعلق مع اللہ	۱۴۶
۱۴۲	ایک چور کا واقعہ	۱۴۷
۱۴۳	بدنظری کی سزا	۱۴۸
۱۴۴	اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں	۱۴۹
۱۴۵	ایک یہودی کی غلیظ حرکت	۱۵۰
۱۴۶	نبی کا ایک معجزہ	۱۵۰
۱۴۷	بڑوں کے پاس رہنے والوں کو سوچ کر بولنا چاہئے	۱۵۱
۱۴۸	لومڑی اور بھیڑیے کا قصہ	۱۵۲
۱۴۹	اللہ پر بھروسہ کا ثمرہ	۱۵۳
۱۵۰	پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ	۱۵۴
۱۵۱	حضرت گنگوہی کا واقعہ	۱۵۵
۱۵۲	حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا واقعہ	۱۵۶
۱۵۳	حضرت رائے پوری کا واقعہ	۱۵۷
۱۵۴	حضرت گنگوہی کے ایک مرید کا واقعہ	۱۵۸
۱۵۵	دلی کے ایک مجذوب کا واقعہ	۱۶۰
۱۵۶	سہارنپور کے ایک مجذوب کا واقعہ	۱۶۱

۱۵۷	حضرت امام ابوحنیفہ کا واقعہ	۱۶۲
۱۵۸	روم اور چین والوں کا واقعہ	۱۶۳
۱۵۹	ایک بزرگ کا واقعہ	۱۶۴
۱۶۰	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا واقعہ	۱۶۵
۱۶۱	حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ	۱۶۶
۱۶۲	حضرت تھانوی کا واقعہ	۱۶۷
۱۶۳	حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری کا واقعہ	۱۶۸
۱۶۴	ایک بزرگ کا واقعہ	۱۶۹
۱۶۵	شیخ عبداللہ خفیف کا واقعہ	۱۷۱
۱۶۶	شاہ میرک کا واقعہ	۱۷۲
۱۶۷	بصرہ کے ایک رئیس کا واقعہ	۱۷۳
۱۶۸	حضرت جنید بغدادی کا واقعہ	۱۷۴
۱۶۹	حضرت جنید بغدادی کا واقعہ	۱۷۶
۱۷۰	حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کا واقعہ	۱۷۸
۱۷۱	حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کا دوسرا واقعہ	۱۸۰
۱۷۲	حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کا تیسرا واقعہ	۱۸۱
۱۷۳	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقعہ	۱۸۲
۱۷۴	لکھنؤ کا ایک واقعہ	۱۸۴

۱۷۵	لکھنؤ کے ایک نواب صاحب کا واقعہ	۱۸۵
۱۷۶	کانپور کے شاہ رسول نما کا واقعہ	۱۸۷
۱۷۷	ایک دوسرے بزرگ کی بیوی کا واقعہ	۱۹۰
۱۷۸	ایک نواب صاحب کے درباری کا واقعہ	۱۹۱
۱۷۹	کانپور کے ایک مقرر کا واقعہ	۱۹۲
۱۸۰	شاہ عبدالعزیز دباغ کا واقعہ	۱۹۳
۱۸۱	خواجہ نظام الدین اولیاء کا ایک واقعہ	۱۹۵
۱۸۲	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا دوسرا واقعہ	۱۹۸
۱۸۳	حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا واقعہ	۱۹۸
۱۸۴	ایک صحرانشیں بزرگ کا واقعہ	۲۰۱
۱۸۵	ایک بزرگ کے ایک خادم کا واقعہ	۲۰۳
۱۸۶	ایک بزرگ کا واقعہ	۲۰۵
۱۸۷	کانپور کا ایک واقعہ	۲۰۶
۱۸۸	زیب النساء کا واقعہ	۲۰۷
۱۸۹	حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ	۲۰۹
۱۹۰	حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی کا واقعہ	۲۱۱
۱۹۱	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا واقعہ	۲۱۲
۱۹۲	حضرت گنگوہی کی خدمت میں ایک جاسوس	۲۱۳

۱۹۳	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا واقعہ	۲۱۵
۱۹۴	حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا واقعہ	۲۱۶
۱۹۵	ملا علی قاری کا بیان کردہ واقعہ	۲۱۷
۱۹۶	حضرت رابعہ بصریہ کا واقعہ	۲۱۸
۱۹۷	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا واقعہ	۲۱۹
۱۹۸	حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا واقعہ	۲۲۰
۱۹۹	شیخ جلال الدین تھانیسری کا ایک واقعہ	۲۲۱
۲۰۰	خواجہ احمد جام کا واقعہ	۲۲۳
۲۰۱	حضرت گنگوہی کی خانقاہ کا ایک واقعہ	۲۲۴
۲۰۲	حضرت شیخ الہند کا واقعہ	۲۲۶
۲۰۳	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی مہمان نوازی	۲۲۶
۲۰۴	حضرت تھانوی کی مہمان نوازی کا واقعہ	۲۲۷
۲۰۵	حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۲۲۸
۲۰۶	حضرت مالک بن دینار کا دوسرا واقعہ	۲۳۰
۲۰۷	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا واقعہ	۲۳۱
۲۰۸	حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۲۳۱
۲۰۹	خواجہ عثمان ھارونی کے پیر بھائی کا واقعہ	۲۳۳
۲۱۰	حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۲۳۳

۲۱۱	حضرت حبیب عجمی کا واقعہ	۲۳۴
۲۱۲	حضرت عبداللہ ابن مبارک کا ارشاد	۲۳۵
۲۱۳	حضرت ابوعلی دقاق کا ارشاد	۲۳۶
۲۱۴	حضرت جلال الدین بصری کا ارشاد	۲۳۶
۲۱۵	عبداللہ ابن مبارک کا ملفوظ	۲۳۶
۲۱۶	حضرت سری سقطی کا ملفوظ	۲۳۷
۲۱۷	شمس الائمہ حلوانی کا ملفوظ	۲۳۷
۲۱۸	حضرت بشر حافی کا واقعہ	۲۳۷
۲۱۹	خواجہ ابواسحاق غاذرونی کا واقعہ	۲۳۸
۲۲۰	حضرت شمس العارفین کا واقعہ	۲۳۹
۲۲۱	حضرت مجدد الف ثانی کا واقعہ	۲۴۰
۲۲۲	حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ	۲۴۰
۲۲۳	حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا واقعہ	۲۴۱
۲۲۴	ایک اللہ والے کا واقعہ	۲۴۲
۲۲۵	حضرت جنید بغدادی کا واقعہ	۲۴۳
۲۲۶	حضرت جنید بغدادی کا دوسرا واقعہ	۲۴۴
۲۲۷	ایک اللہ کے ولی کا واقعہ	۲۴۵
۲۲۸	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا دوسرا واقعہ	۲۴۷

۲۲۹	حضرت سری سقطی کا واقعہ	۲۴۸
۲۳۰	حضرت شیخ الہند کا واقعہ	۲۵۰
۲۳۱	سائیں توکل شاہ کا واقعہ	۲۵۳
۲۳۲	علامہ شاطبی کا واقعہ	۲۵۵
۲۳۳	حضرت نانوتوی کا واقعہ	۲۵۶
۲۳۴	حضرت تھانوی کا واقعہ	۲۵۷
۲۳۵	حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی کے زمانہ کا واقعہ	۲۵۹
۲۳۶	حضرت رائے پوری کا واقعہ	۲۵۹
۲۳۷	حضرت رائے پوری کا دوسرا واقعہ	۲۶۰
۲۳۸	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا واقعہ	۲۶۱
۲۳۹	حضرت حسن بصری کا واقعہ	۲۶۳
۲۴۰	حضرت امام اعظم کی حاضر جوابی	۲۶۴
۲۴۱	ایک بادشاہ کے وزیر کی ذہانت	۲۶۵
۲۴۲	حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا ایک واقعہ	۲۶۶
۲۴۳	حضرت شیخ الہند کا واقعہ	۲۶۸
۲۴۴	والدین کی خدمت کی برکت	۲۶۹
۲۴۵	حضرت امام احمد بن حنبل کے زمانہ کا واقعہ	۲۷۲
۲۴۶	حضرت امام شافعی کے سفر حج کا واقعہ	۲۷۳

۲۴۷	حضرت مولانا یحیٰ صاحب کاندھلوی کا واقعہ	۲۷۴
۲۴۸	حضرت شیخ الہند کی تراویح	۲۷۵
۲۴۹	رمضان المبارک میں حضرت رائے پوری کا معمول	۲۷۶
۲۵۰	حضرت ابراہیم بن ادہم کا سفر حج	۲۷۷
۲۵۱	حضرت امام ابوحنیفہ کا قرآن پاک سے شغف	۲۷۸
۲۵۲	حضرت جنید بغدادی کے ایک مرید کا واقعہ	۲۷۹
۲۵۳	حضرت ذوالنون مصری کا ایک واقعہ	۲۸۰
۲۵۴	مظلوم کی آہ سے بچو	۲۸۲
۲۵۵	حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ	۲۸۴
۲۵۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں آنے والے مہمان کا واقعہ	۲۸۶
۲۵۷	حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزات	۲۸۷
۲۵۸	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ کا ایک واقعہ	۲۹۱
۲۵۹	حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک واقعہ	۲۹۲
۲۶۰	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ	۲۹۴
۲۶۱	حضرت دحیہ کلبی کا واقعہ	۲۹۵
۲۶۲	حضرت معاذ بن جبل کے ایک سفر کا واقعہ	۲۹۶
۲۶۳	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تدفین کا واقعہ	۲۹۷
۲۶۴	حضرت بلال حبشی کا واقعہ	۳۰۲

۲۶۵	حضرت الیاس علیہ السلام کا واقعہ	۳۰۳
۲۶۶	حضرت عبداللہ ابن عمر کے کپڑے میں پیوند کا واقعہ	۳۰۴
۲۶۷	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	۳۰۷
۲۶۸	تعارف حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم	۳۱۱
۲۶۹	تعارف حبیب الفتاوی	۳۱۴
۲۷۰	تعارف تصانیف حضرت حبیب الامت	۳۱۶
۲۷۱	تعارف جامعہ دار العلوم	۳۱۹

☆☆☆

پیش لفظ

قرآن کریم دنیا کی ایسی لاثانی ولافانی کتاب عظیم ہے جس کی مثال بلکہ نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر نہیں بلکہ عاجز ہے، جس وقت فصحاء و بلغاء سے دنیا بھری ہوئی تھی اس وقت لوگوں نے اپنے عجز کا اعتراف کرلیا تو اب کوئی اس کے مقابلہ کی کیا جرأت و ہمت کرسکتا ہے۔

اس مقدس کتاب کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ اس نے سارے علوم وفنون کا احاطہ کررکھا ہے۔

جمیع العلوم فی القرآن

ولکن تقاصرت افھام الرجال

اگر وہاں تک رسائی نہیں ہوسکی تو یہ لوگوں کے ذہن نارسا کی کمی ہے اور اس کا اعتراف بڑے بڑے داناؤں نے کیا ہے۔

قرآن کریم میں جہاں اوامر ونواہی، حدود وقصاص، جنت وجہنم، وحدانیت وربوبیت کی حقانیت کے تذکرے ہیں وہیں بہت سے انبیاء کرام اور امم سابقہ کے واقعات وحقائق بھی اجمال وتفصیل کے ساتھ مذکور ہیں، جن کا حاصل بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت وموعظت کے ساتھ ہر قسم کے زیغ وضلال سے اپنے کو بچا کر صراط مستقیم اور ہدہ سبیلی پر گامزن کرنا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ قرآنی واقعات جس طرح ماضی میں امت کے افراد کے لئے درس عبرت اور موعظت تھے اسی طرح آج بھی بلکہ قیامت تک اپنی پوری تاثیر کے ساتھ درس عبرت ہیں بشرطیکہ امت بنگاہ عبرت وموعظت اس کو پڑھے اور سمجھے۔

اسی طرح اسلاف، اولیاء، اتقیاء، اصفیاء، انقیاء، اخیار، ابرار، صلحاء، مشائخ کے احوال، کردار، حیات، واقعات، تذکرے اخلاف کے لئے درس عبرت و باعث موعظت وموجب رفعت و ذریعہ ترقی ہیں۔ بالخصوص آج کی نئی نسل کا ہر طبقہ جس طرح نئی ایجادات کی بھینٹ چڑھ کر اپنی آخرت، رضاء باری، تعلق مع اللہ، اعمال صالحہ کو بھول کر دنیا کی رعنائی، وشادابی، فحاشی کے بھول بھلیوں میں گم ہو چکا ہے اور ضلالت وگمراہی کے بحرعمیق میں ڈوب چکا ہے اور ایمانی حرارت جس طرح سرد پڑ چکی ہے۔ اس کی شدید ضرورت ہے کہ ان کا بھلا ہوا سبق ان کو پھر سے یاد دلایا جائے اور صلحاء واتقیاء واسلاف کے واقعات کی انگیٹھی کے پاس ان کو بٹھا کر ان کی سرد انگیٹھی کو گرم کیا جائے۔ ورنہ آج کی نسل جس راہ پر چل رہی ہے آنے والی نسل ایمان اور دین سے بہت دور ہو جائے گی۔

اس لئے اس خادم نے اس کی کوشش کی ہے کہ اسلاف وصلحاء کے واقعات و تذکروں کا ایک گلدستہ تیار کر کے نئی نسل کے ہاتھوں میں پہونچا دیا جائے تا کہ ان کو بنگاہ عبرت پڑھیں اور عبرت حاصل کریں اور زندگی کو صلحاء کے نقش قدم پر چلانے کی فکر کریں۔

دعاء ہے اللہ پاک اس خادم کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اور ذریعہ نجات بنائے۔

احب الصالحین و لست منهم

لعل الله یرزقنی صلاحا

فقط

مفتی حبیب اللہ قاسمی

شیخ الحدیث وصدر مفتی

بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم

مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی

۷/رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ

۲۰۲۲/۴/۹

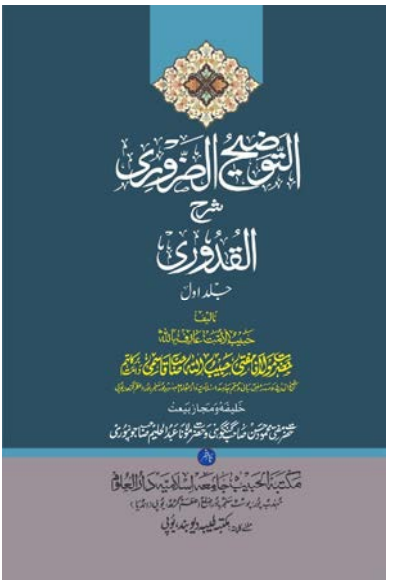
التوضیح الضروری
شرح
القدوری
جلد اول
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
خلیفہ ومجاز بیعت
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

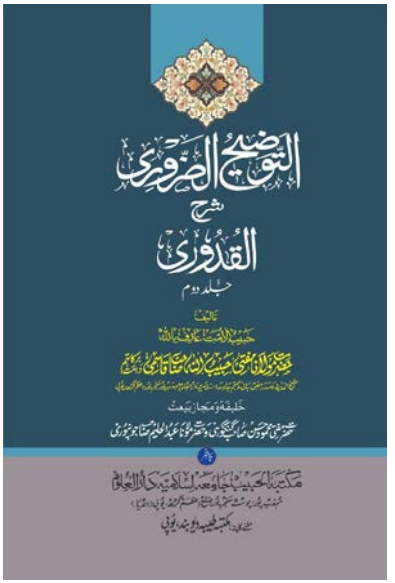
التوضیح الضروری
شرح
القدوری
جلد دوم
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
خلیفہ ومجاز بیعت
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
ملتبہ حبیب دیوبند یوپی

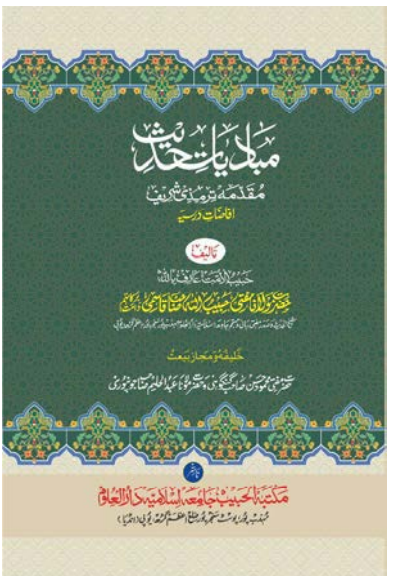
مبادیات حدیث
مقدمہ ترمذی شریف
افادات درسیہ
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
خلیفہ ومجاز بیعت
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

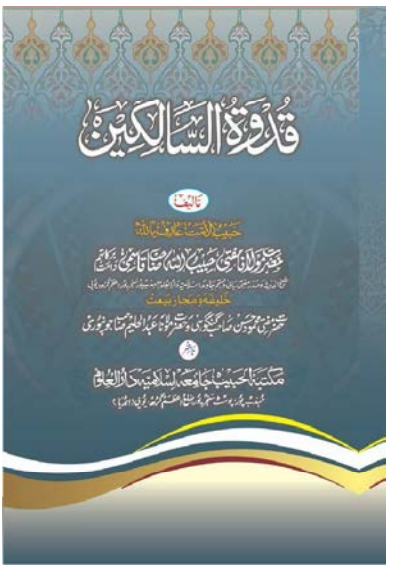
قدوۃ السالکین
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
خلیفہ ومجاز بیعت
ملتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

جذب القلوب

تستر ہوتو ایسا ہو

ایک شخص نے ایک غلام خریدا خریدار کی ملکیت میں داخل ہونے کے بعد مالک سے غلام نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کی اجازت چاہوں گا۔

۱- یہ کہ آپ مجھ کو نماز کے اوقات میں نماز سے نہیں روکیں گے۔

۲- آپ مجھ سے اپنی خدمت دن میں لیا کریں گے رات میں مجھے فارغ رکھا کریں گے۔

۳- ایک کمرہ میرے لئے مخصوص ہوگا جس میں میرے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا۔ آقا نے تینوں باتوں کی منظوری دیدی پھر اس سے کہا کہ یہ چند کمرے ہیں انہیں دیکھ لو ان میں جو پسند ہو اسے اختیار کرلو۔

چنانچہ غلام نے ان کمروں کا ایک چکر لگایا تا آنکہ اس کی نگاہ ایک ویران کمرے پر پڑی اس نے اپنے لئے اسی کو منتخب کرلیا آقا نے اس سے کہا کہ تم نے ویران کمرے کا انتخاب اپنے لئے کیوں کیا؟ غلام نے جواب دیا اے میرے آقا کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ویرانگی کو جب اللہ کا تعلق حاصل ہوجاتا ہے تو وہ آباد وسرسبز وشاداب ہوجاتا ہے آقا اس جواب پر خاموش ہوگیا غلام نے رات کے لئے

اسی ویران کمرے کو اپنا مسکن بنالیا۔

ایک رات کا واقعہ

ایک رات کا واقعہ ہے کہ اس کے آقا نے لہو ولعب، شراب و کباب کی ایک مجلس منعقد کی جب آدھی رات گذر گئی اور اس کے سارے ساتھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو آقا نے اپنے مکان کا چکر لگانا شروع کیا غلام کے کمرے پر پہنچا وہاں جا کر ٹھہر گیا اس کی اچانک نظر جب کمرے پر پڑی تو دیکھتا کیا ہے غلام سر بسجود رب معبود قاضی الحاجات کی مناجات میں مصروف ہے اور آسمان سے اس کے سر پر نور کا ایک فانوس لٹک رہا ہے اور اس کی زبان پر یہ کلمات ہیں۔ ”**الهی أوجبت علیّ خدمة مولاي نهاراً ولو لاه ما اشتغلت إلا بخدمتک لیلی ونهاری فاعذرنی ربی**“ (اے میرے اللہ آپ نے آقا کی خدمت دن میں میرے حوالہ کردی ہے ورنہ رات دن آپ ہی کی عبادت میں مصروف رہتا اس لئے میری معذرت قبول فرما اور مجھے معاف فرما)۔ آقا نے جو یہ منظر دیکھا تو اس کے قدم زمین سے بندھ گئے اور نگاہ اس پر ایسی جمی کہ ہٹنے کا نام نہیں اسی حال میں صبح ہوگئی صبح ہوتے ہی وہ فانوس آسمان کی طرف منتقل ہوگیا اور کھلی ہوئی چھت بند ہوگئی یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر آقا اپنی بیوی کے پاس لوٹ کر آیا اور پورے واقعہ کی اس کو اطلاع دی واقعہ سن کر اس کی بیوی کو بھی یہ پُر کیف منظر دیکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

غلام کی عبادت کا منظر

چنانچہ آئندہ رات میں آقا اور اس کی بیوی کمرے کے باہر چھپ کر کھڑے ہو گئے پھر دونوں نے وہی منظر دیکھا کہ غلام سر بسجود مناجات میں مصروف اور آسمان سے ایک قندیل اس پر معلق ہے صبح صادق تک یہی منظر رہا صبح ہونے کے بعد دونوں نے غلام کو بلایا اور یہ کہہ کر اس کو آزاد کر دیا ''میں اللہ کی رضا کے لئے تجھے آزاد کرتا ہوں تا کہ تو اپنا سارا وقت اس پاک ذات کی عبادت کے لئے فارغ کر سکے جس سے تو معذرت کر رہا تھا اور اسی کے ساتھ دونوں نے اس غلام سے وہ منظر بھی بتایا جس کا مشاہدہ رات میں کیا تھا۔

غلام کی دعاء

جب غلام نے ان کی زبانی یہ بات سنی اس نے فوراً اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اٹھا کر یہ دعا کی: ''**الهی کنت أسألک أن لا تکشف ستری وأن لا تظهر حالی فإذا کشفته فاقبضی إلیک**'' (اے اللہ میں نے تو آپ سے درخواست کی تھی کہ میری پردہ دری آپ نہیں فرمائیں گے اور میرے حال کو کسی پر ظاہر نہیں کریں گے جب آپ نے ظاہر فرما دیا پھر تو آپ اپنے ہی پاس بلا لیں یہ کہہ کر گرا اور

اپنی جان جاں آفریں کے حوالہ کردی) رحمه الله رحمةً واسعةً۔

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عبادت میں کمال تستر مطلوب ومحمود ہے، لیکن آج ہم اگر دو رکعت بھی پڑھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ دس آدمیوں کے علم میں آجائے کہ میں نوافل کا پابند ہوں اسی وجہ سے آج ہماری عبادتوں میں وہ نور نہیں جو نور اسلاف کو حاصل تھا۔

عبادت ہو تو ایسی ہو

ایک عابد نے نماز شروع کی جب "إیاک نعبد" پر وہ پہنچے تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں واقعتاً عابد ہوں فوراً ہی ان کے دل میں آواز آئی کہ تو جھوٹا ہے تو صرف مخلوق کا عابد ہے فوراً تنبہ ہوا توبہ کی اور لوگوں سے دوری اختیار کرلی پھر ایک روز اسی طرح انہوں نے نماز شروع کی جب "إیاک نعبد" پر پہنچے تو ندا آئی تو جھوٹا ہے تو تو صرف اپنے بیوی کا عابد ہے چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی پھر نماز انہوں نے شروع کی جب "إیاک نعبد" پر پہنچے تو ندا آئی تو جھوٹا ہے تو تو صرف اپنے مال کا عابد ہے چنانچہ انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کردیا پھر انہوں نے نماز شروع کی جب "إیاک نعبد" پر پہنچے ندا آئی تو جھوٹا ہے تو تو صرف اپنے کپڑوں کا عابد ہے انہوں نے ضرورت سے زائد سارے کپڑوں کو صدقہ کردیا پھر انہوں نے نماز شروع کی اور جب "إیاک نعبد" پر پہنچے تو ندا آئی اس قول میں اب

تم سچے اور مخلص ہو اور حقیقۃً میری عبادت کرنے والے اب تم بنے ہو۔

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ''**إیاک نعبد**'' کہنا حقیقۃً اسی وقت معتبر ہے جب عابد اپنے دل کو جمیع ماسوی اللہ سے حتی کہ اپنے عابد ہونے سے بھی فارغ کرلے اور یہی راز ہے ''**إیاک نعبد**'' میں إیاک کو مقدم کرنے میں تاکہ عابد کی نگاہ اولا اور بالذات معبود پر تو ہو اپنی عبادت پر نہ ہو اگر اپنی عبادت پر نگاہ گئی تو عبادت اعلی سطح سے گر جائے گی لیکن آج ہمارا جو حال ہے ہم سب کو خوب معلوم ہے اللہ پاک ہی اپنے فضل سے اپنے ماسوی سے مکمل تخلیہ نصیب فرمائے۔

نماز ہو تو ایسی ہو

عصام بن یوسف حضرت حاتم اصم کی مجلس میں تشریف لائے اور بطور اعتراض کے یہ کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن نماز کس طرح پڑھتے ہو تو حاتم اصم نے اپنی مکمل توجہ عصام بن یوسف کی طرف مبذول کرتے ہوئے جواب دیا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں ظاہراً اور باطناً مکمل طور سے وضو کرتا ہوں''۔ عصام بن یوسف نے کہا وہ کس طرح؟

حضرت حاتم اصم نے فرمایا کہ وضو ظاہری تو یہ ہے کہ میں اعضاء کو پانی سے دھوتا ہوں رہ گیا وضو باطنی تو میں اس کو سات چیزوں سے دھوتا ہوں، (۱) توبہ (۲) ندامت (۳) ترک حبِ دنیا (۴) ترک ثناء خلق (۵) ترک ریاست (۶) ترک کینہ (۷) ترک حسد۔ اس کے بعد مسجد جاتا ہوں اور میں اپنے کو اپنے رب کے سامنے

پیش کر دیتا ہوں تو اس وقت میرا حال یہ ہوتا ہے کہ کعبہ میرے سامنے ہوتا ہے جس کا میں مشاہدہ کرتا ہوں اس وقت امید وبیم کی ایک کیفیت مجھ پر طاری ہوتی ہے۔

فِا نہ یراک کا پورا منظر سامنے ہوتا ہے جنت داہنی طرف جہنم بائیں طرف ملک الموت میرے پیچھے اور گویا کہ میرا قدم پلصراط پر ہوتا ہے اور میرا گمان یہ ہوتا ہے کہ میری یہ نماز میری زندگی کی آخری نماز ہے جسے میں ادا کر رہا ہوں۔

اس کے بعد میں نیت کرتا ہوں اور احسان یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور پورے تفکر کے ساتھ یعنی معانی میں غور وفکر کے ساتھ قراءت کرتا ہوں تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں تضرع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، امید کے ساتھ تشہد پڑھتا ہوں اخلاص کے ساتھ سلام پھیر دیتا ہوں الحمد للہ انہیں کیفیات کے ساتھ میں بیس سال سے نماز ادا کر رہا ہوں۔

حضرت عصام بن یوسف یہ سن کر بے ساختہ رو پڑے کہ یہ وہ کیفیات ہیں جن پر آپ کے علاوہ کسی کو قدرت نہیں حاصل ہوسکتی یہ کہہ کر عصام بن یوسف پر گریہ طاری ہوا اور بہت روئے جی بھر کر روئے۔

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ظاہری وضو کے ساتھ ایک باطنی وضو بھی ہے اور ظاہری وضو جس طرح ضروری ہے اسی طرح اہل طریق کے نزدیک باطنی وضو کا اہتمام بھی ضروری ہے اس کے بعد اس نماز پر مشاہدہ کا جو مقام حاصل ہوگا وہ اہل طریق پر مخفی نہیں ہے آج ہمارے ظاہری وضو کا جو حال ہے وہ ہمیں خوب معلوم ہے وضو کے وقت باطنی تزکیہ کا خیال بھی نہیں آتا کاش ظاہری تزکیہ کے ساتھ باطنی تزکیہ کا

دھیان بھی نصیب ہو جائے۔

شیطانی تسلط کا نتیجہ خسران

اسلاف سے منقول ہے کہ ایک نوجوان ایک سلطنت کا مالک ہو گیا لیکن حکمرانی میں اس کو کوئی لذت نہیں ملی تا آنکہ مجبوراً اس نے ایک روز اپنے ہمنشینوں سے کہا کہ کیا اس مملکت میں میری طرح لذت سے عاری اور لوگ بھی ہیں تو ہمنشینوں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ سرتاج من!

لوگوں کا حال تو بہت اچھا ہے، سب ٹھیک ٹھاک ہیں، ایسی بات تو کہیں دیکھنے میں نہیں آتی تو بادشاہ نے ان سے کہا کہ پھر میری زندگی کو بالذت اور میری سلطنت کو دوام واستحکام دینے والی چیزیں کیا ہیں؟

علماء کی ضرورت

ہمنشینوں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ چیز آپ کو علماء سے مل سکتی ہے! چنانچہ بادشاہ نے اپنے شہر کے سارے علماء وصلحاء کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ آپ حضرات میرے پاس تشریف رکھیں طاعات کا مجھے حکم دیں اور معاصی سے مجھ کو روکیں چنانچہ علماء وصلحاء نے اس کی تعمیل شروع کر دی اس کے نتیجہ میں بادشاہ کو چار سو سال حکمرانی کا موقع ملا۔

ابلیس کی آمد

لیکن ایک دن ابلیس ملعون اس کے پاس آیا بادشاہ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ ابلیس نے کہا میں ابلیس ہوں! اس کے بعد بادشاہ سے ابلیس نے سوال کیا آپ کون ہیں؟ بادشاہ نے کہا میں انسان ہوں! ابلیس نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ کو مغالطہ ہوگیا آپ اپنی حقیقت سے نا آشنا ہیں اگر آپ انسان ہوتے تو جس طرح سارے انسان مرتے ہیں اسی طرح آپ بھی مر چکے ہوتے کیا آپ کی توجہ اس بات کی طرف نہیں گئی کہ آپ اس ملک میں چار سو سال سے حکمرانی کر رہے ہیں "**وإنما أنت إله فادعوا الناس إلى عبادتک**" (ارے آپ تو خدا ہیں لہذا لوگوں کو آپ اپنی عبادت کی دعوت دیجئے)۔

ابلیسی چال

چنانچہ بادشاہ کے دل میں یہ بات اتر گئی اور اس کو بھی اپنے خدا ہونے کا خبط سوار ہوگیا اور یہ بھول گیا کہ علماء وصلحاء کی برکت وتوجہ سے اللہ پاک نے مجھ کو اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ منبر پر چڑھا اور اس نے تقریر کی "**أيها الناس! إني أخفيت عليكم أمراً وقد حان وقت إظهاري**" (اے لوگو! میں تم سے ایک بات اب

تک چھپاتا رہا مگر اب اس کے اظہار کا وقت آ گیا ہے، تم جانتے ہو کہ میں چار سو سال سے تمہارا بادشاہ ہوں اور اس ملک میں حکمرانی کر رہا ہوں اگر میں انسان ہوتا تو اسی طرح مر چکا ہوتا جس طرح بہت سے لوگ مر چکے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میں خدا ہوں لہذا میری عبادت کرو اس کے بعد اللہ پاک نے اس زمانے کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اسے جا کر بتلا دو کہ اس کو یہ طویل زندگی اور حکمرانی کا طویل موقع میں نے دیا ہے لیکن جب وہ آمادۂ معصیت ہو گیا ہے تو قسم ہے میری عزت وجلال کی میں اس پر بخت نصر کو مسلط کروں گا۔ چنانچہ اللہ پاک نے اس بادشاہ پر بخت نصر کو مسلط کیا اس نے اس کی گردن اڑا دی۔ اور اس کے سارے خزانوں کو سمیٹ کر لے گیا۔ صرف سونا ستر کشتیوں میں لادا گیا باقی ساز وسامان مزید برآں۔

فائدہ: بہت سے لوگ ہیں جن کو اللہ پاک علماء وصلحاء کی بدولت کچھ باطنی کیفیات وحالات عطا فرما دیتے ہیں لیکن صرف چند لوگوں کی مدح سرائی اور کچھ لوگوں کے گرد وپیش بیٹھنے اٹھنے کی وجہ سے وہ اپنے کو کامل اور کیفیات کو اپنا کسب سمجھنے لگتے ہیں اور نتیجے کے طور پر پوری پونجی ضائع ہو جاتی ہے اس لئے ہر حال میں معطی حقیقی جو قابض وباسط بھی ہے اسی پر نگاہ رہنی چاہئے۔

مطلوب کی پہچان ہو تو ایسی ہو

ہارون رشید کی ایک کالی کلوٹی باندی تھی جو شکل وصورت کے اعتبار سے اچھی

نہیں تھی لیکن ہارون رشید اسے بہت چاہا کرتے تھے، جس کی وجہ سے وہ ساری باندیوں میں خار بن گئی تھی۔ ہارون رشید نے اس کے کمال کے اظہار کے لئے ساری باندیوں کا امتحان لیا اس طور پر کہ اس نے ایک روز باندیوں کے سامنے بہت سے دینار بکھیر دیئے۔ باندیوں نے دیناروں کو چننا شروع کیا تا کہ زیادہ سے زیادہ وہ سمیٹ سکیں لیکن وہ کالی کلوٹی باندی اس حال میں بھی ٹکٹکی باندھے ہارون رشید کو دیکھتی رہی، کسی نے کہا کہ ساری باندیاں دینار چن رہی ہیں اور تم کیوں کھڑی دیکھ رہی ہو اس بدشکل باندی نے عجیب وغریب جواب دیا"**إن مطلوبهن الدنانير ومطلوبي صاحب الدنانير**" ان باندیوں کا مطلوب دینار ہیں اس وجہ سے چن رہی ہیں لیکن میرا مطلوب صاحب دینار ہے یہ جواب سننے کے بعد پورے مجمع پر سکتہ طاری ہوگیا! حاضرین کو اس باندی کا جواب بہت پسند آیا، ہارون رشید نے اس کے بعد اس کو اور قریب کرلیا، اور بہت سامال ومتاع اس کو دیا۔

ہارون رشید کے دربار میں سلاطین کا اجتماع

اس واقعہ کی اطلاع دوسرے انداز سے اس زمانے کے بہت سے بادشاہوں کو ہوگئی کہ ہارون رشید ایک کالی کلوٹی باندی پر عاشق ہوگیا ہے۔ جب ہارون رشید کو اس کی اطلاع ملی تو ہارون رشید نے سارے بادشاہوں کے نام دعوت نامے جاری کردیئے اور ایک متعینہ تاریخ پر سب کو اپنے پاس جمع کرلیا جب سارے سلاطین آ گئے

تو ہارون رشید نے ساری باندیوں کو طلب کیا اور ان میں سے ہر ایک کو یاقوت کا ایک ایک پیالہ دے کر یہ حکم دیا کہ اس پیالہ کو توڑ دو، اسے زمین سے دے مارو، باندیوں میں سے کسی نے پیالہ کو نہیں توڑا، لیکن بدشکل باندی نے فوراً حکم کا امتثال کیا، حکم ملتے ہی اس نے پیالہ کو زمین سے دے مارا، اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اس کے بعد ہارون رشید نے کہا کہ اس باندی کو دیکھئے کہ اس کا چہرا اگرچہ قبیح (برا) ہے لیکن اس کا یہ عمل کتنا ملیح (اچھا) ہے۔

باندی سے ہارون رشید کا سوال اور باندی کا جواب

اس کے بعد ہارون رشید نے صراحۃً اس باندی سے سوال کیا کہ تو نے پیالہ کیوں توڑ دیا؟ باندی نے جواب دیا کہ آپ نے اس پیالے کے توڑنے کا حکم دیا اس لئے میں نے سوچا کہ اس پیالہ کے توڑنے سے صرف خزانہ کا ایک پیالہ ٹوٹے گا، اور نہ توڑنے میں خلیفہ کا حکم ٹوٹے گا۔ اور مجھے یہ گوارا نہیں ہوا کہ خلیفہ کا حکم ٹوٹے، اگر پیالہ ٹوٹ گیا تو اس کا بدل بہت سے پیالے بن سکتے ہیں اور اگر حکم ٹوٹ جاتا تو اس کا بدل کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ اور یہ بھی خیال ہوا کہ پیالہ توڑتی ہوں تو مجنونہ پاگل کہلاؤں گی اور نہیں توڑتی ہوں تو عاصیہ نافرمان کہلاؤں گی، مجنونہ کہی جاؤں یہ گوارا ہے لیکن عاصیہ نافرمان ہونا میرے لئے گوارا نہیں۔ یہ جواب سن کر سارے سلاطین دنگ رہ گئے۔ اور باندی کی ذہانت کی داد دی اور بادشاہ ہارون رشید کو اس کی محبت میں معذور و حق

بجانب قرار دیا۔

فائدہ: آج جو لوگ معمولی دنیا کی وجہ سے ہمہ وقت اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو توڑتے رہتے ہیں وہ اس سے عبرت حاصل کریں اسی طرح سالکین کو جب انوارات گاہ بگاہ نظر آجائیں تو ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہونی چاہئے یہ سب مانند دنیا ہیں جو مطلوب تک رسائی میں حائل ہوتے ہیں اس کی طرف جو متوجہ ہوا وہ بیچ راہ میں اٹک کر رہ جاتا ہے اسی طرح سالک اگر چلتا رہا اور مطلوب حقیقی اللہ جل شانہ پر نگاہ رکھتا ہے تو وہ ایک دن مقام قرب تک پہنچ سکتا ہے۔

سخاوت ہو تو ایسی ہو

ایک شخص مسجد میں سو رہا تھا اس کے پاس سونے کی تھیلی تھی جب آنکھ کھلی تو تھیلی ندارد بہت پریشان ہوا اچانک اس کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو نماز میں مصروف تھا یہ شخص اس کے سر ہو گیا اس نے پوچھا بھائی کیا بات ہے کیوں میرے پیچھے پڑے ہو اس نے کہا میری تھیلی چوری ہو گئی ہے اور مسجد میں تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے لہذا تو نے ہی چوری کی ہے میری تھیلی واپس کر اس شخص نے کہا تمہاری تھیلی میں کتنی رقم تھی اس نے کہا ایک ہزار دینار یہ سن کر یہ شخص بلا چوں و چرا اور بغیر الجھے ہوئے اپنے گھر گیا اور ایک ہزار دینار لا کر اس کے حوالہ کر دیا یہ اٹھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا جہاں وہ سب خیمہ زن تھے اس کے ساتھیوں نے جب اس کو دیکھا تو پوچھا بھائی

تمہاری ہمیانی (تھیلی) دیناروں کی کہاں ہے؟ اس نے پورا قصہ بتلایا تو ساتھیوں نے کہا اللہ کے بندے تمہاری تھیلی تو ہمارے پاس ہے جب تم مسجد میں سو رہے تھے تو ہم گئے اور مذاق میں نکال کر لے آئے اور تم اتنی غفلت میں تھے کہ تم کو پتہ بھی نہیں لگا یہ سن کر یہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور ایک ہزار دینار لے کر مسجد گیا اور اس شخص کو تلاش کرنے لگا جس سے ایک ہزار اس نے وصول کئے تھے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ:

حضرت جعفر صادق کا برتاؤ

وہ صاحب جعفر صادق تھے جو سرکار دو عالم ﷺ کے اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سن کر یہ شخص بہت نادم ہوا ان سے ملاقات کی اور معذرت کے ساتھ ایک ہزار دینار واپس کئے جعفر صادق نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ "**أنا إذا أخرجنا شيئاً عن ملكنا لا يعود إلينا**" کہ جب ہم کوئی چیز کسی کو دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے۔

فائدہ: کتنی ہمت کی بات ہے آج تو چند پیسوں پر لڑائیاں ہوجاتی ہیں، پگڑیاں اچھلنے لگتی ہیں اور یہاں ایک ہزار دینار بلا استحقاق دے کر بھی پیشانی پر شکن نہیں اسی طرح سالک کو چاہئے کہ جب اس کے اور رب کے تعلق کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اسے فوراً دفع کردے اس میں الجھے نہیں اس کے درپے نہ ہو اور اس طرح اپنے اندر استغناء پیدا کرے کہ اللہ پاک کے سوا ہر شئی سے مستغنی ہوجائے۔

شوہر کی نافرمانی کا ثمرہ

بنی اسرائیل کا ایک نوجوان سخت علیل (بیمار) ہوگیا اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے میرے بیٹے کو صحت دیدی تو سات دن کے لئے دنیا سے نکل جاؤں گی اس دنیا میں نہیں رہوں گی مشیت ایزدی نوجوان صحت مند ہوگیا اب ماں کو اپنی نذر کی فکر ہوئی لیکن ٹال مٹول کرتی رہی تا آنکہ اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اگر خیریت چاہتی ہے تو اپنی نذر پوری کرو ورنہ اس سے بھی سخت آزمائش میں پھنس جاؤ گی، صبح ہوتے ہی ماں نے بیٹے کو بلوایا اور پورا قصہ سنا کر قبرستان میں ایک گڈھا کھود کر دفن کرنے کا حکم دیدیا۔

زندہ ماں کو قبر میں دفن کرنا

چنانچہ بچے نے گڈھا کھود کر حسبِ حکم ماں کو اس اس میں دفن کر دیا جب ماں قبر میں اتری تو اس نے دعا کی کہ اے اللہ میں نے حتی المقدور ایفاء نذر کی سعی کی ہے یہاں ہر طرح کی آفات سے میری حفاظت فرمالٹر کا تو مٹی ڈال کر زیر زمیں کر کے واپس آ گیا اتنے میں ماں کی نگاہ اوپر جو پڑی تو دیکھتی کیا ہے کہ نور درخشاں ہر طرف سے تاباں ایک سوراخ روشندان کی طرح ہے اس روشندان سے دیکھتی کیا ہے کہ ایک باغ

ہے اس میں دو عورتیں ہیں جو مجھے بلا رہی ہیں کہ اس سے نکل کر ہمارے پاس آجاؤ چنانچہ روشندان کشادہ ہو گیا اور میں اسی راہ سے ان کے پاس پہنچ گئی اسی باغ میں ایک صاف ستھرا حوض ہے یہ دونوں عورتیں اسی پر بیٹھی ہیں۔ میں بھی سلام کر کے انھیں کے پاس بیٹھ گئی لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے ان دنوں سے سوال کیا کہ جب تم جواب دینے پر قادر تھیں پھر میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا تو انہوں نے جواباً کہا سلام کا جواب طاعت ہے اور ہمیں طاعت سے روکا گیا ہے۔

دو پرندوں کا واقعہ

اتنے میں ایک پرندہ آیا اور ان میں سے ایک کے سر پر اپنے پر سے ہوا جھلنے لگا اور دوسرا پرندہ آیا اور دوسری عورت کے سر پر بیٹھ گیا اور چونچ سے سر میں ٹھونکیں مارنے لگا میں نے اس عورت سے سوال کیا کہ یہ مقام تجھ کو کیسے حاصل ہوا کہ پرندہ پر سے ہوا جھل رہا ہے؟

شوہر کی اطاعت کا ثمرہ

اس نے کہا کہ دنیا میں جب تک رہی میں اپنے شوہر کی فرمانبردار و مطیع بن کر رہی میرا شوہر مجھ سے خوش رہا دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئی کہ میرا شوہر مجھ سے

خوش تھا اسی کی برکت ہے کہ اللہ پاک نے مجھ کو یہ کرامت وشرافت عطا کی ہے۔اس کے بعد دوسری عورت سے میں نے سوال کیا کہ تجھ کو یہ سزا کیوں ملی؟

شوہر کی نافرمانی کا ثمرہ

تو اس نے کہا یوں تو میں ٹھیک طبیعت کی تھی لیکن اپنے شوہر کی میں نافرمانی کیا کرتی تھی اور دنیا سے اسی حال میں رخصت ہوئی کہ میرا شوہر مجھ سے ناراض تھا تو ذاتی اصلاح کی وجہ سے اللہ پاک نے میری قبر کو باغیچہ بنادیا لیکن شوہر کی ناراضگی کی وجہ سے مجھ کو یہ سزا ملی کہ پرندہ میرے سر پر بیٹھا ٹھونگیں لگا رہا ہے۔لہذا جب تم دنیا جانا تو شوہر سے میرا حال زار بیان کر کے میرے لئے سفارش کر دینا شاید وہ راضی ہو جائے اور مجھ سے یہ عذاب ہٹ جائے، سات روز تک میں ان دونوں عورتوں کے پاس رہی جب سات دن پورے ہو گئے تو دونوں عورتوں نے مجھ سے کہا کہ اچھا اب آپ ہمارے پاس سے چلی جائیں اور اپنی قبر میں پہنچ جائیں اس لئے کہ آپ کا لڑکا آپ کو تلاش کرنے آ گیا ہوگا۔

قبر سے نکالنے کا واقعہ

چنانچہ جوں ہی اپنی قبر میں پہنچی قبر کھودنے کی آواز آنے لگی چنانچہ لڑکے نے

قبر کھودی اور مجھ کو لے کر گھر گیا۔ گھر پہنچتے ہی خبر مشہور ہوگئی کہ فلاں عورت اپنی نذر پوری کر کے آ گئی۔ لوگ جوق در جوق زیارت وملاقات کے لئے آنے لگے انہی لوگوں میں اس عورت کا شوہر بھی آیا جس نے مجھ کو سفارشی بنا کر بھیجا تھا میں نے اس کی بیوی کا پورا حال سنا دیا اور بیوی کی درخواست بھی پیش کر دی تو شوہر نے بیوی کو معاف کر دیا اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہے اللہ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے تیری برکت سے عذاب سے نجات مل گئی۔

فائدہ: کبھی اعمال کا ثمرہ اللہ پاک اپنے خاص بندوں کے ذریعہ اس دنیا میں بھی دکھلا دیتے ہیں اس کے بعد بندہ مجبور ہوتا ہے ماننے پر حالانکہ بن دیکھے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو ماننا چاہئے۔ بندوں کے حقوق خاص طور پر بہت زیادہ قابل اعتناء والتفات ہیں چونکہ بغیر معافی تلافی کے یہ حقوق معاف نہیں ہوتے اس لئے سالکین کو بھی اس کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا حق رہ جائے، عورتوں کو خاص طور پر شوہروں کے جائز حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ شوہروں کی جائز ناراضگی رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔

انابت الی اللہ کی قدر

عبداللہ بن مبارکؒ سے منقول ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں موجود تھا مکہ والے شدید قسم کے قحط میں مبتلا ہو گئے جب پریشانی بہت بڑھی تو اہل مکہ میدانِ عرفات میں

استسقاء کی نماز کے لئے جمع ہوئے لیکن قحط بڑھتا گیا لوگ پریشان ہوتے گئے تا آنکہ دوبارہ لوگ میدانِ عرفات گئے۔

ایک غلام کا واقعہ

میں نے لوگوں میں ایک شخص کو دیکھا جو کالا کلوٹا دبلا پتلا تھا اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا شروع کی کافی دیر تک دعا کرتا رہا پھر سجدہ ریز ہوکر کہنے لگا "**وعزتک لا أرفع رأسی من السجود حتی تسقی عبادک**" اے پروردگار آپ کی عزت کی قسم میں اپنا سر سجدہ سے اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک آپ اپنے بندوں کو پانی سے سیراب نہ کردیں۔ اس کے بعد آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اسی طرح چند دوسرے ٹکڑے نمودار ہوتے گئے اور سب ملتے گئے تا آنکہ بارش شروع ہوگئی اور خوب بارش ہوئی اس شخص نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اللہ کی تعریف کی اور واپس چلا آیا جب وہ چلا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا کہ دیکھوں یہ شخص کہاں جاتا ہے چلتے چلتے غلاموں کی ایک مارکیٹ آئی اس میں داخل ہوگیا۔ یہ دیکھ کر میں واپس ہوگیا کہ لگتا ہے یہ غلام ہے اور اسی مارکیٹ میں یہ رہتا ہے کل ہوکر میں دراہم ودنانیر لے کر غلاموں کی مارکیٹ گیا اور مالک سے جاکر میں نے کہا کہ میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں۔ مالک نے تیس سے زائد غلام دکھلائے لیکن مجھ کو تو جستجو کل والے غلام کی تھی جس کی عبادت اور انابت الی اللہ کل اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا

میں نے مالک سے کہا کیا ان کے علاوہ بھی کوئی غلام ہے؟

جس غلام کی دعاء کی برکت سے بارش ہوئی آقا کی نظر میں اس کی حیثیت

مالک نے کہا ایک منحوس غلام ہے جو کسی سے بات بھی نہیں کرتا میں نے کہا ذرا اسے بھی دکھلاؤ مالک نے بعینہ وہی غلام نکالا جس کی تلاش مجھ کو تھی اور جسے میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے مالک سے پوچھا تم نے اسے کتنے میں خریدا تھا؟ اس نے کہا خریدا تو بیس دینار میں تھا لیکن تم کو دس دینار میں دیدوں گا۔ میں نے کہا نہیں میں زائد دے کر لوں گا چنانچہ ستائیس دینار میں نے مالک کو دیئے اور غلام کا ہاتھ پکڑ کر لئے ہوئے میں واپس آ گیا۔ جب میں نے اس غلام کو خرید لیا تو غلام نے مجھ سے کہا اے میرے آقا آپ نے مجھے کیوں خریدا؟ میں تو آپ کی خدمت بھی نہیں کر سکتا، میں نے اس سے کہا اس لئے خریدا ہے تا کہ تو میرا آقا بن جائے اور میں تمہاری خدمت کروں۔ غلام نے کہا آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا چونکہ کل میں نے اپنی آنکھوں سے تمہاری دعا اور اس کی قبولیت دیکھی ہے اور کل ہی میں سمجھ گیا کہ اللہ کے نزدیک تمہارا مقام کیا ہے غلام نے کہا مجھ سے، کیا واقعتاً آپ نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔

غلام کی آزادی پر مغفرت کا پروانہ

غلام نے کہا تو اب آپ مجھ کو آزاد کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا تو اللہ کے لئے آزاد ہے یہ کہنا تھا کہ فوراً غیب سے ایک آواز آئی "**یا ابن المبارک أبشر فقد غفر الله لک**" اے ابن مبارک خوش ہو جا اللہ پاک نے تیری مغفرت کر دی۔ اس کے بعد غلام نے کامل و مکمل وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور کہا "**الحمد لله هذا عتق مولای الأصغر فکیف یکون عتق مولای الأکبر**" الحمد للہ میرے چھوٹے آقا کی آزادی کا یہ حال ہے تو میرے بڑے آقا کی آزادی کا کیا حال ہوگا، پھر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کی "**الهی أنت تعلم إنی عبدتک ثلاثین سنة وإن العهد بینی وبینک أن لا تکشف ستری فحینئذ کشفته فاقبضنی إلیک**" اے اللہ آپ تو اس سے باخبر ہیں کہ میں آپ کی اسی طرح تیس سال سے عبادت کر رہا ہوں اور میرا آپ سے معاہدہ تھا کہ میرا پردہ کسی پر فاش نہیں فرمائیں گے جب آپ نے میرا پردہ فاش فرما دیا تو مجھ کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو کر گرا اور اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کر دی۔

غلام کا انتقال اور اس کی تدفین

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں اس کے بعد تجہیز و تکفین کا انتظام کیا لیکن

غربت کی وجہ سے تکفین کا اچھا انتظام نہیں کرسکا بہرحال نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کردیا۔ رات میں جب سویا تو دیکھتا کیا ہوں ایک شخص ہے بہت ہی خوبصورت لباس فاخرہ زیب تن کئے ہوئے اسی کے ساتھ ایک دوسرا شخص ہے جو فضل وکمال میں اس سے بڑھا ہوا ہے یہ بھی اسی کی طرح حسین وجمیل عمدہ قسم کا لباس پہنے ہوئے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنا ہاتھ دوسرے کے مونڈھے پر رکھے ہوئے ہے مجھ کو دیکھ کر کہا ابن مبارک تم کو اللہ سے شرم نہیں آئی۔ اور کہہ کر آگے بڑھنے لگے میں نے کہا پہلے آپ اپنا تعارف تو کرائیں آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں اور یہ میرے باپ ابراہیم (علیہ الصلوۃ والتسلیم) ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں تو اللہ سے حیاء کرتا ہوں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ سے حیا نہ کروں میں تو کثرت سے نمازیں بھی ادا کرتا ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کا ایک ولی مرگیا لیکن تم اس کو اچھا کفن نہیں دے سکے'' عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں صبح ہوتے ہی میں نے قبر سے نکال کر اچھے کفن میں کفنا کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کیا۔

فائدہ: عاشق وعارف کا ایک مقام ہوتا ہے جس سے لوگ ناآشنا ہوتے ہیں عارف کو کبھی یہ خیال نہ ہو کہ لوگ آشنا ہوجائیں اگر عارف کے مقام سے لوگ آشنا ہوگئے تو یہ عارف کی موت ہے۔ ترقیات کے لئے یہ سنگ راہ ہے گو منیب کی انابت رائیگاں نہیں جاتی آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی انابت الی اللہ کے ثمرات گاہ بگاہ ظاہر ہوجاتے ہیں لیکن یہ اس طریق کے مقاصد میں سے نہیں۔

ایک سوال اور عارف کا جواب

ابوالقاسم جو اپنے زمانہ کے دانا وفرزانہ تھے ان سے کسی نے سوال کیا ایک شخص مومن ہے لیکن عاصی ونافرمان ہے وہ نافرمانی سے توبہ کر لیتا ہے اور دوسرا شخص کافر ہے وہ ایمان قبول کر لیتا ہے تو دونوں میں افضل کون ہے؟

ابوالقاسم دانا نے جواب دیا مومن عاصی جس نے نافرمانی سے توبہ کر لی ہے وہ افضل ہے کافر سے۔ چونکہ کافر کفر کی حالت میں اجنبی ہوتا ہے۔ اور عاصی (نافرمان) عصیان (نافرمانی) کی حالت میں مومن ہونے کی وجہ سے اپنے رب کا عارف ہوتا ہے۔ کافر اسلام قبول کر کے عارف کے درجہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور مومن عاصی توبہ کر کے عارف کے درجہ سے احباب کے درجہ کی طرف منتقل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے "**واللہ یحب التوابین**" کہ اللہ پاک توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اویس قرنی کا پانی پر نماز پڑھنا

ایک صاحب راوی ہیں کہ میں تاجروں کے ساتھ ایک کشتی میں سفر کر رہا تھا اچانک ہوا تیز ہوئی اور کشتی موجوں کی لپیٹ میں آ گئی ہم گھبرائے کہ کشتی اب ڈوبی کہ تب ڈوبی دریں اثناء مسلسل تلاطم کی وجہ سے کشتی میں کچھ پانی بھی آ گیا اور کشتی مائل بہ غرق آب

ہونے لگی ہم اپنی جان و مال سے مایوس ہو گئے اتنے میں ایک شخص جو اس کشتی کے ایک کونے میں بالدار چادر میں لپٹا بیٹھا ہوا تھا کشتی سے نکلا اور سمندر میں پانی پر مصلی بچھا کر نماز پڑھنے لگا ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی ان سے ہم نے درخواست کی کہ اے اللہ کے ولی ہمیں بچایئے لیکن وہ ہماری طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ پھر ہم نے فریاد کی اے اللہ کے ولی ا س ذات کے واسطہ سے ہم درخواست کرتے ہیں جس نے اپنی عبادت کی قوت تم کو بخشی ہے کہ ہمیں بچایئے تب جا کر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کیا بات ہے؟ گویا کہ وہ ہماری پریشانیوں سے بے خبر ہیں۔ ہم نے کہا کیا ہماری کشتی کا حال اور موجوں کا تلاطم نظر نہیں آرہا ہے؟ انہوں نے ہم سے کہا اللہ کی قربت حاصل کرو۔ ہم نے کہا کس چیز کے ذریعہ ہم اللہ کی قربت حاصل کریں؟ انہوں نے کہا ترک دنیا کے ذریعہ ہم نے کہا ہم نے دنیا کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا اللہ کا نام لے کر کشتی سے نکل آؤ چنانچہ یکے بعد دیگرے کشتی سے ہم نکلتے گئے۔ اور پانی پر چلتے ہوئے ان کے اردگرد جمع ہو گئے۔ ہم تقریباً دوسو آدمی تھے جب سب کشتی سے نکل آئے تو کشتی مال سمیت غرق آب ہو گئی اس کے بعد اس اللہ کے ولی نے ہم سے کہا کہ دنیا کی ہولنا کی سے تو نجات مل گئی لہذا اب چلے جاؤ۔ ہم نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں اویس قرنی ہوں۔

اویس قرنی کی دعاء سے ڈوبی ہوئی کشتی کا نکلنا

اس تعارف کے بعد پھر ہم نے اور جرأت کی اور عرض کیا اے اللہ کے ولی

اس کشتی میں مدینہ طیبہ کے فقراء کا مال تھا مصر کے ایک شخص نے فقراء مدینہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے کہا اگر اللہ پاک نے تمہارا مال واپس کر دیا تو تم فقراء مدینہ پر اسے تقسیم کر دو گے؟ ہم نے کہا ہاں کیوں نہیں وہ تو انہیں کا ہے، چنانچہ انہوں نے پانی ہی پر دو رکعت نماز ادا کی اور سراً دعا مانگی فوراً ہی کشتی مع ساز و سامان اوپر آ گئی۔ ہم اس کشتی پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے اور وہاں پہنچ کر سارا مال فقراء مدینہ پر تقسیم کر دیا اس وقت حال یہ ہو گیا کہ پورے مدینہ میں کوئی شخص فقیر نہیں رہ گیا۔

فائدہ: مقام قرب تک پہنچ کر انعامات قرب کے حاصل کرنے میں سب سے بڑا مانع دنیا ہے جب بندہ تارک دنیا ہو جاتا ہے تو اللہ پاک کی غیر متوقع نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور دنیا کے ساتھ اس طریق کا مسافر خطرات سے محفوظ نہیں رہتا اس لئے سالک کو اس سے خصوصیت سے بچنا چاہئے اور اگر ہو بھی تو بقول عارف ؎

اگر دارد برائے دوست دارد

کسی دوست کے لئے ہو پھر یہ مہلک نہیں۔ وجود دنیا سے زیادہ خطرناک طلبِ دنیا ہے۔ اسی وجہ سے عارف کی پہچان بتلائی گئی ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہو اور آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو۔

صدق و صادق کا امتحان

حضرت طارق صادق کے ساتھ موسوم کب سے ہوئے اس کے پیچھے ایک

تاریخ ہے ایک واقعہ ہے وہ یہ کہ ایک بار آپ از کار رفتہ (بیکار) کنویں میں گر گئے جو راستہ میں پڑتا تھا اس کنویں کے پاس سے حاجیوں کا ایک قافلہ گذرا انہوں نے اس خیال سے کہ کوئی راہ گذر اس میں گر کر ہلاک نہ ہو جائے اس کے منھ کو بند کر دیا حضرت طارق فرماتے ہیں میں نے سوچا اگر میں صادق (سچا) ہوں دعویٔ محبت میں تو مجھے سکوت (خاموشی) اختیار کرنی چاہئے، چنانچہ اپنے لئے قبر تیار ہوتی ہوئی دیکھ کر بھی خاموش رہا۔ حاجیوں نے کنویں کا منھ بند کر کے اپنا راستہ لیا اس کے بعد اس کنویں میں سخت تاریکی ہوگئی اچانک میرے پاس دو چراغ روشن ہو گئے ان کی روشنی سے میں نے دیکھنا شروع کیا۔

کنویں میں سانپ کا ظہور

اسی روشنی میں دیکھتا کیا ہوں ایک زبردست اژدھا میری طرف آرہا ہے۔ میں نے سوچا اب صادق وکاذب کا پتہ چلے گا۔ جب وہ اژدھا میرے قریب پہنچا تو یہ خیال پختہ ہونے لگا کہ اب تو وہ مجھے نگل ہی جائے گا، لیکن وہ کنویں کے منھ کی طرف چڑھا اور وہ اپنی دم سے اس نے میری گردن اور پاؤں کو لپیٹ کر ڈول کی طرح اوپر اٹھایا اور اپنے سر سے کنویں کے اوپر کی چھت کو اٹھایا اور مجھے کنویں سے کھینچ کر باہر کر دیا اور اپنی دم اندر کر لی اور کنویں میں واپس ہو گیا۔ باہر آتے ہی غیب سے آواز آئی۔ ''**هذا من لطف ربک إذ نجاک من عدوک بعدوک**'' یہ تیرے

رب کا کرم ہے کہ اس نے تیرے دشمن سے تیرے دشمن کے ذریعہ نجات دی۔ یہیں سے وہ صادق کے ساتھ موسوم ہو گئے۔

فائدہ: مقام صدق بہت اونچا مقام ہے بہت اونچائی پر پہنچنے کے لئے بہت نیچے سے چلنا پڑتا ہے۔ کنویں کی گہرائی سے چلے تب مقام صدق کی رفعت پر پہنچے اسی طرح سالک کو بھی کسی مقام تک پہنچنے کے لئے اپنے کو فنا کرنا پڑتا ہے پھر حالات کی پُر پیچ و پُر خطر وادیوں سے گذر کر وہ شہود و مشاہدہ کے مقام پر پہنچتا ہے اگر کہیں انسلاک کمزور ہوا تو پھر ضلالت کی گھاٹی میں جا گرتا ہے۔ اس لئے اگر سالک وصول چاہتا ہے تو ذریعہ وصول سے ہمرشتہ رہے اور ہر طرح کی آزمائش کے لئے تیار رہے۔

اللہ کے نام کی برکت

ایک عورت بہت نیک و دیندار تھی لیکن اس کا شوہر منافق تھا اس عورت کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی کام کرتی یا کوئی بات کہتی تو اللہ پاک کے نام سے شروع کرتی اس کے شوہر کو اس پر غصہ آتا تھا ایک روز شوہر نے یہ طے کیا کہ کوئی ایسا کام کرنا چاہئے جس سے یہ شرمندہ ہو جائے اور بسم اللہ کہنا چھوڑ دے۔ چنانچہ شوہر نے ایک تھیلی بیوی کے حوالہ کی بیوی نے حفاظت سے ایک جگہ رکھ کر اسے چھپا دیا شوہر موقع کا متلاشی تھا غفلت کی حالت میں شوہر نے تھیلی غائب کر دی اور دراہم و دنانیر نکال لئے اور تھیلی گھر کے اندر ایک کنواں تھا اس میں ڈال دیا۔ اس کے بعد بیوی سے تھیلی کا

مطالبہ کیا بیوی وہاں گئی جہاں تھیلی اس نے رکھی تھی اور بسم اللہ پڑھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا فوراً اللہ نے جبرئیل امین کو حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور درہم و دینار سے بھری ہوئی تھیلی اسی جگہ پہنچا دو جہاں اس عورت نے رکھا تھا چنانچہ عورت نے جب وہاں ہاتھ رکھا جہاں اس نے تھیلی رکھی تھی تو وہ تھیلی موجود اور جوں کی توں ملی اس نے لاکر شوہر کے حوالہ کر دیا شوہر دیکھ کر ششدر و حیران ہو گیا اور اس نے فوراً توبہ کی اور مخلص ہو گیا۔

فائدہ: یہ اللہ کے نام کی برکت ہے اور جب کوئی خلوص سے اللہ کا نام لیتا ہے تو وہ اثر کئے بغیر نہیں رہتا اور جب اللہ کے نام لینے والوں کا اس طرح امتحان ہوتا ہے تو اللہ پاک اس میں کامیاب فرماتے ہیں اور پاک نام کی حقانیت ظاہر فرماتے ہیں۔

استقامت ہو تو ایسی ہو

حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ کی بات ہے کہ رومی جنگ جو نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا ان قیدیوں میں ایک پہلوان طاقتور تھا جسے دیکھ کر لوگ لرزہ براندام ہو جاتے تھے اللہ پاک نے ایسی ہیبت سے نوازا تھا۔ رومی کتے یعنی روم کے بادشاہ کے سامنے بھی اس کا تذکرہ آیا تو اس کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔

اسلامی بہادر کو رومی بادشاہ نے بلایا

چنانچہ اس نے دیکھنے کے لئے بلایا لیکن رومی کتے (بادشاہ) کے پاس پہنچنے

کے لئے ایک لوہے کی زنجیر عبور کرنی پڑتی تھی جسے اس نے اپنے سامنے کھنچوا رکھی تھی اس کو عبور کرنے کے لئے جانے والوں کو رکوع کے بقدر جھکنا پڑتا تھا جب یہ مسلم قیدی وہاں پہنچا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ روم کے کتے (بادشاہ) کے سامنے میں جھک کر نہیں جا سکتا اس لئے کہ میں حضرت محمد ﷺ کا ماننے والا ہوں میرے لئے شرم کی بات ہے کہ کافر کے پاس رکوع کی حالت میں جھک کر جاؤں اور کوئی بھی مسلمان کسی کافر کے پاس اس طرح نہیں جا سکتا۔ اس استقامت کا اسے فوراً صلہ ملا اور روم کے کتے (بادشاہ) نے زنجیر اٹھا دینے کا حکم دیا تا کہ وہ جس طرح چاہے اندر آ جائے، چنانچہ اس کے بعد سینہ تان کر یہ مسلم قیدی اندر گیا۔ اندر آنے کے بعد رومی کتے نے اس سے طویل گفتگو کی۔

مسلمان بہادر کا امتحان

اس کے بعد اس کا امتحان شروع ہوا رومی کتے نے کہا تم میرے دین میں داخل ہو جاؤ میں اپنی شاہی انگوٹھی تمہیں پہنا دوں گا اور روم کی سلطنت تمہارے حوالہ کر دوں گا تم جس طرح چاہنا چلانا اور جو مرضی آئے کرنا اس پیشکش پر مسلم قیدی نے رومی کتے سے کہا روم میں کتنی دنیا ہے کتنا خزانہ ہے۔

اس نے کہا ایک تہائی یا ایک چوتھائی۔ مسلم قیدی نے بڑی بیبا کی و جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا ابھی تہائی یا چوتھائی دیتا ہے اگر پوری دنیا روم میں آ جائے اور

پورا روم سونا چاندی، ہیرے جواہرات سے بھر جائے۔

ایک اذان کے سماع کے بدلہ روم کی کوئی حیثیت نہیں

تو ایک دن کی اذان کے سماع کے بدلے اسے میں قبول نہیں کرسکتا ارکان وشعائر اسلام میں سے صرف اذان کی قیمت پوری دنیا نہیں بن سکتی۔ چہ جائیکہ روزہ، نماز، حج، زکوۃ، ایمان واسلام کی بدل بن جائے یعنی اگر پوری دنیا دے کر یہ کہو کہ ایک دن اذان نہ سنو تو یہ نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ نماز وروزہ بلکہ ایمان واسلام چھوڑ دوں۔ رومی کتے نے مسلم قیدی سے پوچھا یہ اذان کیا ہے؟ اس نے کہا: **أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله** یہ اذان ہے۔

مجھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

مسلم بہادر کا جان لیوا امتحان

رومی کتے نے یہ سن کر کہا اس کے دل میں محمد (ﷺ) کی محبت بیٹھ چکی ہے یہ ایسے نہیں باز آئے گا بلکہ جب تک اسے حالات کی بھٹی میں نہیں ڈالا جائے گا یہ نرم نہیں پڑے گا چنانچہ اس نے ہانڈی میں پانی گرم کرنے کا حکم دیا جب پانی گرم ہوگیا جوش مارنے لگا تو مسلم قیدی کو اس ہانڈی میں ڈلوادیا۔

ہانڈی میں گرتے ہوئے مسلم قیدی کی زبان پر یہ کلمات تھے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ اس عظیم امتحان میں کامیاب فرمادیا ایک طرف داخل ہوااور دوسری طرف صحیح وسالم نکل آیا۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

مسلمان بہادر کا دوسرا امتحان

سارے لوگ دیکھ کر انگشت بدنداں ہوگئے۔اس کے بعد رومی کتے نے دوسرا امتحان لیا یہ آرڈر جاری کیا کہ اس مسلمان کو کسی تاریک کوٹھری میں نظر بند کردیا جائے۔اور کھانے پینے کے بجائے خنزیر کا گوشت اور شراب اسے دیدیا جائے چنانچہ چالیس دن تک کوٹھری میں پڑے رہے چالیس دن کے بعد جب لوگوں نے دروازہ کھولا تو دیکھا مسلمان زندہ ہے اور خنزیر کا گوشت اور شراب دونوں اسی طرح اس کے سامنے پڑے ہیں نہ ایک بوٹی گوشت استعمال کیا نہ ایک قطرہ شراب۔لوگوں نے کہا دین محمد (ﷺ) میں تو خنزیر وشراب کے استعمال کی ضرورت ومجبوری کے وقت اجازت ہے پھر کیوں استعمال نہیں کیا؟ مسلم قیدی نے کہا اگر میں کھالیتا تو تم خوش ہوتے کہ چلو کسی طرح سہی ایک مسلمان کے پیٹ میں حرام لقمہ تو گیا لیکن میں تم کو خوش کرنے کے بجائے ناراض کرنا چاہ رہا تھا اسی لئے استعمال نہیں کیا۔

مسلم بہادر کا تیسرا امتحان

اس کے بعد رومی کتے نے تیسرا امتحان شروع کیا کہ جب تم نے خنزیر وخمر استعمال نہیں کیا تو میرا سجدہ کرلو میں تجھ کو اور تیرے سارے ساتھیوں کو رہا کردوں گا مسلم قیدی نے کہا سجدہ دین محمد ﷺ میں اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔ رومی کتے نے کہا میرے ہاتھ کو بوسہ دے دے تب بھی تم سب کو رہا کردوں گا مسلم قیدی نے کہا باپ، عادل بادشاہ، استاذ کے ہاتھ کا بوسہ دیا جاسکتا ہے اور بس اور تو ان تینوں میں سے کسی میں داخل نہیں۔ رومی کتے نے کہا میری پیشانی کو بوسہ دے دے مسلم قیدی نے کہا ایک شرط کے ساتھ کرسکتا ہوں رومی کتنے کہا جس طرح چاہے تو کرلے۔ مسلم قیدی نے اپنی آستین اس کی پیشانی پر رکھ کر اپنی آستین کی نیت سے بوسہ دے دیا گویا میں اپنی آستین چوم رہا ہوں۔

اس کے بعد رومی کتے نے اس کو سارے ساتھیوں کے ساتھ رہا کردیا اور انعام کے طور پر بہت سامان بھی دیا۔

رومی بادشاہ کا حضرت عمر کو خط

اور حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پرچہ لکھا کہ اگر یہ شخص ہمارے شہر میں ہوتا اور

ہمارے دین پر ہوتا تو ہم اس کو خدا بنا لیتے اور اس کی عبادت کرتے جب یہ قافلہ مدینہ طیبہ واپس آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا روم سے جو انعام ملا ہے اس میں اہل مدینہ کو شریک کرلو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

فائدہ: یہ ایمان ومعرفت انہی جیسے حضرات کی قربانیوں کی بدولت ہم تک پہنچی ہے۔ ہر مسلمان کا اسلام اور ہر عارف کی معرفت ایسی ہی ہونی چاہئے۔ سخت ترین حالات میں بھی یہ دولت ضائع نہ ہو لیکن افسوس آج ہم جیسے مسلمان چند کوڑیوں کے بدلے ایمان ودین کو فروش کردیتے ہیں حالانکہ ایمان اتنا طاقتور ہونا چاہئے کہ پوری دنیا بھی قدموں میں آجائے تو مومن اسے لات ماردے اور ایمان کو اور سنت رسول اللہ ﷺ کو سینے سے لگالے ایسی ہی استقامت کے بارے میں حضرات صوفیاء فرماتے ہیں ''**الاستقامة خير من ألف كرامة**'' استقامت ہزار کرامت سے بہتر ہے۔ ہر سالک کو چاہئے کہ اس سے سبق حاصل کرے۔

شب براءت میں عبادت کی فضیلت

ایک بار حضرت عیسیٰؑ کو سیاحت کے دوران اونچا پہاڑ نظر آیا آپ اس کی طرف چل پڑے، پہاڑ پر ایک بڑا پتھر نظر آیا جس کا بالائی حصہ دودھ سے زیادہ سفید تھا حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ منظر بہت بھلا لگا آپ اس کی جستجو میں اس کے اردگرد چکر لگانے لگے کہ اس میں راز کیا ہے؟

اتنے میں وحی آئی کہ اے عیسی کیا تم چاہتے ہو کہ اس سے بھی عجیب تر منظر تمہیں دکھلا دوں؟

حضرت عیسی نے فرمایا ہاں اے پروردگار ضرور دکھلائیں۔

وہی خوش منظر پتھر پھٹا اور اس سے ایک بوڑھا شخص برآمد ہوا جس کے جسم پر ایک بالدار جبہ اور ہاتھ میں سبز ڈنڈا اور اسکے سامنے انگور کے دانے اور وہ خود نماز میں مصروف۔

حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ منظر دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ حضرت عیسی نے پوچھا اے شیخ یہ کیا ہے تمہارے سامنے جسے میں دیکھ رہا ہوں شیخ نے جواب دیا کہ یہی روزانہ کی میری غذا ہے۔

حضرت عیسی نے پوچھا آپ کب سے پتھر میں بند عبادت کر رہے ہیں؟ شیخ نے جواب دیا چار سو سال سے۔

حضرت عیسی نے کہا اے میرے اللہ اے میرے سردار مرے خیال میں آپ کے بندوں میں اس سے زیادہ افضل وخوش نصیب کوئی نہیں ہوگا؟ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس وحی آئی اے عیسی میرے نزدیک اس سے افضل امت محمد ﷺ کا وہ شخص ہوگا جس کو شعبان کا مہینہ مل جائے اور پندرہویں شب (شب براءت) پالے پھر وہ اس رات کو عبادت میں گذار دے تو اس کی ایک رات (شب براءت) کی عبادت میرے نزدیک اس کی چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ سن کر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کاش میں امت محمد (ﷺ) کا

ایک فرد ہوتا۔

فائدہ: حضور اکرم ﷺ کا امتی ہونا کم فخر کی بات نہیں ایک مسلمان اس پر جتنا فخر کرے کم ہے، لیکن صرف فخر سے حق ادا نہیں ہوگا اصل یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کی ہم حفاظت کریں بالخصوص وہ اعمال جس کی وجہ سے اس امت کو امِ سابقہ پر فضیلت حاصل ہوئی ہے انہیں میں سے شب براءت کی عبادت بھی ہے۔ شب براءت کی اصل عبادت ذکر و تلاوت نوافل میں اپنے کو مشغول رکھنا اس کے ساتھ موقعہ نکال کر قبرستان جانا ہے لیکن افسوس آج مسلمانوں نے بہت سی غیر شرعی اور غیر اسلامی چیزوں کو اسمیں داخل کرلیا ہے۔ حلوا پکانا، پٹاخے داغنا، چراغاں کرنا یہ سب غیر شرعی امور ہیں جو ہندوؤں کے تیوہار دیوالی سے ماخوذ و مستعار ہیں اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان خرافات سے پرہیز کرے۔

امم سابقہ میں انداز فیصلہ

حضرت ابراہیم کے زمانہ میں اندازِ فیصلہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں فیصلہ آگ سے ہوتا تھا مدعی اور مدعی علیہ میں سے ہر ایک اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتا جو حق پر ہوتا آگ اس کے ہاتھ کو نہیں جلاتی تھی اور جو باطل پر ہوتا تھا اس کے ہاتھ کو جلا دیتی تھی اس کے بعد ہر ایک کے سامنے حق و باطل واضح ہو کر آجاتا۔

حضرت موسیٰ کے زمانہ میں فیصلہ کا انداز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فیصل لاٹھی تھی مدعی اور مدعا علیہ آتے اور عصا لایا جاتا جو حق پر ہوتا اس کے پاس عصا ساکن ہوجاتا اور جو باطل پر ہوتا لاٹھی ازخود متحرک ہوجاتی اور اسکی ٹھکائی توڑائی شروع کردیتی اس کے بعد ہر ایک کے سامنے حق و باطل کھل کر آجاتا۔

حضرت سلیمان کے زمانہ میں طریقۂ فیصلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں فیصل ہوا تھی جو حق پر ہوتا ہوا اس کے پاس پہنچ کر ساکن ہوجاتی اور جو باطل پر ہوتا ہوا اس کو اٹھالیتی اور اوپر لے جاکر زمین پر گرادیتی ہوا کا اٹھالینا باطل پر ہونے کی شہادت ہوا کرتی تھی اس طرح فیصلے بآسانی ہوجایا کرتے تھے اور صاحبِ حق کو حق مل جایا کرتا تھا۔

حضرت ذوالقرنین کے زمانہ میں فیصلہ کا طریقہ

ذوالقرنین (ملک یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھے ان کا نام

صعب بن اسرایش تھا۔ بعض لوگ حارث رایش بھی کہتے ہیں) کے زمانہ میں فیصلہ پانی کے ذریعہ ہوتا تھا مدعی اور مدعا علیہ میں سے ہر ایک پانی پر بیٹھتا جو حق پر ہوتا پانی پر بیٹھتے ہی پانی برف کی طرح جم جاتا اور جو باطل پر ہوتا پانی اس کو ڈبو دیتا اس طرح محق ومبطل کی پہچان ہر ایک کو ہو جاتی۔

حضرت داؤد کے زمانہ میں فیصلہ کا انداز

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں زنجیر کے ذریعہ فیصلہ ہوا کرتا تھا ایک زنجیر تھی جو لٹکائی گئی تھی مدعی و مدعا علیہ آتے ہر ایک اپنا ہاتھ زنجیر کی طرف بڑھاتا جو حق پر ہوتا اس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا اور جو باطل پر ہوتا اس کا ہاتھ نہیں پہنچ پاتا اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جایا کرتا تھا۔

حضور کے زمانہ میں فیصلہ کا طریقہ

اور جب حضرت محمد ﷺ کا مبارک دور آیا تو اللہ نے آسانی کردی فیصلے اقرار یا بینہ کی بنیادوں پر ہونے لگے چنانچہ خود اللہ پاک نے فرمایا: ”**یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر**“ امام ترمذی سے منقول ہے کہ یسر نام ہے جنت کا اس لئے کہ ہر طرح کی آسانیاں جنت ہی میں ہیں اور عسر نام ہے جہنم کا اس لئے کہ ہر

طرح کی سختی ودشواری جہنم میں ہے۔

فائدہ: یہ اللہ پاک کا بڑا کرم ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ اس امت کے لئے انداز فیصلہ آسان کردیا ورنہ اگر وہی انداز ہوتا جو امم سابقہ کے لئے تھا تو کس قدر رسوائی اور ذلت ہوتی۔

شوال کے چھ روزوں کی برکت

حضرت سفیان ثوری سے منقول ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تین سال رہا۔ ایک مکی شخص کا روزانہ کا معمول تھا کہ دوپہر میں وہ مسجد حرام میں آتا اور طواف کر کے دو رکعت نماز واجب الطّواف ادا کرتا اور مجھے سلام کرتا اور اپنے گھر لوٹ جاتا۔ اس کے روزانہ میرے پاس آنے اور سلام کرنے کی وجہ سے مجھ کو بھی اس سے الفت ومحبت ہوگئی اور میں نے بھی اس کے پاس آمدورفت شروع کردی۔ ایک بار وہ بیمار ہوگیا اس نے مجھ کو بلوایا اور مجھ سے کہنے لگا اگر میں مرگیا تو تم خود ہی مجھ کو غسل دینا اور میری نماز جنازہ پڑھ کر مجھ کو دفن کردینا لیکن رات میں مجھ کو تنہا قبر میں نہ چھوڑنا اور منکر نکیر کے سوال کے وقت کلمۂ توحید کی تلقین کرتے رہنا میں نے ان سب کاموں کا وعدہ کرلیا چنانچہ جب اس کا انتقال ہوا تو تجہیز وتکفین وغیرہ سارے کام میں نے خود ہی کئے۔

حضرت سفیان ثوری کا آواز سننا

اور حسب وعدہ میں نے اس کی قبر کے پاس رات بھی گذاری میں نیم خواب ونیم بیداری کی حالت میں تھا کہ اوپر سے ایک آواز آئی اے سفیان اس کو تمہاری تلقین اور تمہارے انس کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ہم نے اس کو مانوس کر دیا ہے اور ہم نے تلقین بھی کر دی ہے۔ میں نے پوچھا اس کو یہ دونوں چیزیں کس عمل کی بدولت حاصل ہوئیں؟ تو جواب ملا کہ رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھنے کی وجہ سے۔ میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا میں نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر سو گیا پھر اسی طرح دیکھا جس طرح پہلے دیکھا تھا اسی طرح تین بار مسلسل آواز آئی تب مجھے یقین ہو گیا کہ رحمٰن کی طرف سے ہے شیطان کی طرف سے نہیں۔ اس کے بعد اس کی قبر سے واپس آ گیا اور دعا کی اے اللہ محض اپنے فضل وکرم سے ان روزوں کے رکھنے کی مجھے بھی توفیق عطا فرما۔

فائدہ: رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزوں کی فضیلت بہت سی روایتوں میں آئی ہے اللہ پاک جس کو توفیق دے۔ ہمت وقوت ہو تو ضرور رکھنا چاہئے، البتہ عید کے بعد فوراً رکھنا ضروری نہیں پورے مہینے میں چند ایام کے وقفے سے بھی رکھے جا سکتے ہیں ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

ایک عابد کا امتحان

ایک عابد نے سو سال عبادت خانہ میں عبادت کی اس کے بعد شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ دوست واقارب کا بھی حق ہے، چنانچہ عبادت خانہ سے نکلا دوست واقارب سے ملاقات کی غرض سے شہر کی طرف چل پڑا تا آنکہ اس کا ایک دوست اس کے سر ہو گیا اور زبردستی اس کو اپنے گھر لے گیا اور اس کو اللہ کی قسم دی کہ میں جس کام میں لگا ہوا ہوں تم اس میں میری مدد کرو مجبوراً عابد مدد کے لئے تیار ہو گیا سات ماہ تک اس کی مدد کرتا رہا۔

عابد کا ایک خواب

تا آنکہ ایک بار رات میں سویا صبح کے وقت پریشان کن آواز میں چیخا گھبرا کر گھر والے بھی اٹھ گئے دوست نے عابد سے پوچھا کیا بات ہے؟ عابد نے کہا جلدی چراغ جلاؤ چنانچہ گھر والوں نے چراغ روشن کر دیا۔ عابد نے کہا میں سو رہا تھا خواب میں ایک نوجوان نظر آیا جو بہت خوبصورت اور صاف ستھرے کپڑوں میں تھا اس نے مجھ سے کہا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول میں کون سا عیب تجھ کو نظر آیا کہ تو اللہ کی عبادت چھوڑ کر یہاں بیٹھا ہے خیریت چاہتے ہو تو مرنے سے پہلے اپنے

عبادت خانہ واپس ہو جاؤ اور عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔

عابد کی رجعت

یہ خواب دیکھنے کے بعد عابد رات ہی میں عبادت خانہ کی طرف نکل پڑا جنگلوں کا چکر لگاتا ہوا، بارش کا پانی پیتا ہوا، درختوں کے پتے کھاتا ہوا، بلند آواز سے یہ کہتا ہوں کہ اے غیب کے جاننے والے، اے گناہوں کو معاف کرنے والے، اے میرے اللہ میرا بدن رنجور ہے، میرا دل محزون ہے، میری زبان گناہوں کا اعتراف کر رہی ہے مجھے معاف کر دے۔ عبادت خانہ پہنچ گیا داخلہ کے ارادہ سے ایک پاؤں اندر رکھا تو ایک مکتوب تحریر نظر آئی ٹھہر کر اس کو پڑھا تو چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ اے میرے بندے تو نے مجھ پر جب بھروسہ کیا تو میں نے تیری کفایت کی۔ اور جب تو نے اغیار کو مجھ پر ترجیح دیا تو میں نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ اور جب تو دوبارہ میری طرف متوجہ ہوا تو میں نے تجھ کو قبول کر لیا۔ اور جب تو گناہوں سے الگ ہو گیا تو میں نے تجھ کو معاف کر دیا۔ اور تجھ پر رحم کیا۔ اور جب تم نے مجھ سے امید وابستہ کی تو میں نے تجھ کو نواز دیا۔

فائدہ: سالکین کا کبھی کبھار اس طرح بھی امتحان ہوتا ہے راہ سلوک میں اشتغال بالاغیار زبردست گناہ ہے سالک اگر اغیار میں مشغول ہوا تو وہ کام سے گیا اسی وجہ سے حضرات صوفیاء قلۃ اختلاط مع الانام کی تلقین فرماتے ہیں اغیار یعنی لوگوں سے

میل جول کم رکھو ورنہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ اغیار میں اس طرح الجھ جاؤ گے کہ پوری پونجی ضائع ہو جائے گی یہاں تو اس کا کرم ہے کہ اس نے پھر بلا لیا اور یہ لطیفہ غیبی تھا جس نے عابد کو عبادت خانہ پہنچا دیا ورنہ اس طریق کے کتنے شہسوار ضائع ہو گئے اور پتہ نہیں چلا کہ کہاں گئے اس لئے سالک کی اس پر نگاہ ہونی چاہئے۔

میری عبادت بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے

لفظ اللہ کی ہیبت

ایک روز حضرت شبلیؒ نے مجلس وعظ میں پوری ہیبت کے ساتھ اللہ کہہ دیا ایک نوجوان پر اتنا اثر ہوا کہ ایک چیخ ماری اور فوراً مر گیا۔ اس کے اولیاء نے بادشاہ وقت کے پاس مقدمہ دائر کیا کہ شبلی نے ہمارے ایک بچے کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے شبلی سے پوچھا یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ شبلی نے جواب دیا امیر المؤمنین اس کی روح مشتاق تھی دیدار باری کی میرے اللہ کہنے کے بعد اس نے اللہ کو دیکھ لیا اس کو بلایا گیا روح لبیک کہہ کر رخصت ہو گئی۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے؟

امیر المومنین پر اس جواب کے بعد گریہ طاری ہو گیا بچے کے اولیاء سے کہا شبلی کو جانے دو اس کا کوئی قصور نہیں۔

فائدہ: عارف کی زبان میں یہ تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب عارف معرفت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے پھر جب اللہ زبان سے نکلتا ہے تو زبان کے

ساتھ سارے اعضاء مساعدت کرتے ہیں اور لفظ اللہ پوری ہیبت وقدرت کے ساتھ نکلتا ہے اور اہل مشاہدہ پھر اس کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن اس مقام تک عارف ذکر کے طریق سے پہنچتا ہے اسی لئے حضرات صوفیاء کے یہاں اسم ذات یعنی اللہ کی ضربیں دل پر لگوائی جاتی ہیں تا آنکہ یہ ضربیں اس قدر راسخ ہوجاتی ہیں کہ ذاکر جس پر ضرب لگا دیتا ہے وہ مضروب ہوجاتا ہے۔

ہم نے کیا سمجھا اور کیا نکلا - بیٹی ہو تو ایسی ہو

حضرت ذوالنون مصری شکار کے لئے سمندر گئے ساتھ میں ان کی چھوٹی بچی بھی تھی حضرت ذوالنون نے جال پھینکا اس میں ایک مچھلی پھنس گئی بچی نے اسے پکڑ کر سمندر میں چھوڑ دیا حضرت ذوالنون نے کہا بیٹی میری محنت ضائع کیوں کر رہی ہو؟ بیٹی نے جواب دیا میں ایسی مخلوق کو کھانا پسند نہیں کرتی جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہو۔ حضرت ذوالنون نے کہا بیٹی کیا کروگی؟ بیٹی نے کہا ابو ہم اللہ پر توکل کریں گے اللہ ہم کو ایسی چیز بطور رزق کے دے گا جو ذکر میں مشغول نہ ہو۔ حضرت ذوالنون مصری شکار چھوڑ کر بیٹھ گئے اور شام تک باپ بیٹی دونوں خدا پر توکل کئے بیٹھے رہے شام تک تو کچھ نہیں آیا لیکن جب رات کے کھانے کا وقت ہوا تو اللہ پاک نے آسمان سے مختلف رنگ کے کھانوں سے سجا ہوا خوان ان دونوں کے لئے اتارا اس کے بعد روزانہ کا معمول بن گیا کہ رات میں آسمان سے کھانا آتا بارہ سال تک اسی طرح دسترخوان اترتا رہا۔

حضرت ذوالنون کا خیال

حضرت ذوالنون کو یہ گمان ہوا کہ میری نماز، روزہ، عبادت وطاعت کی یہ برکت ہے کہ روزانہ پکا پکایا کھانا آرہا ہے لیکن قضا وقدر سے کون واقف ہے بچی کا انتقال ہوگیا "إنا لله وإنا إليه راجعون"۔ اس کے بعد دسترخوان کا آسمان سے اترنا بند ہوگیا تب حضرت ذوالنون مصری کو تنبہ ہوا کہ بچی کی وجہ سے یہ دسترخوان اتر رہا تھا۔ یہ اس کے توکل کی برکت تھی۔ میری عبادت کا اس میں دخل نہیں تھا اس کے بعد اپنے خیال وگمان سے رجوع کیا۔

فائدہ: جس طرح مچھلی کی جان ذکر کی وجہ سے بچ گئی اسی طرح ذاکر کو اللہ پاک بہت سے مہلکات سے ذکر کی برکت سے بچا دیتے ہیں، اور ایک کا ذکر بہتوں کی حفاظت کا سبب بنجاتا ہے اس لئے ذاکر اور ذکر کو غیر معمولی نہیں سمجھنا چاہئے چاہے دنیا والے باؤلا، مجنون سمجھیں لیکن سالک کو چاہئے کہ اپنا کام کرتا رہے اسی طرح توکل بھی بہت بڑی چیز ہے اگر کما حقہ توکل حاصل ہوجائے تو حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ تم کو بھی اسی طرح روزی ملنے لگے جس طرح پرندوں کو ملتی ہے کہ پرندے صبح کو اپنے گھونسلوں سے بھوکے نکلتے ہیں لیکن شام کو شکم سیر ہوکر گھونسلوں میں واپس آتے ہیں (ترمذی شریف)۔

سالک کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی نعمت حاصل ہو تو اس کو اپنی

ریاضت ومجاہدہ کا ثمرہ نہ سمجھے بلکہ اللہ کا فضل اور اپنے شیخ کی برکت سمجھے اگر اپنا کمال سمجھا تو فیضان بند ہو جائے گا۔ چنانچہ اپنا ذاتی کمال سمجھ کر کتنے باکمال اس راہ میں گم ہو گئے اور ان کو منزل نہیں ملی۔

عید کے دن ایک یتیم کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کا سلوک

حضور اکرم ﷺ ایک بار عید کی نماز کے لئے گھر سے نکلے تو راستے میں کچھ بچے کھیلتے ہوئے ملے انہیں بچوں میں ایک بچہ ایسا بھی تھا جس کے جسم پر پرانے کپڑے تھے اور کونے میں بیٹھا رو رہا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس بچہ کو مخاطب کر کے فرمایا کیا بات ہے؟ کیوں رو رہے ہو؟ بچوں کے ساتھ تم کیوں نہیں کھیل رہے ہو؟ معصوم بچوں نے پہچانا نہیں کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں ایک عامی آدمی سمجھ کر اس نے جواب دیا میاں جاؤ کچھ پتہ بھی ہے میرے والد حضور اکرم ﷺ کے ساتھ فلاں غزوہ میں شہید ہو گئے اور میری والدہ نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور دونوں نے مل کر والد کے ترکہ میں جو میرا حصہ تھا اسے ہضم کر لیا اور میری والدہ کے شوہر نے مجھ کو مکان سے نکال باہر کیا اب صورت حال یہ ہے کہ نہ میرے پاس کھانا ہے، نہ پانی نہ کپڑا ہے نہ کمرہ کہ جہاں میں سکون کے ساتھ وقت گذار سکوں۔ آج جب میں نے باپ والے بچوں کو دیکھا کہ وہ نئے کپڑے ولباس فاخرہ زیب تن کئے ہوئے مارے خوشی کے جھوم رہے ہیں تو میرا غم تازہ ہو گیا اور رونا اس پر آیا کہ آج میرا بھی باپ ہوتا تو میں بھی نیا کپڑا پہن کر اسی طرح خوشی مناتا۔

ایک معصوم کا حال سن کر حضور کا کردار

یہ جواب سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے اس بچے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ میں تمہارا باپ بن جاؤں اور عائشہ ماں بن جائے، اور فاطمہ بہن بن جائے اور علی چچا بن جائے اور حسن حسین بھائی بن جائیں؟ بچے نے کہا کیوں نہ راضی ہوں گا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر ایسا ہو جائے تو میرے لئے سعادت کی بات ہوگی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اس بچے کو اپنے گھر لے گئے اور عمدہ کپڑے اس کو پہنائے اور ہر طرح سے اس کو آراستہ اور مزین کیا اور اس کو خوب کھلایا پلایا تا آنکہ وہ خوش ہو گیا اور اپنے غم کو بھول کر ہنستا ہوا خوشی سے اچھلتا کودتا بچوں سے جا ملا جب بچوں نے اس کو فرحاں وشاداں دیکھا تو ان کو حیرت ہوئی اور سوال کیا ابھی تو تم رو رہے تھے اب کیا ہوا کہ مسرور وخوش نظر آرہے ہو؟ بچے نے جواب دیا میں بھوکا تھا میرا پیٹ بھر گیا سیراب ہو گیا میں ننگا تھا مجھے کپڑا پہنا دیا گیا، میں یتیم تھا اللہ کے رسول ﷺ میرے باپ ہو گئے، عائشہؓ میری ماں ہو گئی، فاطمہ میری بہن ہو گئی، علی میرے چچا ہو گئے، حسن حسین میرے بھائی بن گئے تو اب مجھے رونے کی کیا ضرورت ہے۔ بچہ کا یہ جواب سن کر سب بچے بول پڑے کاش ہم سب کے بھی باپ اس غزوہ میں شہید ہو گئے ہوتے تو آج ہمیں بھی یہ شرف حاصل ہوتا۔ اس کے بعد یہ بچہ سرکار دو عالم ﷺ ہی کے پاس رہا تا آنکہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ

کے وصال کے بعد یہ بچہ گھر سے روتا ہوا اور سر پر مٹی ڈالتا ہوا اور یہ کہتا ہوا نکلا آج میں یتیم ہوگیا آج میں غریب ہوگیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ساتھ شامل کرلیا اس طرح پھر اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ سایہ فگن ہوگیا۔

فائدہ: کاش آج ہم بھی اپنی خوشیوں میں اور خوشی کے ایام میں اسی طرح غریب بچوں کی دستگیری کرنے والے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والے ہوجاتے۔

ایک مضطر کی دعا اور قبولیت

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک کافر بادشاہ تھا جو لوگوں پر ظلم بہت کیا کرتا تھا لوگ عاجز ہوکر داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے ظالم بادشاہ کے خلاف انصاف کی درخواست کی لوگوں نے کہا اے اللہ کے نبی اس نے بہتوں کو قتل کیا اور بہتوں کو قید کیا لہذا آپ سے انصاف کے ہم لوگ خواہاں ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو دار پر چڑھانے کا حکم دیدیا چنانچہ رات کے وقت پہاڑ کے اوپر اس کو دار پر چڑھا دیا گیا اور لوگ اس کے بعد اپنے گھروں کو واپس آ گئے تنہا وہ ظالم لکڑی پر لٹکا رہا اس کے بعد اس نے اپنے بتوں کی خوشامد شروع کی کہ اس سے نجات دلوادیں لیکن ساری خوشامد تضرع، گریہ وزاری رائگاں ثابت ہوئی، اس کے بعد اس نے شمس وقمر چاند وسورج کی خوشامد شروع کی ان سے تضرع والحاح کے ساتھ ابراء کی درخواست کی اور کہا تمہاری عبادت اسی لئے کرتا تھا تاکہ اگر کوئی

مصیبت مجھ پر آئے گی تو اس بلاء ناگہانی میں تم کام آؤ گے اب وقت آن پڑا ہے میری مدد کرو لیکن یہ بھی اس کے کام نہ آئے تھک ہار کے مثل مشہور ہے جب بتوں نے ستایا تو خدا یاد آئے۔

ایک کافر کا اللہ کو یاد کرنے کا صلہ

وہ کافر ظالم خدا کی طرف متوجہ ہوا اور اللہ پاک کو اس کے اسماء کے ساتھ یاد کیا اور خوب رویا گڑگڑایا اور اپنے کرتوتوں پر ندامت کا اظہار کیا کہ اے پروردگار میں نے تیری نافرمانی کی اور تیرے علاوہ کی عبادت کی لیکن ان میں سے کوئی بھی آج کام نہیں آیا اب میں آپ کے پاس فریاد لے کر آیا ہوں دراصل خدائی اور عبادت کے لائق تو آپ ہی ہیں اپنی رحمت سے میری فریاد رسی فرمایئے اور میری جان بچا دیجئے۔

اللہ پاک کی شان کریمی

اللہ تعالی نے فرمایا اس بندے نے بہت سے معبودان باطلہ کی ایک زمانہ تک پوجا کی لیکن آج آڑے وقت ان کے کام کوئی نہیں آیا مجبور ہو کر میری پناہ کا خواستگار ہے اور مجھ کو پکار رہا ہے لہذا میں نے اس کی دعا و ابتہال کو قبول کر لیا اور میں تو ہر مضطر و پریشان حال کی سنتا ہوں بشرطیکہ وہ مجھ کو یاد کرے مجھ کو آواز دے لہذا اے

جبرئیل میرے بندے کے پاس فوراً جاؤ (گندہ سہی لیکن میرا بندہ تو ہے) اور دار سے سلامتی وعافیت کے ساتھ اس کو اتار کر زمین پر رکھ دو چنانچہ حضرت جبرئیل نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔

صبح کے وقت لوگ حضرت داؤدؑ کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ اجازت ہو تو کافر ظالم جس کو رات دار پر لٹکایا گیا تھا اب تو مر چکا ہوگا اس کو لکڑی سے اتار دیں جب لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا وہ شخص صحیح سالم زندہ سلامت زمین پر ہے لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی اور صورت حال سے فوراً حضرت داؤدؑ کو مطلع کیا۔ حضرت داؤدؑ کو سنکر یقین نہ ہوا فوراً کھڑے ہوئے اور موقع پر پہنچ کر ویسا ہی پایا جیسا کہ لوگوں نے اطلاع دی تھی۔

حضرت داؤد کا اللہ سے سوال اور جواب

حضرت داؤد علیہ السلام نے فوراً دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ سے سوال کیا اے اللہ یہ ماجرا کیا ہے؟ یہ عجوبہ سمجھ سے بالاتر ہے؟ اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اے داؤد یہ بندہ میری طرف تضرع کے ساتھ متوجہ ہوا میں نے اس کی دعا قبول کر لی اگر میں بھی اسی طرح اس کی دعا رد کر دیتا جس طرح اس کے معبودان باطلہ کی طرف سے مردود ہوگئی تو پھر میرے اور اس کے باطل خداؤں کے درمیان کیا فرق رہ جاتا۔

اے داؤد میری طرف جو رجوع ہوتا ہے اس کے ساتھ میرا سلوک ایسا ہی

ہوتا ہے مجھ کو یاد کرے میں اس کو محروم نہیں کرسکتا۔ اے داؤد اب تم اس پر ایمان پیش کرو اب یہ ایمان قبول کرے گا اور اچھا و نیکو کار مومن ہوگا اور میں حق بات کہتا ہوں اور سیدھے راستہ کی ہدایت دیتا ہوں۔

فائدہ: انابت رجوع الی اللہ جس حال میں بھی ہو قابل قدر ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ تضرع اور گذشتہ پر ندامت ہو جب اللہ پاک اجانب کو محروم نہیں فرماتے تو احباب (ایمان والوں کو) کہاں محروم فرمائیں گے قرآن کریم ناطق ہے "ویھدی إلیه من ینیب" جو اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے اللہ پاک اس کی رہبری فرماتے ہیں کاش ہمیں انابت الی اللہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو ہم بھی اسی طرح ذلت کے دار سے اتر جائیں اور عزت کی زندگی گذارنے لگیں۔

اللہ پر اعتماد ہو تو ایسا ہو- ایک جن کا واقعہ

ایک زاہد سے منقول ہے ایک بار وہ حج کے ارادہ سے نکلے تو راستہ میں ایک ایسی عورت ملی جو حج کے لئے جارہی تھی لیکن نہ اس کے پاس توشہ تھا نہ سواری البتہ اللہ کی یاد میں مست اور اس کی تعریف کرتی ہوئی جارہی تھی میں نے قریب سے جا کر اس سے سوال کیا اے اللہ کی بندی کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا بیت اللہ الحرام (اللہ کے محترم گھر) کا۔ میں نے کہا تمھارے ساتھ کوئی سواری یا توشہ نظر نہیں آرہا ہے؟ اس عورت نے عجیب بات کہی۔

کیا مدعو داعی کے یہاں کھانا لے کر جاتا ہے؟

اس نے کہا اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تم کو کوئی اپنے گھر مہمان بنا کر بلائے یا تم میں سے کوئی ضیافت کا انتظام کرے اور لوگوں کو دعوت دے تو کیا مہمانوں کے لئے مناسب ہے کہ ہر ایک اپنے ساتھ کھانا لے کر جائے؟ اور کیا اس میں میزبان کی توہین نہیں ہے؟ میں نے کہا جب مدعو ہو تو داعی کے پاس کھانا لے کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ بالکل مناسب نہیں۔ عورت بولی جب اس کی رعایت ایک انسان کی دعوت پر کی جاتی ہے تو اللہ کی دعوت اور اس کی ضیافت کی رعایت اور اس کا اعتبار اور زیادہ کرنا چاہئے۔ ہم سب ضیوف الرحمٰن (اللہ کے مہمان) ہیں۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کے گھر کھانا ساتھ لے کر جائیں۔ زاہد کی روایت ہے کہ ہم چلتے رہے تا آنکہ ہم نے ابطح میں نزول کیا اس عورت نے پوچھا میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ اس سے کہا گیا بیت اللہ ابھی تھوڑی دیر میں نظر آئے گا۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد اس کو بتلا دیا گیا کہ یہ تیرے رب کا گھر ہے یہ سنتے ہی بیت اللہ کے پاس آئی اور کعبہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر بڑے سوز کے ساتھ کہنے لگی، "ھذا بیت ربی" یہ میرے رب کا گھر ہے اور بار بار کہتی رہی تا آنکہ اس کی آواز ہلکی ہو گئی ہم نے جو اس کو دیکھا تو انتقال کر چکی تھی۔

فائدہ: سبحان اللہ کتنے مبارک سفر اور کس قدر مبارک جذبات تھے پہنچتے ہی اس شعر کی مصداق بن گئی۔

چوں رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مبادا بار دیگر نہ رسی بدیں تمنا

اسی طرح سالک کو بھی چاہئے کہ راہ سلوک میں مادیات کی طرف ضرورت سے زیادہ متوجہ نہ ہو اور جب سالک واصل ہو جائے تو اپنے کو فنا کر دے۔

نعمتوں میں اللہ کو یاد نہ کرنے کی وجہ

ایک شخص نے تیس سال کی مدت میں ایکبار بھی اللہ کو یاد نہیں کیا لیکن نعمتوں سے برابر بہرہ ور ہوتا رہا۔ ایک بار فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار آپ کا فلاں بندہ آپ کو اتنے زمانہ سے بھولا ہوا ہے کبھی بھی اس نے آپ کو یاد نہیں کیا؟ اللہ پاک نے فرمایا وہ مجھ کو اس وجہ سے بھول گیا ہے چونکہ وہ میری نعمتوں سے آسودہ ہے اگر اس کو کسی آزمائش میں ڈال دیا جائے تو وہ ابھی مجھ کو یاد کرنے لگے گا۔ چنانچہ اللہ پاک نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ اس کی متحرک رگوں میں سے ایک رگ کو ساکن بنا دو یعنی اس کی حرکت روک دو چنانچہ حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کر دیا فوراً ہی وہ شخص یارب، یارب، اے پروردگار، اے پروردگار کہنے لگا اللہ پاک نے جواب دیا "**لبیک لبیک یا عبدی أین کنت فی تلک المدة**" اے میرے بندے میں حاضر ہوں اے میرے بندے میں حاضر ہوں اب تک کہاں تھے؟

فائدہ: اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر آزمائش کے زمانہ

میں خدا کی نصرت وحمایت، عنایت وقدرت اپنے ساتھ کرنا چاہتے ہو تو آرائش کے زمانہ میں خدا کو نہ بھولو۔ آج ہم جو خدا سے غافل ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ خدا کی عطا کردہ ہر طرح کی نعمتیں حاصل ہیں اور جب غفلت بڑھتی ہے تو خدائے پاک ان نعمتوں کو چھین لیتا ہے پھر مجبوراً یہ ذاکر بن جاتا ہے۔

جس کا حامی کوئی نہیں اس کا حامی ہے خدا

خلیفہ ہارون رشید کے جاسوسی دستے نے ہارون رشید کو دس نفر ڈاکوؤں کے گرفتاری کی اطلاع دی اور ہارون رشید سے ڈاکوؤں کے سلسلہ میں ان کی رائے معلوم کی۔ ہارون رشید نے کہلا بھیجا کہ ان سب کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ ایک حفاظتی دستہ اپنی حراست میں لے کر خلیفہ کی طرف چلا بدقسمتی سے ڈاکوؤں میں سے ایک راستہ میں نگاہ بچا کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہوگیا، حفاظتی دستے کو فکر دامن گیر ہوئی کہ اب کیا کریں، اس لئے کہ اگر نو کو لے کر خلیفہ کے پاس جاتے ہیں تو ان کو دس کی اطلاع دی جا چکی ہے وہ یہ سمجھیں گے کہ لگتا ہے ان لوگوں نے ایک سے کچھ رشوت لے کر اس کو چلتا کر دیا ہے اور دسواں آدمی لائیں کہاں سے؟ اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ:

ایک عازم سفر کو ڈاکو بنا کر پیش

ایک مسافر جو حج بیت اللہ کے لئے جا رہا تھا مل گیا اس غریب کو شرطہ والوں

نے تھام لیا اور اس طرح دس کی تعداد پوری کر لی جب خلیفہ کے پاس یہ لوگ پہنچے تو ان ڈاکوؤں کے بارے میں یہ آرڈر ہوا کہ ان کو جیل میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ایک زمانہ تک یہ سب جیل کی ہوا کھاتے رہے ایک زمانہ کے بعد جیلر نے ان سے کہا کہ تم میں سے جس کا کوئی شناسا یا عزیز وقریب ہو اس کو خلیفہ کے پاس بھیج دو تا کہ وہ تمہارے سلسلہ میں خلیفہ سے بات چیت کر کے تمہاری ضمانت کرا سکے چنانچہ ہر ایک کے آشنا و اعزاء و اقارب خلیفہ کے پاس گئے اور فی کس دس ہزار دراہم کے بدلے ہر ایک کی ضمانت ہوگئی اس طرح دس میں سے نو افراد رہا ہو گئے جو ڈاکہ کے الزام میں بند تھے لیکن ایک غریب حاجی رہ گیا جو حج کے لئے جا رہا تھا اور پولس والوں نے پکڑ کر ڈاکہ کا مجرم بنا دیا تھا جیلر نے اس سے کہا کیا تمہارا کوئی آشنا نہیں ہے جو خلیفہ سے تمہارے سلسلہ میں بات چیت کرے؟ اس نے کہا نہیں البتہ ایک رقعہ میں خلیفہ کے نام لکھنا چاہتا ہوں تم پہنچا دو گے؟ جیلر نے کہا ضرور۔ قیدی نے کہا مجھے دوات کاغذ وقلم دیدو چنانچہ یہ چیزیں فراہم کر دی گئیں۔ اس نے ان الفاظ کے ساتھ خط لکھا:

خلیفہ ہارون رشید کو قیدی کا خط

"بسم الله الرحمن الرحيم من العبد الذليل إلى الرب الجليل فإن المخلوقين لهم شفعاء منهم فى الجرم والجناية وقد شفعوا لهم عند الخليفة وأطلقهم وأنا بقيت فى السجن منفرداً وأنت يا رب شاهدى

وشفیعی وأنا عبد لم أذنب"۔شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے یہ خط ہے عبد ذلیل کی طرف سے رب جلیل کی طرف لوگوں کے بہت سے سفارشی ہیں جرم وجنایت کے سلسلہ میں اورانہوں نے خلیفہ سے سفارش کر کے چھڑا بھی لیا اور میں تنہا جیل میں پڑا ہوا ہوں۔اے پروردگار تو گواہ ہے کہ میں نے گناہ نہیں کیا ہے لہذا میں اپنا سفارشی آپ ہی کو بناتا ہوں۔اس خط کو جیلر نے پڑھ کر خلیفہ کے پاس پہنچانے سے انکار کر دیا اور کہا اس کے علاوہ جہاں کہو اس خط کو پہنچادوں یا رکھ دوں قیدی نے کہا اس کو جیل کی چھت پر رکھ دو۔چنانچہ چھت پر رکھتے ہی مضبوط کمان سے نکلی ہوئی تیر کی رفتار سے زیادہ تیز روی کے ساتھ آسمان کی طرف خط نکل گیا اور فضا میں جا کر غائب ہو گیا۔اسی رات خلیفہ ہارون رشید نے خواب دیکھا کہ آسمان سے فرشتے اترے اور سب نے مل کر ہارون رشید کو اٹھالیا اور فضا میں لے جا کر کہا اے ہارون لوگوں نے نو افراد کی تمہارے پاس سفارش کی تم نے سفارش پر ان نو کو جیل سے رہا کر دیا اب ایک رہ گیا ہے خالق رب العزۃ وحدہ لاشریک لہ اس ایک کی رہائی کی سفارش تجھ سے کرتا ہے اس کو تو فوراً رہا کر دے ورنہ تیری خیریت نہیں ہے۔

جب خلیفہ کی آنکھ کھلی

اس کے بعد جب خلیفہ کی آنکھ کھلی تو برا حال تھا فوراً جیلروں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ تمہارے یہاں کوئی قیدی ہے؟ کون ہے؟ جیلروں نے پھر خط

کا پورا واقعہ سنایا۔ ہارون رشید نے کہا اس قیدی کو فوراً حاضر کرو چنانچہ جب ہارون رشید کے دربار میں اس قیدی کو پیش کیا گیا تو ہارون رشید نے اس کا بہت اکرام کیا اس طور پر کہ خاص قسم کا حلوا پیش کیا اور اپنے ہاتھ سے قیدی کو کھلایا تا آنکہ قیدی سیراب ہوگیا۔ اس کے بعد خادموں کو حکم دیا کہ حمام لے جا کر اسے اچھی طرح غسل دو اور قیمتی وعمدہ جوڑا اس کو پہناؤ چنانچہ جب صاف ستھرا ہوکر آ گیا تو اس کو ستر سواری اور ستر غلام اور ستر باندی بطور انعام واکرام کے پیش کیا اور ایک منادی کو بلا کر یہ اعلان کروایا کہ جو مخلوق سے سفارش کرواتا ہے اس کو دس ہزار دے کر نجات ملتی ہے اور جو خالق سے سفارش کرواتا ہے اس کا ہارون رشید کی طرف سے یہ بدلہ ہے۔

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خالق کا تعلق اصل ہے اور جو شخص اپنے رب کا ہوجاتا ہے رب بھی اس کا ہوجاتا ہے اور پھر یہ تعلق رنگ لاتا ہے اس لئے اہل تعلق کو حالات پر گھبرانا نہیں چاہئے اس طرح بھی امتحان ہوتا ہے اور کامیابی پر بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔

حسن عقیدت کی برکت

ڈاکوؤں کی ایک جماعت ڈاکہ کے لئے رات کے ابتدائی حصے میں ایک قافلہ کو لوٹنے کے لئے نکل پڑی جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو یہ لوگ ایک مسافر خانہ کے پاس آئے اور مسافر خانہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور مسافر خانہ والوں سے کہا ہم مجاہدین

کی جماعت ہیں جہاد کے لئے جارہے ہیں تمہارے مسافر خانہ میں رات گذارنا چاہتے ہیں چنانچہ رباط والوں نے دروازہ کھول دیا اور یہ سب اندر آ گئے اس کے بعد مسافر خانے والے ان کی خدمت میں لگ گئے اس عقیدت کے ساتھ کہ یہ مجاہدین ہیں، لہذا ان کی خدمت کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہئے اور ان سے برکت لینی چاہئے، چنانچہ مسافر خانے والے نے اس کا جوٹھا یعنی بچا ہوا پانی لیا اور لے جا کر اس کو دے دیا کہ ہمارا جو بچہ اپاہج ہے اس کے بدن پر یہ پانی مل دو (چونکہ ان کا ایک بچہ اپاہج تھا) ممکن ہے ان مجاہدین فی سبیل اللہ کی برکت سے بچہ ٹھیک ہو جائے چنانچہ میاں بیوی دونوں نے مل کر بچے کے پورے بدن پر وہ پانی مل دیا ادھر صبح کے وقت ڈاکو اپنے پروگرام کے مطابق چل پڑے اور بہت سامان لے کر شام کے وقت پھر اسی مسافر خانے میں آ گئے انہوں نے اپاہج بچے کو دیکھا کہ ماشاء اللہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ اور چل پھر رہا ہے ان لوگوں کو حیرت ہوئی صاحب رباط سے پوچھا کیا یہ وہی بچہ ہے جسے کل ہم لوگوں نے اپاہج دیکھا تھا؟ رباط کے مالک نے کہا ہاں۔

ڈاکو کے جوٹھے کی برکت

ڈاکوؤں نے پوچھا آج یہ کیسے ٹھیک ہو گیا؟ رباط کے مالک نے کہا کل میں نے آپ حضرات کا جوٹھا اور استعمال کے بعد بچا ہوا پانی لیا اور اس کو اس کے بدن پر مل دیا اللہ پاک نے آپ حضرات کی برکت سے اس کو صحت دیدی اور یہ ٹھیک

ہوگیا۔ یہ جواب سنکر ڈاکو سب رونے لگے اور کہا اے اللہ کے بندے ہم تو ڈاکو ہیں مجاہد و غازی نہیں ہیں ہم تو ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلے تھے لیکن یہ تمہارے حسن نیت کی برکت ہے اللہ نے اس پانی سے صحت دیدی ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے البتہ آج ہم سب اپنے فعل (ڈاکہ) سے توبہ کرتے ہیں چنانچہ وہیں سب نے توبہ کی اور اپنی بقیہ زندگی جہاد و احیاء دین اور دین کی خدمت کے لئے وقف کردی چنانچہ پوری زندگی دین کی محنت کرتے رہے جہاد کرتے رہے تا آنکہ اسی مبارک عمل پر ان کی موت آئی۔

فائدہ: حسن عقیدت و حسن نیت بہت بڑی چیز ہے اگر آدمی حقیر و فقیر، کمتر و کہتر، کمسن و کم عمر سے بھی عقیدت پیدا کرلے تو اللہ پاک اس کی نیت کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں اس کے برخلاف بڑے سے بڑے بزرگ اور اللہ والے سے حسن عقیدت نہ ہو تو نہ فیض پہنچتا ہے اور نہ ہی کام بنتا ہے۔ اللہ پاک تو ہر ایک کی سنتا ہے کہتر و مہتر اس کے نزدیک برابر ہیں لیکن بننا اور بگڑنا حسن عقیدت و نیت پر موقوف ہوتا ہے آج معاشرہ میں اس بات کی بھی کمی ہے اسی طرح سالک کو بھی چاہئے کہ جس کے ہاتھ میں وہ ہاتھ دیدے اس پر اعتماد کرے اور حسن عقیدت و نیت کے ساتھ اس سے رابطہ رکھے انشاء اللہ حسن عقیدت و نیت کی راہ سے فیض پہنچتا رہے گا اور کام بنتا رہے گا اسی طرح کبھی مرید کی حسن نیت کا اثر خود شیخ پر بھی پڑتا ہے اور نتیجہ کے طور پر اس کی زندگی کا رخ بھی تبدیل ہوجاتا ہے اس لئے اگر کوئی صاحب نسبت ہو تو اس کو صرف اس وجہ سے کام موقوف نہیں کرنا چاہئے کہ من آنم کہ من دانم

خزانہ خالی ہے تو کسی کو کیا دوں گا ممکن ہے جو داخل سلسلہ ہو اس کی برکت سے کنکشن درست ہو جائے اور فیض جاری ہو جائے۔

شیطان کی انسان سے دشمنی

شیطان ملعون ایک بار انسان کی صورت میں ضحاک بن علوان کے پاس گیا اور کہا کہ اے بادشاہ میں طباخ ہوں۔ بہت عمدہ اور لذیذ کھانا پکاتا ہوں مجھ کو اپنا کھانا پکانے کے لئے رکھ لیجئے چنانچہ ضحاک نے اس کو منظور کر لیا اور مطبخ اس کے حوالہ کر دیا۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ گوشت نہیں کھاتے تھے اس لئے شیطان نے سب سے پہلے انڈے کا سالن پکایا بادشاہ نے جب کھایا تو اس کو بہت لذیذ اور عمدہ لگا۔ ابلیس نے کہا اگر میں وہ پکا دوں جس سے یہ انڈا نکلتا ہے یعنی مرغی تو آپ حیرت میں پڑ جائیں گے بادشاہ نے کہا ضرور بناؤ چنانچہ ابلیس نے کل ہو کر مرغی ذبح کی اور اس سے کھانا تیار کیا جب بادشاہ نے کھایا تو بہت خوش ہوا اور پہلے دن کی بہ نسبت یہ کھانا اور زیادہ لذیذ لگا۔ تیسرے دن شیطان نے بکری ذبح کر دی اور اس کے گوشت سے کھانا تیار کیا۔ پھر چوتھے دن اس نے اونٹ اور گائے ذبح کیا اس کا گوشت اور اچھا لگا اس طرح شیطان بادشاہ کو انسان کے گوشت تک پہنچانا چاہ رہا تھا تا کہ بادشاہ انسانوں کو کھانے لگے چنانچہ شیطان اسی طرح روزانہ گوشت بنا کر پکا کر کھلاتا رہا تا آنکہ بادشاہ بھی گوشت خور بن گیا اور اس کا شوقین ہو گیا۔

ابلیس کی عیاری

ایک دن شیطان نے بادشاہ سے کہا آپ نے مجھ کو اتنی شرافت و کرامت سے نوازا مجھ کو اس قدر آپ نے عزت دی میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے شانے کو بوسہ دوں لہذا اجازت دیں تا کہ میں مونڈھے کو بوسہ دے کر خواہش اپنی پوری کرلوں چنانچہ بادشاہ نے اجازت دیدی۔ شیطان مونڈھے کے قریب ہوا اور بوسہ دیا لیکن بوسہ دیتے ہی بوسہ کی جگہ پر تل کی طرح گوشت کے دو ٹکڑے ابھر آئے جن کی شکل سانپ کے سر جیسی تھی اور باضابطہ منھ اور آنکھ بھی ان میں موجود۔ جب ضحاک نے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ شخص شیطان ہے اور یہ اس کی شرارت ہے۔ ضحاک نے کہا اب تو نے میری جان لے لی۔ اے کمینے اس کی دوا کیا ہے؟

ابلیس کی انسان دشمنی

شیطان نے کہا انسانوں کا مغز اور یہ کہہ کر شیطان رفو چکر ہو گیا پھر کبھی دکھائی نہیں پڑا۔ لیکن ضحاک کا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ شیطان نے جو دوا بتلائی ہے اس میں بھی شیطنت ہے اس سے صرف نظر کر کے اس نے اپنے وزیر کو حکم دیدیا کہ روزانہ چار تندرست موٹے تازے خوبصورت انسانوں کا دماغ حاضر ہونا چاہئے چنانچہ وزیر

نے ایسا ہی کرنا شروع کیا روزانہ چار انسان قتل کئے جاتے اور ان کا دماغ بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا۔ یہی ان سانپ جیسی تلوں کی غذا تھی۔ ضحاک تین سو سال تک اسی حالت پر رہا کہ روزانہ چار انسانوں کا دماغ اس کے لئے فراہم کیا جاتا اس کے بعد اس وزیر کا انتقال ہوگیا جس کے حوالہ یہ کام کیا گیا تھا۔

ضحاک کا ابلیسی نظام دوسرے کے سپرد کرنا

تو ضحاک نے دوسرے وزیر کے حوالہ یہ کام کیا دوسرے وزیر نے ایک نئی حکمت عملی ترتیب دی کہ روزانہ چار نوجوانوں کو گرفتار کرواتا ان میں سے ایک دو کو قتل کرواکر ان کا دماغ نکلوا کر دو مینڈھوں کے دماغ میں مخلوط کر کے سانپ شکل تلوں کو غذا کے طور پر دیتا اور دو نوجوانوں سے کہتا بھاگ جاؤ اور جا کر کسی پہاڑ پر آباد ہو جاؤ آبادی میں نہ رہنا ورنہ پھر گرفتار کر لیے جاؤ گے۔ سات سو سال تک دوسرا وزیر اسی طرح دو انسانوں کا دماغ حاضر کرتا رہا اور دو کو پہاڑ کی راہ بتلا دیتا رہا یہاں تک کہ پہاڑ پر بھی اچھی خاصی آبادی ہوگئی شادی بیاہ کے ذریعہ توالد وتناسل کا سلسلہ شروع ہوگیا اور بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں ہوگئیں کھانے کا بندوبست بکری اور گائے وغیرہ پال کر کیا اس طرح معیشت بھی قدرے درست ہوگئی اور یہی وہ لوگ ہیں جو کرد کہلاتے ہیں۔

فائدہ: شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے اس کا اخ عینی نفس ہے ان

دونوں کی شرارتوں سے بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ کن راستوں سے کب یہ آجائیں کچھ پتہ نہیں اس لئے ہمیشہ بیدار و چوکس رہنا چاہئے ضروری نہیں کہ براہ شر ہی آئے براہ خیر بھی یہ آتا ہے اور اپنا کام کر کے یہ رخصت ہوجاتا ہے۔ بالخصوص سالکین کو تو اس پر بہت کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے کتنے عارفین و عابدین کی معرفت و عبادت کو یہ برباد کر چکا ہے اسی لئے مرشد کی رہبری ضروری ہوتی ہے سالک اگر مرشد کو حالات کی اطلاع کرتا رہتا ہے تو وہ شیطان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کر کے صحیح راہ کی رہبری کرتا رہتا ہے اس طرح سالک منزل مقصود تک بآسانی پہنچ جاتا ہے اور خود رو گھاس بننے کی صورت میں پتہ نہیں شیطان کب ایڑ لگادے۔

بسم اللہ کی برکت

ایک یہودی مرد ایک یہودی عورت پر عاشق ہوگیا اور وہ اس میں پاگل سا ہوگیا جیسا کہ معاشقہ میں ہوا کرتا ہے حتی کہ کھانا پینا بھی ناخوشگوار لگنے لگا مجبور ہوکر

جب بتوں نے ستایا تو خدا یاد آئے

عطاء اکبر کے پاس آیا عطاء نے یہودی سے اس کا حال پوچھا اس کے بعد ایک کاغذ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر دیا اور یہودی سے کہا اس کاغذ کو نگل جاؤ ممکن ہے اس سے تمہیں تسلی ہوجائے یا اس کی برکت سے تمہارا مسئلہ حل ہوجائے نگلتے ہی یہودی نے کہا:

یہودی کا ایمان کی حلاوت پانا

اے عطاء ایمان کی حلاوت میں پا رہا ہوں اور اپنے دل میں نورانیت محسوس کر رہا ہوں عورت کو ایک دم بھول گیا لہذا مجھ پر اسلام پیش کرو چنانچہ عطاء نے اس پر اسلام پیش کیا اور وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد اس عورت کو اس کے اسلام کی اطلاع ملی جو معشوقہ تھی وہ بھی حضرت عطاء کے پاس آئی اور کہا اے مسلمانوں کے امام میں وہی عورت ہوں جس کا تذکرہ اس یہودی نے کیا تھا جس نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور میرے آنے کی وجہ یہ ہے کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا اگر تو جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھنا چاہتی ہے تو عطاء کے پاس چلی جا۔ وہ تجھے جنت دکھا دے گا اب میں حاضر ہوں آپ جنت دکھا دیجئے وہ جنت کہاں ہے؟ حضرت عطاء نے اس سے کہا اگر تو جنت چاہتی ہے تو اس کا دروازہ کھولنا ہوگا اس کے بعد اس میں تو داخل ہو سکے گی۔

یہودیہ کا بسم اللہ پڑھنا

یہودیہ نے کہا اس کا دروازہ کیسے کھلے گا، حضرت عطاء نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے چنانچہ اس نے پڑھ لیا پڑھتے ہی کہنے لگی اے عطاء میں اپنے دل میں نور پا رہی ہوں اور میں نے خدا کی خدائی کو دیکھ لیا اب مجھ پر اسلام پیش کرو۔ چنانچہ حضرت

عطاء نے اس پر اسلام پیش کیا وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت سے مسلمان ہوگئی اس کے بعد اپنے گھر واپس آ گئی رات کو سوئی تو خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوئی اور جنت کے محلات کو دیکھا اور اس کے قبوں کو دیکھا جنت میں ایک قبہ تھا اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اس کو پڑھا وہیں ایک منادی نے نداء دی جو کچھ تو نے پڑھا ہے سب اللہ نے تجھ کو دیدیا۔ اس کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی، بیدار ہوتے ہی کہا اے میرے خدا جنت میں داخل کرنے کے بعد پھر نکالدیا اے اللہ اپنی قدرت کے ذریعہ دنیا کے غم سے مجھے نکال دے جوں ہی دعا سے فارغ ہوئی اس کا مکان اس پر گر گیا اسی میں دب کر شہید ہوکر دنیا سے رخصت ہوگئی اللہ نے بسم اللہ کی برکت سے اس پر رحم کیا ایمان دیا، دعاء قبول کی اور دوبارہ بلا کر جنت میں پہنچادیا۔

فائدہ: فانی عشق ایسا ہی ہوتا ہے کہ ساری چیزیں متروک ہوجاتی ہیں اور عشق حقیقی اور ذات باقی کا عشق ساری نعمتوں سے بہرہ ور کرتا ہے ہر سالک کو راہ سلوک میں اس طرح کے خطرات پیش آتے ہیں اس کی نگہداشت اور اس خاردار وادی سے سلامتی کے ساتھ نکل کر بحر محبت وعشق حقیقی کے ساحل تک پہنچنا ہمت وقوت، عزم وحوصلہ چاہتا ہے اس کے بعد وصول آسان ہوجاتا ہے۔

شہادت کی تمنا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کررہا تھا اسی حالت میں

ایک آدمی کو دیکھا کہ سجدہ کی حالت میں یہ کہہ رہا ہے ''کیا کیا آپ نے اے میرے سردار اپنے محروم بندہ کے سلسلہ میں'' طواف کرتے ہوئے جب اس کے پاس سے گذرتا تو اس کو یہی کہتا ہوا پاتا جب میں طواف سے فارغ ہوگیا تو اس سے سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد سوال کیا کہ تم سجدہ میں یہ کیا کہہ رہے تھے؟

ایک مجاہد کا واقعہ

اس نے اس جملہ کا پس منظر بتلایا کہ ہم روم جہاد کے لئے پہنچے ہم نے رومیو ں کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اس کے بعد ہمارے امیر نے سارے فوجیوں کو جمع کیا اور ان میں سے دس گھوڑ سواروں کا ایک دستہ بنایا اور ان دس میں کا ایک فوجی میں بھی تھا اور اس دستہ کو بطور مقدمۃ الجیش کے اگلے محاذ جنگ کی نگہبانی اور خبر گیری کے لئے روانہ کردیا چنانچہ ہمارا دستہ جنگل کی طرف رواں دواں ہوگیا ہم نے تقریباً ساٹھ کافروں کو جنگل میں پایا جو آنے والی فوج سے مقابلہ آرائی کے لئے کمین گاہوں میں روپوش تھے اس کے بعد ہم نے دوسرے جنگل کی چھان بین شروع کی تو ہمیں تقریبا چھ سو کفار روپوش نظر آئے تو ہم نے واپس آکر اپنے چیف کمانڈر کو صورت حال سے باخبر کیا اس کے بعد مسلمانوں کا ایک بڑا دستہ چیف کمانڈر نے روانہ کیا چنانچہ وہ سب روپوش کفار گرفتار ہوگئے اور اسیر بن کر آگئے۔ اس پر ہمارے چیف کمانڈر نے ہمیں داد دی اور ہماری جستجو کو خراج تحسین پیش کیا اس کے بعد پھر ہم حسب معمول سراغ رسانی کے

لئے نکلے تو ایک ہزار گھوڑ سوار رومی فوجیوں سے مقابلہ ہو گیا مجبوراً ہمیں ہتھیار ڈالنا پڑا چنانچہ وہ ہمیں قیدی بنا کر روم کے بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے ہمیں قیدی بنا لینے کا حکم دیا لیکن پھر اس کو اطلاع ملی کہ مسلمانوں نے رومی قیدیوں کو قتل کر دیا ہے اور انہیں میں روم کے بادشاہ کا چچازاد بھائی بھی تھا اس کو بھی قتل کر دیا گیا اس پر اس کو بہت زیادہ رنج ہوا اور اسی غصہ میں اس نے ہمارے قتل کا آرڈر جاری کر دیا۔

مجاہدین کے قتل کا حکم

چنانچہ ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں، لیکن ایک خصوصی مشیر نے کہا کہ پٹیاں کھول دی جائیں تا کہ ایک دوسرے کو قتل ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ان کی تکلیف اور ان کا رنج وغم اس طرح دوچند ہو جائے چنانچہ پٹیاں کھول دی گئیں اس کے بعد میں نے اس شخص کو دیکھا جو کھڑا ہوا تھا اور جس کے مشورہ سے پٹیاں اتار دی گئی تھیں ریشمی لباس میں ملبوس سونے کے تار سے آراستہ کیا گیا تھا اور یہ شخص مسلمان تھا لیکن مرتد ہو کر دار الحرب آ گیا تھا اس وقت میں اس سے بات نہیں کر سکا اس کے بعد ہم نے آسمان کی طرف دیکھا تو دس باندیاں (حوریں) نظر آئیں ہر ایک کے ساتھ ایک خوبصورت قیمتی رومال اور ایک طباق تھا اور اسکے اوپر دس دروازے تھے جو آسمان میں کھلے ہوئے تھے تیغ زن (جلاد) نے ہمیں یکے بعد دیگرے قتل کرنا شروع کیا ہم میں سے جب ایک قتل کر دیا جاتا فوراً ان دس باندیوں

میں سے ایک اترتی اور اس کی روح کو لے کر رومال میں عزت واحترام کے ساتھ لپیٹ لیتی اور طباق میں رکھ کر دس دروازوں میں سے ایک دروازہ سے چڑھ جاتی۔ لیکن میں سب سے اخیر میں تھا جب میرا نمبر آیا تو باندی رومال وطباق لے کر میری طرف بڑھی تاکہ میری بھی روح کے ساتھ وہی کرے جو سب کے ساتھ ہو رہا تھا اتنے میں خصوصی مشیر نے کہا جو بادشاہ کے پاس کھڑا ہوا تھا بادشاہ سلامت جب سب کو آپ قتل کر دیں گے تو اس حادثہ کی خبر مسلمانوں کو کون دیگا؟ لہذا اس کو چھوڑ دیجئے تاکہ مسلمانوں کو اس سزا کی تفصیلات سے آگاہ کر سکے، چنانچہ مجھ کو چھوڑ دیا گیا پھر باندی یہ کہتی ہوئی واپس ہوگئی محروم محروم یعنی یہ اللہ کی نعمت سے محروم ہوگیا۔ اسی وجہ سے میں یہاں رو رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ اے پروردگار محروم کے معاملہ میں آپ نے کیا کیا؟ راوی نے کہا مایوس نہ ہو اللہ کا فضل بہت بڑا ہے یعنی تمہاری تمنا اللہ پاک ضرور پوری کریں گے۔

فائدہ: شہادت بہت بڑی دولت ہے اس پر جن نعمتوں سے بندہ نوازا جائے گا اگر اس کو کوئی دیکھ لے تو اس کا شوق شہادت دوچند ہو جاتا ہے لیکن خدا جسے چاہتا ہے اسی کو اس نعمت سے بہرہ ور فرماتا ہے اسی طرح راہ سلوک میں ہر سالک وصال کا خواہشمند ہوتا ہے لیکن خدا جسے قبول فرماتے ہیں وہی واصل بنتا ہے اس طریق میں نہ معلوم کتنے محروم رہ گئے لیکن شرط محبت یہ ہے کہ یاس کو قریب نہ آنے دے چلتا رہے اور مانگتا رہے اس لئے کہ۔

میخانہ کا محروم، محروم نہیں ہے

خدا سے مقابلہ آرائی کی سزا

ایک شخص تھا اس کا انگور کا ایک باغ تھا ٹھنڈک کی وجہ سے وہ باغ تباہ ہو گیا شیطان نے اس کو بہکایا تو اللہ کی عبادت واطاعت کرتا ہے اس کے باوجود اس نے تیرے باغ کو ہلاک و برباد کر دیا چنانچہ اس کے بعد اس کو اتنا غصہ آیا کہ وہ بے قابو ہو گیا اور کنجی نکالی اور آسمان کی طرف یہ کہتا ہوا پھینک دیا کنجی لے میرے پھلوں کو تو نے تباہ کر دیا تو باغ کی کنجی لے کر میں کیا کروں گا وہ کنجی فضا میں تھوڑی دیر پھرتی رہی پھر اسی کے پاس آ گئی لیکن اسی کے ساتھ ایک کالا سانپ آ کر اس کی گردن میں لٹک گیا اور چالیس دن تک اسی طرح لٹکا رہا حتی کہ وہ شخص مر گیا جب لوگوں نے اس کو غسل دینا چاہا تو اس کی گردن چھوڑ کر ہٹ گیا اور جب دفن کیا تو قبر میں پھر آ گیا۔

فائدہ: اس طرح کے وساوس شیطان اکثر لوگوں کے دلوں میں ڈال کر ایمان سلب کرانے کی کوشش کرتا ہے اس لئے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو شیطان ڈاکہ ڈالنے میں کامیاب ہو جائے۔ اسی طرح خدا کی خدائی سے کبھی ٹکرانے کی کوشش نہ کرے اگر کسی نے ٹکر لی تو وہ کام سے گیا دنیا و آخرت دونوں اس کی تباہ ہو جاتی ہے۔

بند دروازہ کھولنے والی دعا

حضرت زید بن اسلم راوی ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی

کنجی اپنے ہی پاس رکھتے تھے کسی کو دیتے نہیں تھے ایک رات بیت المقدس کا دروازہ کھولنے لگے بہت محنت کیا لیکن تالا نہیں کھلا۔ جنات آئے انہوں نے زور آزمائی کی تالا نہیں کھلا، اس کے بعد بہت سے لوگ آئے انہوں نے بھی کوشش کی لیکن سب کی کوشش لاحاصل رہی اس کے بعد کبیدہ خاطر تھک ہار کے بیٹھ گئے اور پھر قسم قسم کے خیالات آنے لگے یہ بھی خیال آیا کہیں ایسا تو نہیں میں اس مقدس گھر سے محروم کر دیا گیا، اتنے میں ایک ضعیف ونحیف شخص عصا کے سہارے سامنے آ گیا اور وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہمنشینوں میں سے تھا اس نے آتے ہی سوال کیا اے اللہ کے نبی کیا بات ہے رنجیدہ نظر آ رہے ہیں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پورا قصہ سنایا کہ یہ دروازہ آج نہ مجھ سے کھل رہا ہے اور نہ ہی کسی انسان یا جنات سے کھل رہا ہے سب تھک ہار کے بیٹھ گئے۔ اس بوڑھے شخص نے کہا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ بتلاؤں جسے تمہارے والد (حضرت داؤد) پریشانی اور سختی کے وقت پڑھا کرتے تھے، اور اللہ پاک ان کلمات کی برکت سے ان کی پریشانی دور کر دیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان نے کہا ضرور بتلائیے۔ انہوں نے یہ کلمات بتلائے:

"اللهم بنورک اهتديت وبفضلک استغنيت وبک أصبحت وأمسيت، ذنوبی بين يديک أستغفرک وأتوب إليک يا حنان يا منان"۔

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلمات کہے اللہ کے حکم سے تالا کھل گیا۔

فائدہ: بعض کلمات میں اس انداز کے منافع ہوا کرتے ہیں خدائے پاک ان کلمات میں تاثیر پیدا فرما دیتے ہیں اس میں کوئی استبعاد نہیں یقین واعتماد شرط ہے

محض امتحان کی نیت سے ہرگز نہ استعمال کیا جائے۔

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک عورت تھی اس کی مانگ سیدھی نہیں نکلتی تھی اس نے دعا کے لئے لکھا میں نے لکھ دیا "اھدنا الصراط المستقیم" پڑھ کر مانگ نکالا کریں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی مانگ سیدھی نکلنے لگی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب فیصلہ کے لئے بیٹھنے کا ارادہ فرمایا تو شیاطین کو حکم دیا کہ ایسی انوکھی کرسی تیار کرو کہ اگر مبطل یا جھوٹا گواہ اسے دیکھے تو اس سے مرعوب ہو جائے اور اس کے شانے کا گوشت کانپنے لگے۔ چنانچہ شیاطین نے ہاتھی کے دانت کی کرسی تیار کی اور اس کو جواہر، یاقوت، موتی اور زبرجد سے مزین کیا اور اس کے گرد و پیش سونے چاندی کے انگور کے درخت کی تشکیل کی اور چار کونوں پر سونے کے چار درخت کھجور کے بنائے۔ اور کھجور کے دو درختوں کے آخری حصہ پر سونے کا ایک ایک مور بنایا۔ اور کھجور کے باقی دو درختوں کے آخری سرے پر سونے کا کرگس بنایا۔ اور تخت کے سامنے والے دونوں کونوں پر سونے کے دو شیر بنائے۔ اور دونوں شیروں کے سر پر سبز رنگ کے پتھر کے دو ستون قائم کئے اور اس کو ایک پتھر پر رکھ دیا اور پتھر کے نیچے سونے کے اژدہے (سانپ) بنائے جو اپنے دائرہ میں چکر لگاتے تھے۔

حضرت سلیمان جب کرسی پر چڑھے

حضرت سلیمان علیہ السلام جب پہلے زینہ پر چڑھے تو کرسی اپنے گرد وپیش کے ساتھ اس طرح چکر لگانے لگی جس طرح چکی کے پاٹ چکر لگاتے ہیں۔ اور مور وکرگس نے اپنے پروں کو کھول دیا شیر نے بھی اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور زمین پر اپنی دم مارنے لگا۔ اسی طرح ہر درجہ پر ہوتا رہا تا آنکہ حضرت سلیمان علیہ السلام آخری درجہ پر پہنچ گئے تو مور نے اپنا تاج حضرت سلیمان کے سر پر رکھ دیا اور ان پر مشک وعنبر کی عطر پاشی کی جب آپ تخت نشیں ہو گئے تو سونے کے کبوتر نے زبور لا کر پیش خدمت کیا حضرت سلیمان نے لوگوں کے سامنے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ آپ کے دائیں علماء بنی اسرائیل سونے کی کرسی پر بیٹھے اور عظماء جن بائیں طرف چاندی کی کرسی پر بیٹھے۔

اسی ترتیب کے ساتھ پھر مسلسل تا حیات نشست قضا ہوتی رہی جب کبھی کوئی شاہد شہادت دینے آتا تو کرسی چکی کے پاٹ کی طرح گھومنے لگتی اور شیر، مور، کرگس کا وہ حال ہوتا جو اوپر گذر چکا ہے شہادت دینے والے یہ منظر دیکھ کر گھبرا جاتے اور غلط شہادت دینے کی ہمت نہ پڑتی سچ اور حق بات کہہ کر جاتے۔

حضرت سلیمان کے انتقال کے بعد

حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بخت نصر نے اس کرسی پر قبضہ

کرلیا لیکن جب اس نے چڑھنے کا ارادہ کیا شیر نے اس کی پنڈلی اور قدم پر ایسا پنجہ مارا کہ وہ چڑھ نہیں سکا اور اس کا درد اس کو مرتے دم تک رہا اسی حال میں وہ مر گیا اور وہ کرسی انطاکیہ شہر میں رکھی رہی اس کے بعد وہ کرسی بیت المقدس پہنچا دی گئی بادشاہوں میں سے کوئی اس پر چڑھ نہیں سکا اس کے بعد وہ کرسی ایک خاص پتھر کے نیچے رکھ دی گئی کچھ دنوں کے بعد وہ کرسی غائب ہوگئی پھر آج تک پتہ نہیں لگ سکا کہ وہ کرسی کہاں گئی کون لے گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

والدین کی خدمت کی برکت

ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کے دوش پر زمین و آسمان کے درمیان سفر فرما رہے تھے، دوران سفر ایک گہرے سمندر پر سے گذر ہوا۔ خلاف معمول ہولناک موج پر نظر پڑی، آپ نے ہوا کو رکنے کا حکم دیا فوراً ہوا رک گئی اس کے بعد شیاطین کو پانی میں غوطہ لگانے کا حکم دیا، غوطہ خور ٹیم یکے بعد دیگرے سمندر میں اتر کر جستجو میں لگ گئی۔ دوران تلاش سفید موتیوں کا ایک بند قبہ ان کو ملا جس میں اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا، ٹیم نے اس کی اطلاع حضرت سلیمان کو دی حضرت سلیمانؑ نے اس قبہ کو نکالنے کا حکم دیا، چنانچہ ٹیم نے نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا حضرت سلیمانؑ کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔

ایک قبہ کا واقعہ

انہوں نے اللہ پاک سے دعا کی اس کی برکت سے قبہ میں شگاف پڑا اور نکلنے کا راستہ بن گیا حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ قبہ میں ایک شخص سجدہ ریز عبادت باری تعالی میں مصروف ہے حضرت سلیمانؑ نے اس سے پوچھا تم فرشتہ ہو یا جن؟ اس نے کہا میں انسان ہوں حضرت سلیمانؑ نے دریافت کیا یہ کرامت وشرافت تم کو کس طرح حاصل ہوئی؟ اس نے جواب دیا والدین کی خدمت اور حسن سلوک کی برکت سے میری بوڑھی ماں تھی میں اس کو اپنی کمر پر لاد کر ادھر ادھر لے جایا کرتا تھا میری والدہ مجھ کو دعا دیا کرتی تھی، اے اللہ اس کو سعادت نصیب فرما اور میرے انتقال کے بعد اس کو ایسی جگہ عطا فرما جو نہ زمین میں ہو نہ آسمان میں، والدہ کے انتقال کے بعد ایک روز میں سمندر کے ساحل کا چکر لگا رہا تھا اچانک میری نظر سفید موتی کے ایک قبہ پر پڑی جب میں اس کے قریب ہوا تو قبہ کھل گیا، میں جوں ہی اس میں داخل ہوا وہ اللہ کی قدرت سے بند ہو گیا پھر مجھے نہیں معلوم کہ میں زمین میں ہوں یا آسمان پر یا فضا میں معلق ہوں، اور اسی میں اللہ پاک میری روزی عطا فرماتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اس بند قبہ میں روزی کیسے آتی ہے؟ اس نے کہا جب مجھے بھوک لگتی ہے تو پتھر سے ایک درخت نکلتا ہے اور درخت سے پھل نمودار ہوتا ہے اور اسی پتھر سے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے۔ میں پھل کھا کر پانی پی لیتا ہوں جب

میں سیراب ہوجاتا ہوں تو یہ چیز غائب ہوجاتی ہے حضرت سلیمانؑ نے اس سے پوچھا رات اور دن کا پتہ تم کو کیسے لگتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا جب صبح ہوتی ہے تو قبہ میں روشنی دن جیسی ہوجاتی ہے اور جب سورج ڈوب جاتا ہے تو رات جیسی تاریکی قبہ میں ہوجاتی ہے اس طرح دن اور رات کا پتہ مجھ کو لگ جاتا ہے اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اللہ سے دعا کی تو وہ قبہ بند ہوگیا اور شتر مرغ کے انڈے کی طرح چھوٹا ہوگیا اور سمندر کی تہہ میں پھر پہنچ گیا۔ سچ ہے اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: والدین بالخصوص والدہ کی خدمت کسی حال میں ضائع نہیں ہوتی جس طرح مشائخ واساتذہ کی خدمت ضائع نہیں ہوتی آخرت تو سنورتی ہی ہے دنیا بھی بن جاتی ہے بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو کس قدر بے جگری کی بات ہے کہ اپنے محسن کے احسان کو فراموش کردیا جائے۔ اللہ پاک ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے ہر ایک میں جذبۂ خدمت پیدا فرمائے۔

حضرت سلیمانؑ علیہ السلام کی بادشاہت

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ستر ہزار جنس کے پرندے جمع کئے گئے اور ہر جنس کا مستقل الگ رنگ تھا ایک کا رنگ دوسرے کے مشابہ نہیں تھا سارے پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر بادل کی طرح چھا گئے حضرت سلیمانؑ نے ان سے چند سوالات کئے۔ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟ انڈے کہاں دیتے ہو؟ انڈوں

سے بچے کہاں نکالتے ہو؟ پرندوں نے جواب دیا ہم میں سے بعض فضا ہی میں انڈا دیتے ہیں اور وہیں بچہ نکل آتا ہے۔ اور ہم میں سے بعض انڈے کو چونچ سے روک لیتے ہیں اور اسی حالت میں بچہ نکل آتا ہے، اور ہم میں بعض وہ ہیں جو جفتی نہیں کراتے اس کے باوجود ان کی نسل ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ حضرت سدی فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کا بستر جناتوں کا بنا ہوا ہوتا تھا ریشم اور سونے کے تار سے تیار کیا جاتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ کی فوج، جانور، گھوڑے، اونٹ کی نگہداشت جناتوں کے حوالہ تھی، آپ کی فوج دو کروڑ تھی، آسمان وزمین کے درمیان بادلوں کے قریب آپ چلا کرتے تھے، آپ کے حسب منشا ہوا لے کر چلتی تھی۔ لیکن جب ہوا چلتی تو کھیت، باغات وغیرہ کو نقصان نہیں ہوتا تھا۔ دورانِ سفر اگر کوئی کسی سے بات کرنا چاہتا تو ہوا اس آواز کو مخاطب کے کان تک پہنچا دیتی۔ حضرت سلیمانؑ کی کرسی سونے کی تھی، یواقیت اور جواہر سے آراستہ تھی۔ آپ کی کرسی کے اردگرد تین ہزار کرسیاں تھیں اور ایک قول کے مطابق چھ لاکھ کرسیاں تھیں، علماء، وزراء، اکابرین بنی اسرائیل کے الگ الگ امتیازی نشانات اس پر لگے ہوئے تھے۔ آپ جب سفر فرماتے تو آپ کا لشکر سو فرسخ میں پھیلا ہوا ہوتا تھا، پچیس فرسخ میں انسان ہوتے تھے، اور پچیس فرسخ میں جنات ہوتے تھے، پچیس فرسخ میں وحشی جانور ہوتے تھے، اور پچیس فرسخ میں پرندے ہوتے تھے۔ سمندروں سے ہیرے جواہرات جنات نکالا کرتے تھے۔ آپ کے مطبخ میں روزانہ ایک لاکھ بکریاں اور چالیس ہزار گائے ذبح ہوتی تھی لیکن حضرت سلیمانؑ اپنی کمائی کے پیسوں سے جو کی روٹی ہی استعمال فرمایا کرتے تھے، ان سب کے باوجود کبھی تعلق مع

اللہ میں فرق نہیں آیا اور کبھی خود رائی یا خود بینی میں مبتلا نہیں ہوئے۔

فائدہ: اس زمانہ میں معمولی سی دنیا پا کر لوگ مخمور ہو جاتے ہیں اور دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے اور یہاں پوری دنیا قدموں کے نیچے ہے پھر بھی ذرہ برابر اللہ سے تعلق میں فرق نہیں آیا۔ سچ ہے۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام وسنداں باختن

بڑوں کا ظرف بھی بڑا ہوتا ہے

بہرام بادشاہ ایک دن شکار کے لئے نکلا اس کے سامنے ایک نیل گائے آ گئی بہرام نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ اپنی فوج حفاظتی دستہ سے روپوش ہو گیا۔ لیکن نیل گائے کی گرفت میں کامیاب ہو گیا، بہرام نے گھوڑے سے اتر کر نیل گائے کو پکڑ لیا تا کہ بھاگنے نہ پائے اور چاہ رہا تھا کہ کوئی ملجاتا تو وہ گھوڑا پکڑ لیتا اور میں نیل گائے ذبح کر لیتا اچانک اس کی نظر ایک چرواہے پر پڑی جو سامنے سے آ رہا تھا جب وہ قریب آ گیا تو بہرام نے راعی سے کہا میرا یہ گھوڑا پکڑ لو تا کہ میں یہ نیل گائے ذبح کر لوں۔

عیب کو دیکھنا بھی عیب ہے

راعی نے گھوڑا پکڑ لیا اور بہرام نیل گائے ذبح کرنے میں مصروف ہو گیا

گوشۂ چشم سے راعی کو دیکھا وہ تو گھوڑے کی گردن میں لٹکے ہوئے موتیوں کو توڑتا ہوا نظر آیا، بادشاہ نے صرف نظر کرلیا تا آنکہ وہ نیل گائے کی ذبح سے فارغ ہوگیا اور آکر اس نے راعی سے گھوڑا لے لیا اور عجیب جملہ اس نے کہا "**النظر إلى العيب من العيب**" عیب کو دیکھنا بھی عیب ہے، اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر حفاظتی دستہ سے جاملا۔ وزیر کی نگاہ گھوڑے پہ پڑی تو موتی ندارد وزیر نے سوال کیا بادشاہ سلامت آپ کے گھوڑے کی موتی کہاں گئی؟ اس سوال پر بادشاہ مسکرایا پھر بولا "**أخذها من لا يردها وابصر من لا ينم عليه**" ایسے شخص نے لیا ہے جو واپس نہیں کرے گا اور ایسے شخص نے دیکھا ہے جو اس کی چغلی نہیں کھائے گا، لہذا تم میں سے کوئی اگر کسی کے پاس وہ موتی دیکھے تو اس سے مزاحمت نہ کرے۔

فائدہ: سبحان اللہ کس قدر اعلی ظرفی کی بات ہے کہ مجرم کو دیکھا اس کے باوجود کیسی پردہ پوشی کی، اب تو غیر مجرم کو مجرم بنانے کی سازشیں کی جاتی ہیں۔ کاش خواص امت اس سے سبق حاصل کریں کیسی اچھی بات کہی،،، عیب کو دیکھنا بھی عیب ہے،، آج تو عیوب کو تلاش کرنا اور چغلی کھانا کوئی عیب ہی نہیں رہ گیا ہے کاش ہر ایک اپنے کو عیب دار سمجھنے لگے تو دوسروں کے عیوب سے نگاہ ہٹ جائے"۔

جب امانت و دیانت تھی

ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا خریدار کو اس مکان میں خزانہ ملا،

خریدار خزانہ پا کر بائع مکان فروخت کرنے والے کے پاس گیا اور اس کو بتلایا، بائع نے خریدار سے کہا میں نے تو تمہارے ہاتھ مکان فروخت کیا ہے مجھے خزانہ کی کوئی خبر نہیں او راگر اس میں خزانہ ہے تو وہ تمہارا ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں، مشتری خریدار نے بائع سے کہا تم کو وہ خزانہ لینا پڑے گا چونکہ میں نے تم سے صرف مکان خریدا ہے اور قیمت صرف مکان کی میں نے ادا کی ہے، خزانہ کی نہیں، بہت دیر تک دونوں میں گفتگو ہوتی رہی نہ بائع لینے کو تیار نہ مشتری دونوں وہ خزانہ ایک دوسرے کے حوالہ کرتے رہے۔

بائع ومشتری نے نوشیرواں کو حکم بنایا

دونوں نے اخیر میں نوشیرواں بادشاہ کو جو سارے سلاطین میں عدل وانصاف میں مشہور ہے حکم بنایا جب دونوں اس کے پاس گئے اور واقعہ کا تذکرہ کیا تو نوشیرواں نے تھوڑی دیر سر جھکا کر مسئلہ کا حل تلاش کیا، اس کے بعد ان دونوں سے پوچھا کیا تمہارے بچے ہیں بائع بیچنے والے نے کہا ہاں میرا ایک لڑکا ہے جو بالغ ہے مشتری خریدار نے کہا میرے پاس ایک لڑکی ہے جو بالغہ ہے نوشیرواں نے ان دونوں سے کہا تمہارے معاملہ میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم دونوں آپس میں رشتہ کرلو لڑکے کی شادی لڑکی سے کردو تاکہ تم دونوں میں جوڑ اور قرابت ہوجائے اور اس خزانہ کو اس شادی پر خرچ کردو چنانچہ دونوں نے بادشاہ نوشیرواں عادل کے حکم کی تعمیل میں ایسا ہی کیا۔

فائدہ: جب زندگیوں میں امانت ودیانت تھی تو لوگوں کا حال آپ نے

پڑھا اور اب جب یہ دونوں صفات زندگیوں سے نکل گئے تو جو حال ہے وہ بھی سامنے ہے کہ چوری، ڈاکہ، غصب، غبن، خیانت، چھین وجھپٹ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے، پھر بھی ایسے لوگ چین کی زندگی نہیں گذار پاتے اور نہ ہی ان کا کوئی مسئلہ حل ہو پاتا ہے اور امانت ودیانت کی بنیاد پر دونوں کے مسئلے کس طرح حل ہوئے آپ نے پڑھ لیا۔

حکمت کی باتیں

نوشیرواں نے ایک شخص کو ایک شہر کا عامل بنا کر بھیجا، اس نے ہر سال کے اعتبار سے زیادہ خراج وصول کر کے بھیجا، نوشیرواں کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں سے زیادہ خراج وصول کیا گیا ہے ان کو واپس کیا جائے صرف اتنا ہی خراج ان سے لیا جائے جتنا وہ ہر سال ادا کرتے رہے ہیں اور اس عامل کو برخاست کر دیا اور تاریخ ساز بات کہی، جو بادشاہ اپنی رعیت سے ظلماً تھوڑا سا بھی مال لے گا وہ کبھی خوشحال نہیں ہوسکتا۔ اسکی زمین سے برکت ختم ہو جائے گی، اور اس کا وبال اس پر ہوگا۔

پھر نوشیرواں نے کہا ملک کی بقا بادشاہت سے ہے، اور بادشاہ کی بادشاہت فوج سے ہے اور فوجیوں کی بقاء مال سے ہے، اور بقاء مال شہروں کی آبادی سے ہے، اور شہروں کی آبادی رعایا میں عدل وانصاف سے ہوتی ہے۔ ایک دانا سے سوال کیا گیا بادشاہ کے لئے انصاف افضل ہے یا بہادری، دانا نے کہا جب بادشاہ انصاف ور ہوگا تو اس کو بہادری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ: عدل وانصاف کی باتیں آپ نے پڑھ لیں کسی بھی اجتماعی زندگی میں قائد ولیڈر میں عدل وانصاف کا ہونا بے حد ضروری ہے اگر اس گرانمایۂ دولت سے قیادت محروم ہے تو لازماً بے برکتی، عوامی بے اعتمادی، ساتھیوں میں توڑ جیسی بہت سی باتیں وجود پذیر ہوں گی اگر انصاف کی نظر باقی نہیں رہی دونظری آئی تو محکومین وملازمین ورعایا میں شقاق پیدا ہوگا اور اس کی ذمہ داری لیڈر شپ پر عائد ہوگی۔ اور اجتماعی زندگی میں عام طور پر ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں اور بے قصور افراد مجرم قرار دیئے جاتے ہیں، فإلى الله المشتكى۔

اللہ تعالی کا اپنی مخلوق سے پیار

حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ایک بار ایک شکاری کے پاس سے ہوا جس نے جنگل میں جانوروں کے شکار کے لئے جال لگا رکھا تھا اور اس میں ایک ہرنی پھنسی ہوئی تھی جس ہرنی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھا تو اللہ پاک نے اس کی زبان میں قوتِ گویائی عطا فرمادی، ہرنی نے کہا اے روح اللہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں اس حال میں تین روز سے پھنسی ہوئی ہوں آپ شکاری سے اجازت دلوادیتے تو میں بچوں کو دودھ پلاکر واپس آجاتی، میرے بچے دودھ کے لئے تڑپ رہے ہوں گے، حضرت عیسی علیہ السلام نے شکاری کو اس کی اطلاع دی شکاری نے کہا یہ واپس نہیں آئے گی، حضرت عیسی علیہ السلام نے یہ جواب ہرنی کو پہنچادیا، ہرنی نے کہا اگر میں نہ لوٹی تو

جمعہ کے دن گھاٹ پر جہاں سارے جانور پانی پینے آتے ہیں مجھے پانی نہ پینے دیا جائے اس پر معاہدہ ہوگیا، چنانچہ ہرنی چلی گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر معاہدہ کے مطابق آ گئی تا کہ نقض عہد نہ ہو۔ اس کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوگئے آگے چل کر خالص سونے کی اینٹ کے پاس سے گذر ہوا، اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ سونے کی یہ اینٹ لے کر شکاری کے پاس جاؤ اور ہرنی کے فدیہ میں یہ اس کو دیدو لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کے پہنچنے سے پہلے شکاری ہرنی کو ذبح کر چکا تھا حضرت عیسی علیہ السلام کو بے حد رنج ہوا اور آپ نے شکاری کے لئے بددعا فرمادی، اللہ تعالی تمہارے عمل کی برکت ختم فرمادے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا برکت اٹھالی گئی۔

فائدہ: اللہ پاک کو اپنی مخلوق سے کس قدر پیار ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں جس کا تعلق اللہ پاک سے جتنا زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی اس کو اللہ کی مخلوق بالخصوص انسانوں سے پیار ہوتا ہے انسانوں کی پریشانی اور تکلیف ان کی اپنی پریشانی بن جاتی ہے اور ان کی راحت اپنی راحت بن جاتی ہے اور جب اللہ پاک کا تعلق کمزور ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا تو دوسروں کو ذبح ہوتا ہوا دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے اور تالیاں بجاتا ہے۔

علماء کی ضرورت واہمیت

سمرقند میں ایک شخص بیمار ہوگیا اس نے نذر مانی کہ اگر میں شفایاب ہوگیا تو ہر جمعہ کی پوری کمائی اپنے والدین کو صدقہ (ایصال ثواب) کیا کروں گا چنانچہ اس کے بعد

اللہ پاک نے اس کو شفا دی اور ایک زمانہ تک وہ زندہ رہا، ہر جمعہ کو وہ دن بھر طواف کرتا اور اس کا ثواب والدین کو بخش دیتا، لیکن اس کو کبھی مال نہیں حاصل ہوا کہ وہ صدقہ کرے۔ ایک روز ایک عالم سے اس نے استفتاء کیا اور پورا واقعہ بتلایا عالم نے کہا اب جب جمعہ کا دن آئے تو دن بھر خربوزے کے چھلکنے چننا پھر اس کو پانی سے دھو لینا اور لے کر اس راستہ پر چلے جانا جس سے دیہات والے سواریوں سے گذرتے ہیں جب گدھے تمہارے پاس سے گذریں تو ان کے سامنے یہ چھلکے ڈال دینا اور اس عمل کا ثواب والدین کو بخشد ینا اس طرح تیری نذر پوری ہو جائے گی، چنانچہ آئندہ جمعہ کو اس نے ایسا ہی کیا شنبہ کی رات میں خواب میں والدین سے ملاقات ہوئی والدین نے اس سے معانقہ کیا اور کہا اے بیٹے تو نے ہمارے لئے بہت کچھ کیا لیکن ہمیں تو خربوزے کی خواہش تھی وہ تو نے آج کھلایا ہے تیرے اس عمل سے اللہ راضی ہو گئے۔

خراسان کے امیر نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا اور کہا اے امیر کیا حال ہے باپ نے کہا امیر مت کہو امارت تو ختم ہوگئی اب امیر کے بجائے اسیر (قیدی) ہوں لہذا اسیر کہو، اس کے بعد باپ نے کہا اے صاحبزادے جب تم گوشت کھایا کرو تو اس میں سے ہمیں بھی چکھایا کرو، اور ہمیں چکھانا اس طور پر ہوگا کہ ایک دو بوٹی بلی اور کتے کے سامنے اس نیت سے ڈال دیا کرو کہ اس کا ثواب میرے والد کو پہنچے چونکہ گوشت کی میری بھی خواہش ہوتی ہے اور اس طرح مجھ کو پہنچ جایا کرے گا۔

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے مردے زندوں کی طرف سے دعا و صدقہ کے ذریعہ ایصال ثواب کے منتظر رہتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے والدین اعزاء

واقارب کو دعا وصدقہ وغیرہ کے ذریعہ یاد رکھتے ہیں۔

فائدہ: جس طرح ایک عالم نے جو اسرارِ شریعت سے واقف تھا طواف چھوڑوا کر خربوزے کے چھلکوں کے چننے میں لگا دیا بظاہر یہ عجیب سی بات ہے لیکن اس کی نظر اس سے پوری ہوگئی اسی طرح عارف جو اسرارِ طریقت سے واقف ہوتا ہے ذکر وتلاوت جیسی اہم عبادت کو بھی چھوڑوا کر معمولی کام میں لگا دیتا ہے ظاہر بیں نگاہ میں یہ عجیب سا لگتا ہے لیکن اس طرح وہ مرید باصفا واصل الی اللہ ہوجاتا ہے اور سلوک کی تکمیل ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زِ راہ ورسم منزلہا

ایک نومسلم کا زبردست امتحان

مالک بن دینار جو مشہور بزرگوں میں ہیں ان کے زمانہ کے دو مجوسی کا واقعہ ہے، دونوں سگے بھائی تھے اور آگ کی پوجا کیا کرتے تھے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا بھائی جان! آپ اس آگ کی تہتر سال سے پوجا کر رہے ہیں اور میں پینتیس سال سے پوجا کر رہا ہوں، آیئے ذرا دیکھیں یہ آگ ہمیں جلاتی ہے یا نہیں؟ اگر جلاتی ہے تب تو اس کی پوجا ہم چھوڑ دیں گے اور اگر نہیں جلائے گی تو اس کی پوجا ہم کرتے رہیں گے، اس کے بعد بڑے بھائی سے چھوٹے نے کہا اپنا ہاتھ آپ پہلے ڈالیں گے یا میں ڈالوں؟

بڑے بھائی نے کہا پہلے تم ہی ہاتھ ڈالو چنانچہ چھوٹے بھائی نے جونہی اپنا ہاتھ آگ پر رکھا اس کی انگلی جل گئی۔ فوراً اس نے ہاتھ ہٹایا اور آگ کو مخاطب کر کے کہا افسوس اتنے زمانہ سے میں تیری پوجا کر رہا ہوں پھر بھی تو نے میرا خیال نہیں کیا اور انگلی جلا دی۔ اس کے بعد چھوٹے نے بڑے بھائی سے کہا بھائی جان آیئے۔

آگ کی پوجا چھوڑ کر اللہ کی طرف واپسی

اس آگ کو چھوڑیے اب ایسی ذات کی ہم عبادت کریں جو ڈیڑھ سو سال کے پاپی کو ایک منٹ کی طاعت اور ایکبار استغفار سے معاف کر دیتی ہے یعنی اب ہم اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کریں بڑے بھائی نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اس کے بعد یہ پروگرام بنا کہ کسی ایسے شخص کے پاس ہم چلیں جو ہمیں صراط مستقیم کی صحیح رہبری کر سکے چنانچہ دونوں اتفاق رائے کے ساتھ اس وقت کے برگزیدہ بزرگ مالک بن دینار کی جستجو میں نکل پڑے من جد وجد جوئندہ رایا بندہ، چنانچہ مالک بن دینار کو بصرہ کے ایک گاؤں میں پا گئے جہاں وہ بیٹھے لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے لیکن ہائے بدقسمتی وہاں پہنچ کر

برادر اکبر کی انانیت

بڑے بھائی کی رائے تبدیل ہوگئی اس نے چھوٹے بھائی سے کہا اب میری رائے یہ ہے کہ اپنا مذہب نہ چھوڑوں چونکہ آگ کی پوجا کرتے ایک زمانہ گذر گیا اب

اگر اسلام قبول کرتا ہوں تو گھر والے عار دلائیں گے اس عار وندامت سے بہتر یہ ہے کہ میں آگ ہی کی پوجا حسب سابق کرتا رہوں، چھوٹے بھائی نے ایسا کرنے سے اس کو روکا اور سمجھایا کہ بھائی جان یہ عار تو وقتی ہے لیکن اگر اسلام قبول نہیں کیا تو نار دائمی ہو جائے گا پھر اس آگ سے آپ بچ نہیں پائیں گے لیکن بڑے بھائی نے کوئی توجہ نہیں کیا اور وہ اپنی رائے پر جما رہا مجبوراً چھوٹے نے اس کو اس کی شقاوت پر چھوڑ دیا وہ تو گھر لوٹ گیا اور چھوٹا بھائی مالک بن دینار کی خدمت میں اہل وعیال کے ساتھ حاضر ہو گیا جب مالک بن دینار مجلس وعظ سے فارغ ہو گئے۔

برادر خورد کا اسلام قبول کرنا

تو چھوٹے نے پورا قصہ سنایا اور اسلام پیش کرنے کی درخواست کی مالک بن دینار نے اسلام پیش کیا اہل وعیال سمیت چھوٹے نے اسلام قبول کر لیا اس کے بعد جب گھر واپسی کا ارادہ کیا تو مالک بن دینار نے کچھ روپئے پیسے کی پیش کش کی لیکن نوجوان نے قبول کرنے سے انکار دیا، واپس ہوا اور ایک ویران گھر میں داخل ہوا تو ایک آباد کمرہ نظر آیا اسی میں قیام کر لیا صبح کے وقت بیوی نے کہا بازار جاؤ محنت مزدوری کر کے کچھ لاؤ تا کہ بچوں کے کھانے پینے کا نظم ہو سکے چنانچہ صبح کو بازار گیا لیکن مزدوری پر کہیں کام نہیں ملا یہ سوچ کر واپس آ گیا کہ اس سے بہتر یہ ہے کہ اللہ پاک ہی کی مزدوری کی جائے وہ ضرور اجر دے گا عمل ضائع نہیں ہوگا چنانچہ واپسی پر ویرانہ میں نماز میں مصروف

ہوگیا اور مغرب تک نوافل پڑھتا رہا شام کے وقت جب بیوی کے پاس پہنچا تو اس نے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھا کچھ لائے نہیں؟ نوجوان نے کہا آج تو میں نے بادشاہ کی مزدوری کی ہے لیکن اجرت ابھی نہیں ملی، کل انشاءاللہ ملے گی، چنانچہ پوری رات پورے اہل خانہ نے بھوک کی حالت میں گذار دی، کل ہوکر پھر بازار گیا لیکن مزدوری پر کوئی کام نہیں ملا پھر اس نے نماز شروع کردی اور شام تک نماز پڑھ کر خالی ہاتھ گھر لوٹ گیا پھر بیوی نے سوال کیا تو اس نے کہا بادشاہ نے جمعہ تک دینے کا وعدہ کیا ہے جمعہ کی صبح کو حسب معمول پھر بازار گیا لیکن کوئی کام نہیں ملا پھر شام تک نوافل میں مشغول رہا۔

برادر خورد کی دعاء

اور شام کے وقت اس نے دعا کی اے پروردگارِ عالم تو نے محض اپنے فضل وکرم سے اسلام کی دولت سے مشرف کیا اور ہدایت کا تاج مرحمت فرمایا اس مبارک دین کے طفیل اور اس مبارک دن جمعہ کے دن کے صدقہ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ بال بچوں کے اخراجات کا غم میرے دل سے نکال دے چونکہ کئی روز کے فاقہ کی وجہ سے ان کے پاس خالی ہاتھ جانے سے حیاء مانع ہے اور ان کے نومسلم ہونے کی وجہ سے ان کے چال کے بدلنے کا اندیشہ ہے اس دعاء کی برکت سے اس کے غائبانہ میں ایک شخص اس کے کمرہ میں آیا اور دستک دی کمرہ سے عورت نکلی تو دیکھا ایک نوجوان حسین وجمیل ہاتھ میں سونے کا طباق لئے ہے جو دینار سے بھرا ہوا ہے اور

رومال سے چھپا رکھا ہے اس نوجوان نے عورت سے کہا اس طباق کو لے لو اور جب تمہارا شوہر آئے گا تو اس سے کہہ دینا یہ اس کے دو دن کام کی مزدوری ہے اور اگر مزید کام کرے گا تو مزید اجرت ملے گی عورت نے طباق لے کر جو گننا شروع کیا تو ایک ہزار دینار نکلے عورت ایک دینار لے کر ایک نصرانی صراف کے یہاں گئی صرّاف نے دینار وزن کیا تو مثقال سے زیادہ نکلا اس کے بعد اس نے نقش و مہر پر جو نظر ڈالی تو وہ سمجھ گیا یہ دنیاوی دینار نہیں یہ اخروی دینار ہے آخرت کا ہدیہ ہے۔

صراف کا برادر خورد کی بیوی سے گفتگو

صرّاف نے عورت سے پوچھا کہ یہ دینار تم کو کہاں سے ملا ہے؟ اس نے پورا قصہ سنایا صراف نے عورت سے کہا مجھ پر اسلام پیش کرو چنانچہ اس عورت نے اسلام پیش کیا اور صراف نے قبول کیا اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد صرّاف نے اپنے پاس سے ایک ہزار درہم اس عورت کو ہدیہ دیا اور کہا اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کرنا اور جب ختم ہو جائے گا تو مجھ کو اطلاع دینا عورت نے پیسے لئے سامان خریدا اور کھانا تیار کیا۔ ادھر شوہر کو اس واقعہ کی کوئی اطلاع نہیں اس نے مغرب کی نماز ادا کی گھر آنے کا ارادہ کیا تو خالی ہاتھ گھر آتے ہوئے اس کو حیاء آئی اس نے اپنا رومال بچھا دیا اور دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد اس نے اپنا رومال مٹی سے بھر لیا اور یہ سوچتا ہوا گھر کی طرف چل پڑا کہ اگر بیوی نے کہا کہ آج بھی کچھ لے کر نہیں آئے تو اس کی تسلی کے لئے یہ کہہ دوں گا یہ آٹا

ہے مزدوری میں ملا ہے۔لیکن جب بچوں کے پاس پہنچا تو دیکھا دستر خوان لگا ہوا ہے اور کھانے کی خوشبو آرہی ہے نوجوان نے رومال دروازہ کے پاس رکھ دیا تا کہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو اس کے بعد بچوں کی خیریت معلوم کی اور کھانے پینے کے سامان کے بارے میں پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ بیوی نے پورا قصہ سنایا اس پر شوہر نے شکرانہ کی نماز ادا کی اتنے میں بیوی نے رومال دیکھ لیا بیوی نے نماز کے بعد شوہر سے پوچھا رومال میں کیا لے کر آئے ہیں شوہر نے کہا اس کے بارے میں نہ پوچھو اس کے بعد شوہر رومال کی طرف بڑھا تا کہ کھول کر مٹی پھینک دے تو دیکھتا کیا ہے وہ مٹی اللہ پاک کے حکم سے آٹا بن چکی ہے یہ ماجرا دیکھ کر شوہر نے دوبارہ شکرانہ کی نماز ادا کی اور اللہ پاک کی عبادت میں پھر مصروف رہا تا آنکہ ایمان وعبادت پر جان بحق ہو گیا۔

فائدہ: سبحان اللہ خدائے پاک کسی بندے کی عبادت کو ضائع نہیں کرتا البتہ کچھ دنوں امتحان ضرور لیتا ہے اسی طرح کسی سالک کی ریاضت ومجاہدہ کو ضائع نہیں کرتا اگر سالک جملہ اغیار حتی کہ اپنی نفی کے ساتھ راہ سلوک طے کرتا رہتا ہے تو ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ وہ سیر فی اللہ سیر باللہ اور وصول کی حلاوت سے شادکام ہوتا ہے اس لئے کسی مقام پر پہنچ کر سالک کو تھکنا نہیں چاہئے۔

بلند ہمتی ہو تو ایسی

خلیفہ منصور کے پاس ملاقات کے لئے ایک دن امیر عمارہ بن حمزہ آئے خلیفہ

منصور نے ان کا اکرام کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔ ان دنوں خلیفہ منصور رعایا کے مظالم کو سن کر فریاد رسی کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور بلند آواز سے بولا امیر المؤمنین میں مظلوم ہوں خلیفہ منصور نے اس سے پوچھا کس نے تم پر ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا عمارہ بن حمزہ نے جو آپ کے قریب بیٹھا ہوا ہے اس نے میری زمین اور میرا باغ اور گھر کا ساز وسامان لے لیا ہے۔

یہ سننے کے بعد خلیفہ منصور نے عمارہ بن حمزہ سے کہا میرے پاس سے اٹھو اور اپنے فریق کے پاس بیٹھو اور اس کا جواب دو۔

عمارہ بن حمزہ نے کہا امیر المؤمنین اگر میری زمین اس کی ہے جیسا کہ وہ دعوی کر رہا ہے تو میں اس سلسلہ میں اس سے کوئی جھگڑا مول لینا نہیں چاہتا اور اگر وہ زمین میری ہے پھر بھی اس کے اس دعوی کے بعد میں اس کو ہبہ کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ کی اس قربت کو داغدار نہیں ہونے دوں گا کہ آپ نے اپنے پاس بیٹھا کر میرا اکرام فرمایا۔

مجلس میں جو بڑے حضرات موجود تھے وہ عمارہ بن حمزہ کی اس رواداری اور بلند ہمتی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

فائدہ: بڑوں کی صحبت میں رہنے والوں کا مزاج اور لوگوں سے معاملہ ایسا ہی ہونا چاہئے ورنہ پھر بڑوں کا دامن داغدار ہوتا ہے اور نسبت خراب ہوتی ہے۔

صدقہ کی برکت

حضرت علیؓ کے مکان پر پانچ نفر تھے (۱) حضرت علی (۲) حضرت فاطمہ

(۳) حضرت حسن (۴) حضرت حسین (۵) خادم۔

اوران پانچوں پر تین دن سے فاقہ تھا مجبور ہوکر حضرت فاطمہؓ نے اپنا ازار (شلوار) حضرت علیؓ کے حوالہ کیا تا کہ اس کو فروخت کر کے فاقہ ختم کیا جا سکے، حضرت علیؓ نے اس ازار کو چھ درہم میں فروخت کیا اور سارے دراہم فقراء ومساکین پر خرچ کر دیئے۔

تھوڑی ہی دیر میں حضرت جبرئیل نے انسان کی شکل میں حضرت علی سے ملاقات کی اوران کے پاس جنت کی ایک اونٹنی تھی انہوں نے حضرت علی سے کہا اے ابوالحسن یہ اونٹنی مجھ سے خرید لو حضرت علیؓ نے کہا اس کی قیمت میرے پاس نہیں ہے، حضرت جبرئیل نے کہا ادھار لے لو حضرت علیؓ نے پوچھا کتنے میں بیچو گے تو اس شخص نے کہا سو درہم میں حضرت علیؓ نے ادھار سو درہم میں اونٹنی خرید لی اور اس کی لگام پکڑ کر تھوڑا سا آگے بڑھے کہ حضرت میکائیل ایک اعرابی بدو کی شکل میں ملے انہوں نے اونٹنی دیکھ کر کہا اے ابوالحسن کیا یہ اونٹنی بیچو گے؟ حضرت علی نے کہا ہاں، اعرابی نے پوچھا کتنے میں خریدا ہے حضرت علی نے فرمایا سو درہم میں، اعرابی نے کہا میں ساٹھ درہم زیادہ دے کر ایک سو ساٹھ درہم میں خریدنا چاہتا ہوں حضرت علی نے کہا لے لو اس اعرابی نے ایک سو ساٹھ درہم دے کر اونٹنی خرید لی اور لے کر چلا گیا۔

اتنے میں پہلا شخص حاضر ہو گیا اس نے حضرت علی سے پوچھا ابوالحسن اونٹنی بیچ دی حضرت علی نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا پھر میرے پیسے دیدو چنانچہ حضرت علی نے سو درہم دیدیئے اس کے بعد ساٹھ درہم نفع کا حضرت علی کے پاس بچ گیا اس کو لے کر

حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے اور وہ ساٹھ دراہم ان کے سامنے رکھ دیئے۔

حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا یہ کہاں سے لائے؟ حضرت علی نے کہا میں نے چھ دراہم میں اللہ کے ساتھ بزنس کیا ہے اللہ نے ایک درہم کے بدلہ دس دراہم مجھ کو دیئے اور پورا قصہ بتلا دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ آقا ﷺ کے پاس آئے اور پورا واقعہ بتلایا آقا نے فرمایا علی وہ پہلا شخص جس نے سو درہم میں اونٹنی تم سے فروخت کیا وہ جبرئیل تھے اور جس نے ایک سو ساٹھ درہم میں تم سے اونٹنی خریدی وہ میکائیل تھے اور وہ اونٹنی فاطمہ کی سواری تھی جو اس کو قیامت کے دن ملے گی۔

اس کے بعد آقا ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا، علی تم کو تین چیزیں ایسی ملی ہیں جو تمہارے علاوہ کسی اور کو نہیں ملیں (۱) تم کو بیوی ایسی ملی ہے جو جنت کی عورتوں کی سردار ہے (۲) تم کو دو بچے ایسے ملے ہیں جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں (۳) تم کو خسر ایسا ملا ہے جو سارے نبیوں کا سردار ہے۔

لہذا اس پر تم اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کرم پر اس کی حمد وثناء کرو۔

فائدہ: اس میں شک نہیں صدقہ ہر حال میں بے پناہ نفع بخش ہے ایک فرشتہ روزانہ اعلان کرتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما اور بخل کرنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔ جو کچھ آپ نے پڑھا یہ سب صدقہ کی برکت ہے صدقہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں، مشکلات میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے جب کوئی بیماری، پریشانی آئے تو صدقہ کرنا نہ بھولیں۔

ایصال ثواب کی برکت

حضرت ابوقلابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں ایک قبرستان دیکھا اس قبرستان میں جتنے مردے دفن تھے ان سب کی قبریں کھلی ہوئی تھیں اور مردے قبروں سے باہر قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے نور کا ایک طباق تھا انہی کے درمیان ایک ایسا بھی مردہ تھا جو نور کے طباق سے محروم تھا حضرت ابوقلابہ نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی؟

اس نے کہا یہ جتنے نور والے ہیں ان کے بچے دوست احباب ان کے لئے دعاء کرتے رہتے ہیں، صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں یہ اس کی برکت ہے۔

میرا بھی ایک لڑکا ہے لیکن وہ بہت بددین ہے میرا اس کو کوئی خیال نہیں ہے نہ میرے لئے دعاء کرتا ہے نہ صدقہ خیرات کرتا ہے اس لئے میں اس نور سے محروم ہوں بلکہ مجھے اپنے پڑوسیوں کا حال دیکھ کر اپنے اوپر ندامت ہوتی ہے اور شرمندہ ہوتا ہوں، جب صبح ہوئی حضرت ابوقلابہ نے اس کے لڑکے کو بلایا اور پورا خواب بتلایا لڑکے نے حضرت ابوقلابہ کے سامنے توبہ کی اور پرانے احوال کی طرف نہ لوٹنے کا عہد کیا اور اللہ کی فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد اس نے اپنے باپ کے لئے دعاء کرنا شروع کیا اور صدقہ خیرات دینا شروع کر دیا کچھ دنوں کے بعد خواب میں پھر وہی حال دیکھا لیکن اس

مرتبہ اس لڑکے کے باپ کے سامنے سورج سے زیادہ روشن نور کا طباق دیکھا اس شخص نے حضرت ابوقلابہ کو جزاک اللہ کہا اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی برکت سے بچے نے مجھے یاد کیا اور اس کی برکت سے میں نیران (آگ) سے بچ گیا اور جیران (ہمسایوں) کے درمیان ندامت وشرمندگی سے بچ گیا۔

فائدہ: ایصال ثواب، مردوں کے لئے دعاء مغفرت، صدقہ خیرات نافع ہے اور اس کا فائدہ مردوں کو پہنچتا ہے۔ کچھ لوگ لاکھ اس کا انکار کریں لیکن اس کی ضرورت، افادیت، اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لوگوں کو چاہئے کہ دلائل میں نہ الجھیں بلکہ اپنے آباء واجداد کو توشہ بھیجتے رہیں یہ دنیا ادلے بدلے کی ہے اگر ہم اپنے پیش رو کو یاد رکھیں گے تو ہمارے بعد والے ہمیں یاد رکھیں گے ورنہ ہم بھی بھول بھلیا بن جائیں گے۔

اور خصوصاً بچوں کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کو فراموش نہ کریں ان کو یاد رکھیں تاکہ ان کے بچے ان کو یاد رکھیں۔

باپ کی خدمت کا صلہ

حضرت اویس یمنی سے مروی ہے کہ ایک صاحب کے چار لڑکے تھے باپ بیمار ہوگیا تو ان چاروں لڑکوں میں سے ایک نے باقی سب سے کہا ابا اس وقت بیمار ہیں خدمت کی ضرورت ہے یا تو تم لوگ ان کی خدمت کرو یا میں کرتا ہوں لیکن ایک

شرط کے ساتھ وہ یہ کہ جو خدمت کرے گا اس کو باپ کی میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا سب نے یہ شرط سن کر ہاتھ اونچا کر دیا اس کے بعد یہ سعادت اس کے حصہ میں آ گئی اس نے شرط کے مطابق خدمت شروع کر دی۔

خدمت گزار لڑکے کا خواب

اب اس کی برکت دیکھئے ایک دن خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے، فلاں جگہ آ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے جاؤ لیکن اس میں برکت نہیں ہوگی۔ صبح کے وقت یہ خواب اپنی بیوی کو بتلایا تو عورتیں چونکہ مال و دولت کی حریص ہوتی ہیں فوراً کہا جا کر لے آؤ لیکن لڑکا سمجھدار تھا وہ نہیں گیا۔ دوبارہ پھر وہی خواب دیکھا لیکن اس مرتبہ کہنے والے نے کہا بیس دینار لے آؤ لیکن اس میں برکت نہیں ہوگی۔

صبح ہو کر اس نے پھر بیوی سے خواب بتلایا اور اس سے مشورہ کیا اس نے اپنے شوہر کو بہت ورغلایا کہ مفت میں مل رہا ہے تو جا کر لاتے کیوں نہیں، اس بار بھی لڑکا نہیں گیا۔

تیسری مرتبہ پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، فلاں جگہ آ جاؤ اور وہاں سے ایک دینار لے لو لیکن یہ برکت والا ہے۔

جب لڑکے نے برکت کا لفظ سنا تب گیا اور اس جگہ سے ایک دینار لے کر آیا۔

جب وہاں سے ایک دینار لے کر نکلا تو راستہ میں ایک شخص ملا جو مچھلی بیچ رہا تھا اس نے پوچھا کیا قیمت ہے اس نے کہا ایک دینار۔

مچھلی کے پیٹ سے موتی کا نکلنا

اس شخص نے ایک دینار دے کر دونوں مچھلیاں خرید لیں اور لے کر گھر آیا جب ان مچھلیوں کا پیٹ چاق کیا تو دونوں کے پیٹ سے گوہر یکتا یعنی نایاب موتی نکلا موتی دیکھ کر حیران ہو گیا اس کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے اس کے بدلہ بہت سارا درہم و دینار اس کو دیا اور بادشاہ نے کہا جاؤ اپنی بہن کو لے کر آؤ اور یہ سارا مال اس کو دیدو اور اس کے بدلہ میں تم کو ابھی اتنا اتنا مال دوں گا، چنانچہ بہن کو لے کر آیا بادشاہ نے حسب وعدہ بہت سارا مال اس کو دیا۔

اس طرح باپ کی خدمت کی بے پناہ برکت مال کی شکل میں اس کو حاصل ہوئی۔

فائدہ: ماں باپ کی خدمت نہ دنیا میں رائگاں ہوتی ہے نہ آخرت میں جنہوں نے بھی اس کو سمجھا اور ماں باپ کی خدمت سے وابستہ رہے اور ان کی خدمت واطاعت سے جڑے رہے ان کی دنیا وآخرت دونوں بنی اور جنہوں نے اعراض کیا روگردانی کی ماں باپ کو تڑپایا ایسے لوگ دنیا سے تڑپ تڑپ کر گئے۔

اور ان کی دنیا وآخرت دونوں تباہ ہوئی۔

ماں کا احترام ہو تو ایسا ہو

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن زبور کی تلاوت کی جس کی وجہ سے آپ کا دل بہت نرم ہو گیا اس کی وجہ سے آپ کو خیال ہوا کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت گزار کوئی اور نہیں اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی اے داؤد فلاں پہاڑ پر جاؤ اور دیکھو ایک کاشتکار شخص سات سو سال سے میری عبادت میں کس طرح مصروف ہے اور اپنے ایک گناہ کی کس طرح مسلسل معذرت کر رہا ہے، جبکہ میرے نزدیک وہ گناہ نہیں ہے، ایک روز وہ کاشتکار اپنے کچے مکان کی چھت پر چڑھ کر چلا اس کی والدہ نیچے کمرہ میں تھیں اس کو خیال ہوا کہ میرے چلنے کی وجہ سے چھت کی مٹی جھڑ کر والدہ کے بدن پر گری ہے اس کو گناہ سمجھ کر سات سو سال ہوئے اس کی معافی مانگتے ہوئے لہذا تم اس کے پاس جاؤ وہ تم سے زیادہ عبادت گزار ہے اور معافی کی بشارت دیدو۔

حضرت داؤد کا پہاڑ پر جانا

چنانچہ حسب حکم حضرت داؤد پہاڑ پر گئے وہاں پہنچ کر بہت کمزور شخص کو دیکھا کثرت عبادت کی وجہ سے بدن سوکھ گیا تھا صرف ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ جب

حضرت داؤد علیہ السلام وہاں پہنچے تو وہ نماز میں مصروف تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت داؤد نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت داؤد نے بتلایا میں داؤد ہوں اس بوڑھے شخص نے کہا اگر مجھے پہلے سے یہ خبر ہوتی کہ آپ داؤد ہیں تو میں سلام کا جواب نہ دیتا۔ چونکہ آپ نے میری لغزش کو معاف کرانے میں میری مدد نہیں کی مجھ سے ایک لغزش ہوگئی جس کی تلافی کے لئے میں پہاڑ پر آکر سات سو سال سے معافی مانگ رہا ہوں وہ یہ کہ ایک روز میں مکان کی چھت پر چڑھا والدہ نیچے حجرہ میں تھیں میرے چلنے کی وجہ سے چھت کی کچھ مٹی ان پر گری یہ وہ گناہ ہے جس کی معافی چاہتے ہوئے سات سو سال گذر گئے ہیں مجھے نہیں معلوم میری ماں مجھ سے راضی ہے یا ناراض یہ سمجھ کر میں اللہ سے معافی مانگ رہا ہوں کہ میری ماں مجھ سے ناراض ہے تاکہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے، اس گناہ پر مجھ کو اتنا ڈر لگا رہتا ہے کہ میرے لئے کھانا پینا حتی کہ عبادت کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ میری ماں مجھ سے راضی ہو جائے۔

حضرت داؤد کی ملاقات اور گفتگو

یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو یہ خوش خبری سنادوں کہ اللہ نے تم کو معاف کر دیا ہے اور وہ تم سے راضی ہے اور تمہاری والدہ دنیا سے جا چکی ہیں اور خوش ہو کر گئیں۔ اور جس چھت پر تم چلے

تھے اس وقت اس حجرہ میں تمہاری والدہ نہیں تھیں۔ اور ان کے بدن پر مٹی نہیں گری۔ جب بڑے میاں نے یہ خوش خبری سنی تو قسم کھا کر کہا اب اس کے بعد زندہ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں اور سجدہ میں گئے اور کہا اے اللہ اب مجھ کو اپنے پاس بلا لے چنانچہ سجدہ کی حالت میں اسی وقت اللہ نے بلا لیا۔ اللہ پاک ان پر رحم فرمائے۔

فائدہ: ماں کے احترام کا حال آپ نے پڑھا ایسے تھے ہمارے اسلاف جو ماں کا اس درجہ خیال رکھتے تھے آج اخلاف کا حال یہ ہے کہ بوڑھی ماں کو صبح وشام رلانا دکھ پہنچانا، صدمہ وغم دینا شیوہ اور وطیرہ بن گیا ہے۔ آج ہر بوڑھی ماں اپنے بچوں کے ناروا سلوک سے تنگ ہے اور مظلومیت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے، ماں کو ڈانٹ دینا، نافرمانی کرنا، خدمت نہ کرنا، پریشان کرنا، رونے پر مجبور کر دینا ہر نوجوان بچے کا معمول بن گیا ہے اس کا نتیجہ بھی نوجوانوں کے سامنے ہے کاش سمجھ میں آجائے۔

ماں کی بددعاء کا اثر

حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ کچھ لوگ سفر میں جارہے تھے دوران سفر ایک بیابان میں قیام کرنا پڑا تو رات میں لگاتار گدھے کی آواز آتی رہی جس کی وجہ سے وہ لوگ خائف ہو گئے اور پوری رات جاگ کر گزاری اسی دوران خیال آیا کہ چل کر دیکھنا چاہئے یہ آواز کہاں سے آرہی ہے اچانک ان کی نظر ایک چھوٹے سے خیمہ پر پڑی جو بالوں سے کمرہ نما بنا ہوا تھا اور اس میں ایک بوڑھیا انتہائی کمزور خستہ حال

رہائش پذیر تھی قافلہ والوں نے اس سے پوچھا ہم لوگ مسلسل یہاں گدھے کی آواز سن رہے ہیں جس نے ہماری نیند اڑا دی ہے لیکن تمہارے پاس کوئی گدھا نہیں دکھائی دے رہا ہے آخر ماجرا کیا ہے یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔

بوڑھی ماں کا واقعہ

بوڑھیا نے ان لوگوں سے جو حیران کن بات کہی وہ ہوش اڑا دینے والی ہے اس نے کہا یہ آواز جو تم سن رہے ہو وہ میرے لڑکے کی ہے، میرا لڑکا مجھ کو بات بات پر حمارہ (گدھی) کہا کرتا تھا جب بلاتا تو گدھی کہہ کر بلاتا جب دھتکارتا تو گدھی کہہ کر دھتکارتا تنگ آکر میں نے ایک دن اللہ سے کہا اے اللہ تو اس کو گدھا بنا دے اس بددعاء کا اثر ہے کہ روزانہ رات میں شام سے صبح تک گدھے کی آواز اس سے نکلتی ہے۔

قافلہ والے یہ سن کر حیران ہو گئے بوڑھی ماں سے کہا ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم بھی اس کو دیکھ لیں جب بوڑھی ماں کے ساتھ اس کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ قبر میں مرا ہوا پڑا ہے پورا بدن انسان کی طرح ہے لیکن اس کی گردن گدھے کی طرح ہے اور قبر سے گدھے کی آواز آرہی ہے (اعاذنا اللہ منہ)۔

فائدہ: میرے عزیز ولرزنے کا مقام ہے ماں کی دعاء مستجاب ہوتی ہے ماں کے ساتھ بہت سنبھل کر رہنے کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے ساتھ آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائے اور آپ کو احساس بھی نہ ہو آپ چراغ خانہ کے ساتھ

مست ہوں اور ماں کی آہ آپ کے آشیانہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہو۔ اس لئے بہت ہوش گوش کے ساتھ زندگی گزارنے کی ضرورت ہے اور ماں کی دل آزاری سے گریز کرنے کی ضرورت ہے اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ اور ماں کی آہ سے بچائے آمین ثم آمین۔

مال حرام کی نحوست

حضرت بایزید بسطامی جو اونچے بزرگوں میں سے ہیں ان کا واقعہ ہے کہ انہوں نے سالہا سال اللہ کی عبادت کی لیکن اس کی حلاوت چاشنی لذت جو ملنی چاہئے اس سے محروم رہے تو ان کو فکر ہوئی امی کے پاس گئے اور ماں سے کہا امی اتنے دن ہو گئے عبادت کرتے کرتے لیکن اس کی حلاوت ولذت سے محروم ہوں کیا بات ہے ذرا آپ یاد کیجئے جب میں آپ کے پیٹ میں تھا یا دودھ پی رہا تھا اس وقت کہیں آپ نے کوئی حرام لقمہ تو منہ میں نہیں ڈالا تھا والدہ نے بہت غور وفکر کرنے کے بعد کہا بیٹا جب تم میرے پیٹ میں تھے ایک دن مکان کے چھت پر چڑھی تو ایک مرتبان رکھا ہوا تھا اس میں پنیر تھی میرا دل چاہا بغیر اجازت کے ایک ٹکڑا لے کر کھا گئی تھی۔

حضرت بایزید بسطامی کا ماں سے سوال اور ماں کا جواب

حضرت بایزید بسطامی نے کہا بس یہی بات ہے اسی وجہ سے عبادت کی

لذت نہیں مل پارہی ہے امی آپ میرے ساتھ اس کے مالک کے پاس چلیں اور ان سے پورا واقعہ بتلا کر معذرت کرلیں چنانچہ امی ان کے پاس گئیں اور ان کو پورا واقعہ بتلایا انہوں نے اس کو حلال قرار دیدیا اور کہا کوئی بات نہیں جایئے اس کے بعد سے عبادت میں لذت حاصل ہونے لگی۔

فائدہ: ایک ٹکڑا پنیر نے سالوں سال کی عبادت کی حلاوت چھین لی اب ذرا وہ حضرات غور فرمائیں جن کی پوری زندگی حرام کمائی میں گذر رہی ہو جو بہنوں کا حق دبا کے بیٹھے ہوں، جو رشوت، غصب، سود کے پیسے کو ہی اصل کمائی سمجھتے ہوں ان کا کیا حال ہوگا اسی لئے یہ عبادت ہی سے محروم کردیئے جاتے ہیں اور ان کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس حرمان کی وجہ کیا ہے۔ فیاللعجب۔

تقوی ہو تو ایسا ہو

حضرت امام ابوحنیفہ جہاں بہت بڑے فقیہ اور عابد وزاہد تھے وہیں بہت بڑے تاجر بھی تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کپڑے کے تاجر تھے اور بصرہ کے ایک شخص کے ساتھ پارٹنرشپ میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ایک بار حضرت امام ابوحنیفہ نے اپنے پارٹنر کے پاس ریشم کے کپڑے ستر (۷۰) تھان بھیجے اور ایک رقعہ بھی بھیجا کہ فلاں تھان میں فلاں عیب ہے لہذا جب بیچنا تو خریدار کو وہ عیب بتلا دینا۔

پارٹنر نے تیس (۳۰) ہزار درہم میں وہ کپڑا فروخت کر دیا اور دراہم لے کر حضرت امام صاحب کے پاس آیا امام صاحب نے پوچھا کپڑے کا عیب بتلا دیا تھا پارٹنر نے کہا میں بھول گیا امام صاحب نے پوری رقم یعنی تیس ہزار دراہم صدقہ کر دیئے۔

فائدہ: سبحان اللہ اس کو تقوی کہتے ہیں اور ہمارے اسلاف کا تقوی ایسا تھا لیکن آج اپنے کو اسلاف کے تابع کہنے والوں کی زندگیاں ان چیزوں سے خالی ہو چکی ہیں۔ آج کا ہر تاجر پریشان ہے اس لئے کہ ان کی تجارت سے تقوی، تدین نکل چکا ہے، خیانت، غش، ناپ تول میں کمی اس کی جگہ آ گئی ہے تو کہاں سے برکت آئے گی، اس لئے آج ہر تاجر پریشان ہے۔

اولاد کی برکت

ایک قاضی صاحب تھے ان کا انتقال ہو گیا ان کی اہلیہ امید سے تھیں اللہ پاک نے لڑکا دیا جب لڑکا مکتب میں جانے کے لائق ہوا تو اس کی والدہ نے اس کو مکتب میں پڑھنے کے لئے بھیجا استاذ نے بچہ کی بسم اللہ کرائی اور اس کو بسم اللہ کی تلقین کیا بچہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اللہ پاک نے بچہ کے بسم اللہ پڑھنے کی برکت سے والد محترم یعنی قاضی صاحب سے عذاب کو اٹھا لیا اور اللہ نے حضرت جبرئیل سے کہا اے جبرئیل ہمیں یہ زیب نہیں دیتا جس کا بیٹا ہمارے ذکر اور ہماری یاد میں مشغول ہو اس کا باپ عذاب میں ہو لہذا تم قاضی کے پاس جاؤ اور اس کے لڑکے کی مبارکباد

اس کو پیش کردو چنانچہ حضرت جبرئیل قاضی صاحب کے پاس گئے اور لڑکے کی مبارکباد پیش کی۔

فائدہ: اس میں شک نہیں اولاد ماں باپ کے لئے معاش کے ساتھ معاد بھی ہوتے ہیں جہاں والدین بچوں کے لئے سراپا رحمت ہوتے ہیں جس کا احساس بچوں کو بھی ہونا چاہئے اسی طرح بچے بھی والدین کے لئے رحمت بنتے ہیں لیکن بچوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے اور والدین کے معاد کو خراب نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت حاتم اصم کا ایک یہودی سے مکالمہ

حضرت حاتم اصم ایک بار بغداد تشریف لائے تو ان کو لوگوں نے بتلایا یہاں ایک یہودی ہے جس نے یہاں کے علماء کو تنگ کر رکھا ہے حضرت حاتم اصم نے فرمایا بلاؤ میں بات کرتا ہوں چنانچہ جب وہ آیا تو اس نے سوالات شروع کئے۔

(۱) وہ کونسی چیز ہے جس کو اللہ نہیں جانتا۔

(۲) وہ کونسی چیز ہے جو اللہ کے پاس نہیں ہے۔

(۳) وہ کونسی چیز ہے جو اللہ کے خزانہ میں نہیں ہے۔

(۴) وہ کونسی چیز ہے جس کا سوال اللہ بندوں سے کرتا ہے۔

(۵) وہ کونسی چیز ہے جس کو اللہ باندھتا ہے۔

(۶) وہ کونسی چیز ہے جس کو اللہ ہی کھولتا ہے۔

حضرت حاتم نے یہودی سے کہا اگر میں ان سوالات کے جوابات تم کو بتلا دوں تو تم اسلام قبول کرلوگے، یہودی نے کہاہاں۔

اس کے بعد حضرت حاتم اصم نے جواب شروع کیا فرمایا:

(۱) وہ چیز جس کو اللہ نہیں جانتا وہ اس کا شریک اور لڑکا ہے جس کو لوگ اللہ کا شریک اور لڑکا کہتے ہیں وہ نہ اس کا شریک ہے نہ لڑکا ہے۔

(۲) اور وہ چیز جو اللہ کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہے اللہ نے خود فرمایا ہے "**إن الله لا يظلم الناس شيئاً**"۔

(۳) جو چیز اللہ کے خزانہ میں نہیں ہے وہ فقر ہے اللہ نے خود فرمایا ہے "**الله الغنى وأنتم الفقراء**"۔

(۴) وہ چیز جس کا سوال اللہ بندوں سے کرتا ہے وہ قرض ہے اللہ نے خود فرمایا ہے: "**من ذا الذى يقرض الله قرضاً حسناً**"۔

(۵) وہ چیز جس کو اللہ خود باندھتا ہے وہ کفار کا زُنّار ہے۔

(۶) وہ چیز جس کو اللہ ہی کھولتا ہے وہ وہی زنار ہے۔

یہ جواب سن کر یہودی نے اسلام قبول کرلیا۔

فائدہ: علماء وعارفین وسالکین کی ضرورت ہمیشہ لوگوں کو رہی ہے اور انہی علماء اور اولیاء نے ہمیشہ ضلالت وگمراہی کی کمر توڑی ہے لہذا ان کی قدر کرنی چاہئے اور ان کا جو مقام ہے لوگوں کو اس پر ان کو بٹھانا چاہئے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوتے رہنا چاہئے، اور ان کو اسلام کا قیمتی سرمایہ سمجھ کر اس کی حفاظت کرنا چاہئے۔

لرزنے کا مقام ہے

حضرت بایزید بسطامی بڑے اولیاء میں سے ہیں ایک دن حجرہ سے روتے ہوئے نکلے متعلقین ومتوسلین نے گریہ کی وجہ دریافت کی تو حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن جب لوگ حساب وکتاب پوری زندگی کا دے رہے ہوں گے ایک ایسا شخص بھی ہوگا جو رب کے حضور دعوی پیش کرے گا اے رب میں پیشہ کا قصائی تھا جانور ذبح کر کے اس کا گوشت فروخت کیا کرتا تھا یہ شخص آیا اس نے مجھ سے گوشت کی قیمت معلوم کی اور اپنی انگلی میرے گوشت پر رکھا جس کا نشان گوشت پر پڑ گیا اور بغیر گوشت خریدے چلا گیا۔ آج میں اس کا دعوی آپ کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں میرے گوشت پر اس کی انگلی کے نشانات جو پڑے اس کا بدلہ مجھ کو چاہئے۔

اللہ پاک کا حکم ہوگا کہ اس کے حق کے بقدر اس کی نیکیوں میں سے اس کو دیدی جائے، اور قصاب کی نیکیوں میں صرف ایک ذرہ کی کمی تھی جو پوری ہوجائے گی اور وہ جنت میں چلا جائے گا۔

اور اس کے فریق کے نیکیوں سے ایک ذرہ کم ہوجانے کی وجہ سے وہ جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت بایزید بسطامی رو کر کہنے لگے جہاں اتنی باریک بینی سے

حساب ہوگا نہ معلوم اس دن میرا کیا حال ہوگا۔

فائدہ: ڈرنے کا مقام ہے اور خود احتسابی کے ساتھ زندگی گزارنے کی ضرورت ہے پتہ نہیں کس گناہ کو ہم نے ہلکا سمجھ کر کرلیا ہو اور وہی چھوٹا گناہ قیامت کے دن بڑے عذاب کا ذریعہ بن جائے اس لئے پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت

حضرت ابراہیم بن ادہم اونچے بزرگوں میں سے ہیں ایک زمانہ میں بلخ کے بادشاہ تھے لیکن بادشاہت چھوڑ کر درویشی اختیار کی تھی۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں انہوں نے ایک صاحب سے کھجور خریدا اچانک ان کی نظر اپنے پاؤں پر گئی تو دیکھا پاؤں کے پاس دو کھجوریں پڑی ہوئی ہیں انہوں نے یہ سمجھ کر اس کو اٹھا کر کھالیا کہ میں نے جو کھجوریں خریدی ہیں انہی میں سے یہ گر گئی ہیں اس کے بعد ان کا سفر بیت المقدس کا ہوگیا وہاں پہنچ کر قبۃ الصخرہ یعنی پتھر کے گنبد میں تشریف لے گئے اور اس میں تنہائی میں عبادت میں مصروف ہوگئے۔ اس وقت اس کا دستور یہ تھا کہ روزانہ عصر کے بعد سے پوری رات کے لئے وہ گنبد فرشتوں کے لئے خالی کردیا جاتا تھا چنانچہ وقت ہونے پر گنبد کو انسانوں سے خالی کرالیا گیا۔

قبۃ الصخرہ میں ابراہیم بن ادہم کی موجودگی اور فرشتوں کی گفتگو

لیکن حضرت ابراہیم ایک گوشہ میں چھپ گئے اُدھر فرشتوں کے آنے کا وقت ہوگیا فرشتے آ گئے۔ فرشتے کہنے لگے لگتا ہے آج اس گنبد میں کوئی انسان موجود ہے تو انہی فرشتوں میں سے ایک نے کہا ہاں ابراہیم بن ادہم ہیں جو خراسان کے عبادت گزاروں میں سے ہیں دوسرے فرشتے نے کہا ہاں، تب دوسرے فرشتے نے کہا روزانہ ان کا مقبول عمل آسمان پر جاتا ہے تو ایک فرشتہ بولا جاتا تھا لیکن ابھی ایک سال سے موقوف ہے نہیں جا رہا ہے اور ایک سال سے ان کی کوئی دعاء بھی قبول نہیں ہو رہی ہے اور یہ سب کچھ ان دو کھجوروں کی وجہ سے ہوا جس کو انہوں نے مکہ میں اپنے پاؤں کے پاس سے اٹھا کر کھا لیا تھا۔

اس مکالمہ کے بعد فرشتے صبح تک اپنی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت ابراہیم کے پاؤں کے نیچے زمین اس مکالمہ کو سننے کے بعد کھسک گئی صبح کو معمول کے مطابق خادم آئے اور انہوں نے قبہ کا دروازہ کھولا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی مکہ واپسی

حضرت ابراہیم بن ادہم دروازہ کھولتے ہی فوراً قبہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی راہ

لی وہاں پہنچ کر کھجور کی دکان پر گئے تو دیکھا ایک نوجوان دوکان پر بیٹھ کر کھجور بیچ رہا ہے حضرت ابراہیم بن ادہم نے اس سے پوچھا ایک سال پہلے اس دوکان پر ایک بڑے میاں تھے وہ کہاں گئے اس نوجوان نے کہا وہ میرے والد تھے ان کا انتقال ہو گیا۔

تب حضرت ابراہیم بن ادہم نے اس سے پورا واقعہ بتلایا اس نوجوان نے کہا میں اپنے حصہ کو آپ کے لئے حلال بناتا ہوں ہاں البتہ میری ایک بہن اور ماں ہے، حضرت ابراہیم نے پوچھا وہ دونوں کہاں ہیں نوجوان نے کہا وہ دونوں گھر ہیں۔ حضرت ابراہیم اس کے گھر گئے اور دستک دی تو ایک بوڑھیا لکڑی کے سہارے باہر نکلی حضرت ابراہیم نے سلام کیا بوڑھیا نے سلام کا جواب دیا پھر پوچھا کیسے آنا ہوا حضرت ابراہیم نے پورا واقعہ ان کو سنایا اس کے بعد بڑھیا نے بھی کہا میرا حصہ تمہارے لئے حلال ہے پھر بچی کو بلایا اس نے بھی اپنا حصہ معاف کر دیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی دوبارہ بیت المقدس حاضری

اس کے بعد حضرت ابراہیم پھر بیت المقدس آئے اور قبہ میں تشریف لے گئے اور شام کے وقت پھر چھپ گئے رات میں حسب معمول فرشتے قبہ میں آئے اور ان کا پھر مکالمہ شروع ہوا کہ یہی ابراہیم ہیں جن کے اعمال ایک سال سے موقوف تھے اور دعاء قبول نہیں ہو رہی تھی لیکن جب سے انہوں نے ان دو کھجوروں کو صاحب حق سے معاف کروالیا ہے ان کے اعمال آسمان پر جانے لگے اور ان کی دعاء بھی قبول

ہونے لگی ہے۔

فرشتوں کی آج کی یہ گفتگو سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم جھوم گئے اور مارے خوشی کے رو پڑے۔

اور اس کے بعد سات دن کے بعد افطار کرتے تھے مگر مکمل اطمینان بخش حلال کھانے سے۔

فائدہ: یہ تھے ہمارے اسلاف اور یہ تھا ان کا احتیاط وتقوی۔ آج جو لوگ صبح سے شام تک حرام کے چکر میں پڑے رہتے ہیں ان کی نمازیں کیسے قبول ہوں گی ان کی دعائیں کیسے قبول ہوں گی۔

اب تو حلال وحرام کی تمیز بھی ختم ہوتی جارہی ہے مال کی محبت نے دلوں کو اتنا برباد کردیا ہے کہ لاکھ کچھ کریں دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور افسوس تو تب ہوتا ہے جب لوگ اپنی حرام کمائی کو بھی حلال سمجھتے ہیں، غریبوں، مسکینوں کو دبا کر ظلماً ان کی چیزوں پر داداگری کے ذریعہ قبضہ کرتے ہیں اور دھرلّے سے اس کو پاک کمائی سمجھتے ہیں اور دوسروں کی پاک کمائی کو صدقہ زکوۃ کا مال کہتے ہیں ایسوں کا حشر کیا ہوگا اور ان کے اعمال کا حال کیا ہوگا اللہ ہی ایسوں کے حال پر رحم فرمائے اور صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اللہ تعالی کی رزاقیت کا نمونہ

حضرت مالک بن دینار اونچے بزرگوں میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حج کے

لئے جارہا تھا دوران سفر ایک میدان بیابان سے گذر ہوا میں نے دیکھا ایک کوا چونچ میں روٹی لیے ہوئے جارہا ہے اس کو دیکھ کر خیال ہوا ضرور اس میں کوئی نہ کوئی راز ہے چنانچہ میں اس کے پیچھے لگ گیا تا آنکہ وہ کوا ایک غار میں جا کر اترا میں بھی وہاں پہنچا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس غار میں ایک شخص کمر کے بل پڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور یہ کوا اس کے سینہ پر بیٹھ کر روٹی توڑ توڑ کر اس کے منہ میں ڈال رہا ہے۔

ایک حاجی کا دردناک واقعہ

جب کوا روٹی کھلا کر چلا گیا تو میں اس شخص کے پاس گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہاں کے ہو اور یہاں اس حال میں کیسے پہنچے، اس نے کہا میں حاجی ہوں حج کے لئے جارہا تھا ڈاکوؤں نے مجھے پکڑ لیا اور میرا سارا ساز وسامان چھین لیا اور میرا ہاتھ پاؤں باندھ کر اس غار میں ڈال دیا میں اسی حال میں پڑا رہا پانچ روز تک میں بھوکے پیاسے پڑا رہا پھر میں نے دعاء کی اے اللہ آپ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے: ”**أمن يجيب المضطر إذا دعاه ويكشف السوء**“ آپ پریشان حال کی دعاء قبول فرماتے ہیں اور پریشانی دور فرمادیتے ہیں اے اللہ میں بے حد پریشان حال ہوں میرے حال پر رحم فرما۔

اللہ نے دعاء قبول فرمائی اور اس کوے کو میرے پاس بھیجا یہ روزانہ میرے پاس روٹی لے کر آتا ہے اور مجھ کو چونچ سے روٹی توڑ کر کھلاتا ہے اور چونچ میں پانی بھر کر لا کر پلاتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس کے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں کھولے اور اپنے ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہو گیا۔

حج کے سفر میں پانی کی جستجو

آگے چل کر دوران سفر ہمیں پیاس لگی لیکن ہمارے پاس پانی نہیں تھا اچانک ہماری نظر بیابان ہی میں ایک کنویں پر پڑی لیکن اس کنویں پر چند ہرن پہلے سے موجود تھے جو غالباً پانی ہی کی تلاش میں وہاں آئے تھے اور پانی پی رہے تھے ہم نے کنویں کی موجودگی پر اللہ کا شکر ادا کیا جب ہم کنویں کے پاس پہنچے تو ہمیں دیکھ کر ہرن بھاگ گئے لیکن جب ہم پہنچے تو پانی تہہ میں چلا گیا ہم لوگوں نے رسی ڈول کے ذریعہ پانی نکالا اور پیاس دور کیا۔

اس کے بعد میں نے کہا اے اللہ آپ کی بھی قدرت عجیب ہے ہرن کے لئے آپ نے پانی کی سطح کو اونچا کر دیا اور انہوں نے منھ لگا کر پانی پیا اور ہمارے لئے آپ نے پانی کو تہہ میں پہنچا دیا ہمیں سو ذراع نیچے سے پانی نکال کر پینا پڑا۔ اس پر غیب سے آواز آئی اے مالک ہرن نے ہمارے اوپر بھروسہ کیا تو ہم نے پانی کو اوپر پہنچا دیا اور تمہارا بھروسہ ڈول رسی پر ہے اس لئے ہم نے پانی کو نیچے اتار دیا۔

فائدہ: سبحان اللہ کیا بات ہے یقیناً اللہ ہر طرح روزی دینے پر قادر ہے جو جس طرح لینا چاہے اس کو وہ اسی طرح دیتا ہے جو کھیت سے محنت کر کے لینا چاہتا

ہے اس کو محنت کروا کر دیتا ہے اور جو بغیر محنت اور بغیر کھیتی کے لینا چاہتا ہے اس کو بغیر کھیتی کے دیتا ہے اس کی رزاقیت میں کوئی کمی نہیں۔ اسی لئے آقا ﷺ نے فرمایا: ''**لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقتم کما ترزق الطیور تغدو جیاعاً وتروح بطاناً**'' (ترمذی شریف)۔

اگر اللہ پر کما حقہ بھروسہ واعتماد کرلو تو اللہ اسی طرح تم کو روزی دے جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ پرندے صبح کو اپنے گھونسلوں سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری کی بھانجی کا دل دوز واقعہ

حضرت ذوالنون مصری بھی بڑے اولیاء میں سے ہیں فرماتے ہیں میری ایک بھانجی اللہ والی تھی اچانک وہ گم ہوگئی اور ایک ماہ تک بسیار جستجو کے بعد بھی اس کا سراغ نہیں ملا بالآخر ایک دن میں نے روزہ رکھا اور پوری رات عبادت میں گزاری اور اس دوران اللہ کے حضور روتا گڑگڑاتا رہا اسی اثناء خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے جس کو تو تلاش کر رہا ہے وہ فلاں جنگل بیابان میں ہے میں نے کہا سبحان اللہ وہاں کیسے پہنچ گئی میں نے اس کے بعد دس دن کا توشہ لیا اور اس کی جستجو میں نکل گیا تلاش بسیار کے بعد جب وہ نہیں ملی اور میرا توشہ بھی ختم ہونے لگا تو مایوس ہوکر میں نے واپسی کا ارادہ کرلیا اسی درمیان مجھے نیند آ گئی میں سو گیا اتنے میں کسی نے مجھے ہلایا

جب میں اٹھا تو دیکھا وہ میرے پاس کھڑی ہے اور کہنے لگی اے کمزور دل والے یہ تیرے کمر سے کیا بندھا ہوا ہے؟ میں نے کہا یہ میرا توشہ ہے ایک ماہ سے تو غائب تھی اس لئے توشہ لے کر تیری تلاش میں نکلا۔

بھانجی کی گفتگو اور گم شدگی کا راز

بھانجی نے پھر اپنی گمشدگی کی وجہ بتلائی کہنے لگی کہ ایک روز میں اپنے عبادت خانہ میں عبادت میں مصروف تھی اچانک مجھے خیال آیا کہ زمین و آسمان، خشکی و تری، آبادی اور بیابان کا خدا جب ایک ہی ہے تو کیوں نہ ایک مہینہ آبادی اور ایک مہینہ بیابان میں اس کی عبادت کر کے اس کی قدرت و کرم کے آثار دیکھے جائیں چنانچہ میں آبادی سے نکل کر اس میدان و بیابان میں آ گئی اور مجھے یہاں چالیس ہو گئے ماموں واقعہ یہ ہے کہ میں نے اپنے رب کی قدرت کو کامل و مکمل پایا اور میں یقین کے آخری درجہ کو پہنچ گئی اور اس نے اب مجھ کو ساری مخلوق سے بے نیاز کر دیا ہے۔

یہ کہہ کر وہ رونے لگی اور خوب روئی ایک گھنٹہ کے بعد خاموش ہوئی۔

حضرت ذالنون مصری کی بھوک اور آسمان سے کھانے کا نزول

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں مجھے بہت شدید بھوک لگی تھی میں نے

سوچا ہی تھا کہ اس سے کھانے کے بارے میں دریافت کروں اس کی نظر مجھ پر پڑی او رکہنے لگی ماموں لگتا ہے کہ آپ کو بھوک لگی ہے میں نے کہا ہاں فوراً اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اے میرے آقا میرے ماموں کو بھوک لگی ہے اور وہ میرا مقام دیکھنا چاہتے ہیں، جو تیرے نزدیک ہے ابھی اس نے اپنی دعاء پوری بھی نہیں کی کہ آسمان سے ترنجبین کا نزول شروع ہوگیا جو برف کی طرح سفید تھا جس کو من کہا جاتا ہے میں نے جی بھر کر کھایا پھر میں نے کہا بھانجی یہ تو من ہے سلوی (بھنی ہوئی مرغی) کہاں ہے بھانجی نے کہا من کے بعد سلوی کا نمبر آتا ہے چنانچہ اس کے بعد کثیر مقدار میں آسمان سے سلوی کا نزول شروع ہوا۔

حضرت ذو النون فرماتے ہیں اللہ کی قسم جب تک وہ میرے پاس رہی میرے تعلق مع اللہ میں بہت اضافہ ہوا۔

فائدہ: ولایت ایک ایسی دولت ہے کہ وہ کوئی بھی حاصل کرسکتا ہے امیر ہو یا غریب، پڑھا لکھا ہو ہو یا انپڑھ، مرد ہو یا عورت کسی سے اس کو بیر نہیں ہے بس ادھر رجحان پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی
ذرا آہستہ آہستہ اِدھر رجحان پیدا کر

اور جب اللہ سے کسی بندہ کا تعلق ہوجاتا ہے تو وہ ماسواء کو بھول جاتا ہے پھر وہ اسی کا ہوکے رہ جاتا ہے اور اس کو اس میں وہ مزہ آتا ہے کہ اس کے سامنے ساری لذتیں ہیچ ہوجاتی ہیں۔

علماء ربانی کا مقام

حضرت کعب احبار سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک ایک بندے کا حساب لیں گے تو اس کی بدی کا پلڑا جھک جائے گا اس کے بعد اس کے لئے جہنم کا فیصلہ کر دیا جائے گا جب فرشتے اس کو جہنم لے جانے لگیں گے تو اللہ پاک حضرت جبرئیل سے فرمائیں گے اس بندے کو روکو اور اس سے پوچھو کیا دنیا میں کبھی کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا تھا تا کہ اس عالم کی سفارش کی وجہ سے میں اس کو معاف کر دوں۔ حضرت جبرئیل اس بندے سے یہ سوال کریں گے تو معلوم ہوگا کہ کسی عالم کی مجلس میں وہ کبھی شریک نہیں ہوا۔ حضرت جبرئیل فرمائیں گے اے اللہ آپ تو اس بندے کے حال سے زیادہ واقف ہیں یہ تو نہیں کہہ رہا ہے اللہ پاک فرمائیں گے اس سے پوچھو اس نے کسی عالم سے محبت کیا وہ کہے گا نہیں اللہ پاک فرمائیں گے اچھا اس سے پوچھو کیا کبھی کسی عالم کے ساتھ ایک دسترخوان پر کھانے کا اتفاق ہوا یہ بولے گا نہیں۔ اللہ فرمائیں گے اچھا اس سے پوچھو جس گلی میں یہ رہتا تھا اس محلّہ یا گلی میں کوئی عالم بھی تھا یہ کہے گا نہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا اس سے پوچھو کیا اس کا جو نام تھا اس نام کا کوئی عالم تھا یا اس کے خاندان میں کوئی عالم تھا وہ کہے گا نہیں۔ اللہ فرمائیں گے اچھا اس سے پوچھو کیا اس کی محبت کسی ایسے شخص سے تھی جس کو کسی عالم سے محبت تھی وہ کہے گا ہاں۔

اللہ پاک جبرئیل سے فرمائیں گے اس کو لیجاؤ جنت میں پہنچادو میں نے اس نسبت سے اس کی مغفرت کردی۔

فائدہ: سبحان اللہ، پڑھا آپ نے عالم کا کیا مقام ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے لیکن افسوس آج دنیا والے علماء کو کچھ نہیں سمجھتے ان پر تنقید کرتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھکتی بلکہ کتنے لوگ ہیں جن کو دو رکعت نماز پڑھنی آ گئی تو وہ سمجھ بیٹھے ہم علماء سے بڑے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ استغفر اللہ، اللہ ایسے نادانوں سے سب کی حفاظت فرمائے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی برکت

خلیفہ ہارون رشید کے لڑکے مامون رشید نے پانچ سو دراہم کے معاملہ میں ایک نصرانی کو جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اس سے قبل اس کے ساتھ گھوڑ سوار پولس کو اس کے ساتھ بھیجا دوران سفر راستہ میں چلتے ہوئے اس کی نظر گھاس کے ایک گٹھر پر پڑی جو ایک طرف جھکا ہوا تھا اس نے اس کو برابر کرنے کے لئے جھکے ہوئے حصہ کو اٹھایا تو وہ دوسری طرف جھک گیا اس پر اس نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا نصرانی کو یہ کلمہ بہت اچھا لگا تو گھوڑ سوار نے نصرانی سے کہا جب یہ کلمہ تم کو اچھا لگ رہا ہے تو ایمان کیوں نہیں قبول کر لیتے نصرانی نے کہا میں نے یہ کلمہ آسمانی فرشتہ سے سیکھا ہے اس پر اس گھوڑ سوار کو بہت تعجب ہوا۔

ایک نصرانی کا واقعہ

پولس والا جب خلیفہ مامون رشید کے پاس پہنچا تو اس نے پورا واقعہ اور نصرانی کی بات خلیفہ کو بتلایا خلیفہ نے نصرانی کو طلب کیا اور اس سے پوچھا تو نے یہ کلمہ فرشتوں سے کیسے سیکھا تو نصرانی نے پورا واقعہ بتلایا کہ میرا ایک چچا تھا جو مالدار تھا اس کی ایک بچی تھی جو بہت خوبصورت تھی میں نے اس سے نکاح کا پیغام دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور دوسرے سے شادی کر دی لیکن اس شوہر کا شب زفاف میں انتقال ہو گیا اس کے بعد پھر میں نے پیغام بھیجا لیکن پھر دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیا وہ بھی شفاف زفاف میں ہی انتقال کر گیا پھر تیسری مرتبہ ایک تیسرے شخص کے ساتھ نکاح کیا اس کا بھی یہی ہوا کہ شب زفاف ہی میں انتقال کر گیا چوتھی مرتبہ مجبور ہو کر پھر مجھ سے نکاح پر راضی ہوئے شب زفاف میں جب پہنچا تو دیکھا میرے سامنے شیطان پہاڑ کی چٹان کی شکل میں کھڑا ہے۔

شیطان کی حرکتیں

اس نے مجھے دیکھ کر ایک زوردار چیخ ماری اور پوچھا تو یہاں کیسے آیا؟ میں نے کہا یہ میری بیوی ہے اس نے کہا تجھے نہیں معلوم تم سے پہلے والوں کا کیا حشر ہوا میں نے

کہا ہاں معلوم ہے شیطان نے کہا سن اگر تو زندہ رہنا چاہتا ہے تو یہ لڑکی رات میں میرے پاس رہے گی اور دن میں تمہارے پاس ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو تین کا ہو چکا ہے مرتا کیا نہ کرتا مجبوراً اس کے فیصلے پر مجھے راضی ہونا پڑا چنانچہ ایک زمانہ تک اسی کے مطابق چلتا رہا۔ ایک رات اس نے مجھ سے کہا آج کی رات آسمان پر جانے کا میرا ارادہ ہے تو بھی چل چنانچہ میں بھی تیار ہو گیا اس کے بعد اس نے اونٹ کی شکل اختیار کر لی اور مجھ سے کہا سوار ہو جا اور مضبوطی سے پکڑ لینا اس کے بعد وہ ہوا میں اڑنے لگا فرشتوں کو میں نے لاحول ولاقوۃ اِلا باللہ کہتے ہوئے سنا شیطان کے کان میں جب یہ کلمہ پڑا تو وہ بیہوش ہو کر گر گیا اور میں بھی گر گیا گھنٹوں کے بعد جب ہوش آیا اس نے کہا آنکھ بند کرو میں نے آنکھ بند کر لی جب آنکھ کھلی تو دیکھا گھر سامنے ہے۔

لاحول کے ذریعہ شیطان کا جلنا

جب گھر پہنچا تو بیوی سے کہا گھر کی تمام کھڑکیاں اور سوراخ سب پیک کر دو چنانچہ اس نے کر دیا اس کے بعد عشاء کے وقت شیطان گھر میں آیا اور دروازہ بند کر لیا۔

میں نے دروازہ پر منہ رکھ کر کہا لاحول ولاقوۃ اِلا باللہ، اس کے بعد میں نے کمرہ میں شدید آواز سنی پھر دوبارہ میں نے یہی کلمہ کہا پھر تیسری مرتبہ کہا اس کے بعد بیوی نے آواز دیا اندر آجاؤ جب اندر گیا تو بیوی نے کہا جب تم نے پہلی مرتبہ لاحول پڑھا تو شیطان نے بھاگنے کے لئے سوراخ تلاش کرنا شروع کیا جب تم نے دوسری

مرتبہ یہ کلمہ پڑھا تو آسمان سے ایک آگ اتری اور آگ نے اس کو اپنے احاطہ میں لے لیا جب تیسری مرتبہ تم نے لاحول ولاقوۃ اِلا باللہ پڑھا تو اس آگ نے اس کو جلا کر راکھ کر دیا۔

اس طرح اللہ نے اس کلمہ کی برکت سے اس لعین سے نجات عطا فرمائی یہ بات سننے کے بعد مامون رشید نے اس نصرانی کو رہا کر دیا اور جن دراہم کی وجہ سے اس کے لئے جیل کا فیصلہ سنایا تھا وہ دراہم بھی معاف کر دیئے۔

فائدہ: حکمت ودانائی کی بات مومن کا گمشدہ مال ہوتا ہے لہذا جہاں بھی دانائی کی بات ملے اس کو حاصل کر لینا چاہئے اور کونسی بات اور کونسا کلمہ کب کام آجائے نہیں معلوم اس لئے اس کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ اسی طرح مصائب وبلاؤں پر صبر کرنا چاہئے صبر کے بدلے اللہ اس سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتا ہے۔

دیدار باری کا ایک انداز

حضرت حارثہ بن ابی اوفی کا ایک نصرانی پڑوسی تھا وہ مرض الموت میں مبتلا ہوگیا حضرت حارثہ نے اس کی عیادت کی اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اسی کے ساتھ اس کو اسلام کے ساتھ جانے پر جنت کی ضمانت دی اور جنت اور اسکے حور وقصور کا ذکر فرمایا نصرانی نے سن کر کہا میں تو اس سے اونچی چیز چاہتا ہوں حضرت حارثہ نے دیدار باری کی ضمانت لی نصرانی نے کہا اب میں اسلام قبول کرتا ہوں چونکہ دیدار

باری سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں۔

ایک نصرانی کا قبول اسلام

چنانچہ اس نے اسلام قبول کیا اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا حضرت حارثہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سواری پر سوار جنت کی سیر کر رہا ہے حضرت حارثہ نے پوچھا تم فلاں ہو اس نے کہا ہاں اس کے بعد حضرت حارثہ نے پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا جب میری روح نکالی گئی تو اس کے بعد میری روح کو عرش پر لے گئے اللہ نے مجھ سے کہا تو نے میری ملاقات کے شوق میں اسلام قبول کیا جا میں تجھ کو اپنی رضا، اور بقا، اور لقاء دیتا ہوں، حضرت حارثہ نے یہ سن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا جا اللہ کا یہ عظیم احسان ہوا تجھ پر۔

فائدہ: بندہ کا جیسا گمان اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اللہ کا برتاؤ اس کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے ارشاد ہے: ''أنا عند ظن عبدی بی ''لہذا ہر مومن کو اللہ کے ساتھ اچھا گمان اور اچھی امید رکھنی چاہئے۔

احتساب ہو تو ایسا ہو

ایک صاحب نے اپنے نفس کا احتساب شروع کیا سب سے پہلے اس نے اپنی

زندگی کا اندازہ لگایا تو اس کی عمر ساٹھ سال تھی اس کے بعد اس نے ساٹھ سال کے ایام بنائے تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے اس کے بعد اسنے چیخ ماری اور بولا اگر ایک دن میں ایک گناہ ہوا ہو تو بھی اکیس ہزار چھ سو گناہ ہوتے ہیں اتنے گناہ کے ساتھ میں اپنے رب کو کیسے منھ دکھاؤں گا اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا پھر اس نے نفس کو مخاطب کر کے احتساب شروع کیا اور بولا اس شخص کا کیا حال ہوگا جو روزانہ دس ہزار گناہ کرتا ہو اور پھر بے ہوش ہو گیا اس کے بعد وہ ہوش میں نہیں آیا اس کا انتقال ہو گیا۔

فائدہ: احتساب نفس تو ایک ضروری عمل ہے اس کی تو تلقین کی گئی ہے ارشاد ہے: ''**حاسبوا قبل أن تحاسبوا**''، غفلت کی زندگی اچھی نہیں ہوتی خود احتسابی اچھی چیز ہے اس سے توبہ کی توفیق ملتی ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی راہ ہموار ہوتی ہے حضرات مشائخ خصوصیت کے ساتھ اس کی تلقین و ہدایت فرماتے ہیں۔

شیطان کی ملاقات فرعون سے

ابلیس ایک بار فرعون کے پاس پہنچ گیا اس نے فرعون سے پوچھا مجھے پہچانتے ہو فرعون نے کہا ہاں تو ابلیس نے اس سے کہا کہ تم ایک ایسی بات میں مجھ سے آگے نکل گئے جس کی ہمت میں نہیں کر سکا فرعون نے کہا وہ کیا؟ ابلیس نے کہا دعوی ربوبیت (تمہارا یہ کہنا **أنا ربكم الأعلى**) کہ میں تمہارا بڑا رب ہوں۔ حالانکہ میں تم سے عمر، علم، قوۃ میں بڑا ہوں پھر بھی میں یہ جرأت نہیں کر سکا فرعون نے کہا تم نے سچ کہا لیکن میں اس سے توبہ کرتا

ہوں ابلیس نے کہا ابھی ٹھہرو جلدی نہ کرو چونکہ مصر والوں نے تمہاری ربوبیت کو قبول کرلیا ہے اگر تم نے دعوی ربوبیت کو چھوڑ دیا تو وہ تم کو چھوڑ دیں گے اور وہ تمہارے دشمن کے پاس چلے جائیں گے پھر تمہارا ملک تمہارے ہاتھ سے چلا جائے گا اور تم ذلیل ہوکر رہ جاؤ گے فرعون نے کہا تم سچ کہہ رہے ہو اس کے بعد ابلیس نے فرعون سے کہا کیا جانتے ہو اس روئے زمین پر ہم سے بھی خبیث کون ہے؟ ابلیس نے کہا وہ شخص جس سے معذرت کی جائے اور وہ معذرت قبول نہ کرے وہ مجھ سے اور تم سے بھی برا ہے۔

فائدہ: ابلیس نے فرعون کو کس انداز سے گمراہ کیا اور توبہ سے روک دیا آپ نے پڑھا اسی طرح یہ ہر ایک کو غلط سجھاؤ دے کر اندھیرے میں رکھتا ہے او رانسان غلطی پر غلطی کرتا جاتا ہے اور اس کی غلط تاویل کر کے توبہ سے دور رہتا ہے اسی لئے کہا گیا ہے شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے اس کو دوست نہ بناؤ۔

عبادت کی برکت

حضرت حامد لفاف کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد جانے کا ارادہ کیا اتنے میں کئی روکاوٹیں کھڑی ہوگئیں آپ کا گدھا گم ہوگیا۔ چکی میں آٹا پس رہا تھا، زمین کی آب پاشی کی باری کا وقت آ گیا اب سوچ میں پڑ گئے کیا کروں اگر جمعہ کے لئے جاتا ہوں تو یہ کئی کام رہ جائیں گے آگے دشواری ہوگی لیکن یہ سوچ کر جمعہ کے لئے روانہ ہوگئے کہ اخروی عمل مقدم ہے دنیوی عمل پر۔

جب جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو دیکھا زمین کی سینچائی ہوچکی ہے اور گدھا اصطبل میں کھڑا ہے اور اہلیہ روٹی پکا رہی ہے آٹا آچکا ہے۔ حضرت حامد نے اہلیہ سے پوچھا یہ سب کیسے ہوا اہلیہ نے کہا آپ کے جانے کے بعد اچانک دروازہ پر آواز آئی میں نکلی تو دیکھا گدھا دوڑ رہا ہے اور شیر اس کے پیچھے ہے میں نے دروازہ کھول دیا گدھا اندر آگیا شیر واپس ہوگیا۔

رہ گئی زمین کی سیرابی کی بات تو ہماری زمین کا پڑوسی اسی نے اپنی زمین میں پانی کھول لیا اور سو گیا پانی زیادہ ہوا اس سے بہہ کر اپنے کھیت کو سیراب کر دیا۔ رہ گئی بات آٹے کی تو وہ اپنے پڑوسی کا آٹا چکی میں تھا وہ اپنا آٹا لینے گیا وہ بھول کر ہماری تھیلی لے گیا جب وہ گھر پہنچا تو اس نے پہچانا کہ وہ اس کی تھیلی نہیں ہماری ہے لہذا وہ اپنے گھر پہنچا گیا۔

حضرت حامد نے سن کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا اے اللہ میں نے تو آپ کا ایک فرمان پورا کیا آپ نے ہمارے تین کام بنا دیئے آپ کا شکر ہے۔

فائدہ: بندہ جب اللہ کے فرمان کو اپنا کام سمجھتا ہے تو اللہ بندوں کے کام کو اسی طرح آسان کر دیتا ہے۔

حضرت رابعہ کا تعلق مع اللہ

حضرت رابعہ بصریہ آرام کر رہی تھیں اسی دوران ایک چور ان کے گھر میں

گھس گیا اور گھر کا ساز وسامان اکٹھا کر کے دروازہ سے نکلنا چاہ رہا تھا کہ دروازہ گم ہو گیا تھک ہار کر دروازہ کی تلاش کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

اتنے میں غیب سے آواز آئی اگر خیریت چاہتے ہو تو گٹھری رکھ دو اور دروازہ سے نکل جاؤ چنانچہ اس نے گٹھری رکھ دی اس کے بعد دروازہ مل گیا اس نے پھر گٹھری اٹھالی کہ اب تو دروازہ مل گیا ہے پھر دروازہ غائب ہو گیا پھر اس نے گٹھری رکھ دی پھر دروازہ مل گیا اس طرح تین مرتبہ ہوا جب گٹھری اٹھاتا دروازہ غائب ہو جاتا اور جب گٹھری رکھ دیتا دروازہ مل جاتا۔

اس کے بعد غیب سے آواز آئی رابعہ سورہی ہے لیکن اس کا رب جاگ رہا ہے خیریت اسی میں ہے کہ اس کے کپڑے رکھ دو اور اپنی جان بچا کر چلے جاؤ۔

فائدہ: جب کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور جس کا اللہ ہو جاتا ہے پھر اس کو کیا غم اللہ پھر اس کی حفاظت کرتا ہے اگر آج بھی یہ تعلق اللہ سے اس کے بندے قائم کر لیں تو آج بھی اللہ کی قدرت ساتھ ہوگی اور ہر چیز محفوظ ہو جائے گی۔ پھر حفاظت کی بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آقا نے سچ فرمایا "ان تحفظ اللہ یحفظک"۔

ایک چور کا واقعہ

حضرت علیؓ کے پاس ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی حضرت علی نے

تین مرتبہ اس سے پوچھا تو نے چوری کی ہے اس نے ہر مرتبہ اقرار کیا اس کے بعد حضرت علی نے اس کے ہاتھ کے کاٹنے کا حکم دیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اپنا کٹا ہوا ہاتھ لے کر آگے بڑھا تو حضرت سلمان فارسی سے ملاقات ہوگئی حضرت سلمان نے پوچھا یہ ہاتھ کیسے کٹا کس نے کاٹا؟ اس نے کہا اس نے کاٹا ہے جو دین کا بازو و مددگار ہے، اللہ کے رسول کا داماد ہے، حضرت فاطمہ کا شوہر ہے، اللہ کے رسول کے چچا کا لڑکا ہے، حضرت سلمان نے کہا انہوں نے تیرا ہاتھ کٹوایا اور تو اس طرح ان کا ذکر خیر کر رہا ہے اس نے کہا ان کا میرے اوپر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے حد جاری کر کے یعنی میرا ایک ہاتھ کاٹ کر مجھے اخروی عذاب سے بچالیا حضرت سلمان نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت علی کو دی حضرت علی نے اس غلام کو بلوایا اور کٹا ہوا ہاتھ لے کر ایک کپڑے سے کٹی ہوئی جگہ پر باندھ دیا اور اللہ سے دعاء کی اللہ کے حکم سے اس کا کٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا۔

فائدہ: یہ کرامت ہے جس کا ظہور ہوا اس طرح کی کرامتیں وقتاً فوقتاً اللہ پاک ظاہر فرماتے رہتے ہیں اللہ پاک قادر مطلق ہیں اس کی قدرت و طاقت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے لیکن اہل طریق کے یہاں اس طرح کی چیزیں مقصود نہیں۔

بدنظری کی سزا

ایک صاحب کی نظر ایک اجنبیہ عورت پر پڑ گئی جس کی وجہ سے وہ شخص اس

عورت پر گرویدہ ہوگیا اور عدم وصال پر بہت رنجیدہ ہوا اسی رنج وغم میں اس نے دعاء کی اے اللہ آپ نے نگاہ کو نعمت بنایا تھا لیکن مجھے لگتا ہے یہ میرے لئے عذاب بن جائے گی۔ لہذا بینائی کو واپس لے لے چنانچہ اسی وقت وہ نابینا ہوگیا اب اس کو دشواری پیش آنے لگی جب مسجد جانا ہوتو اس کا ایک چھوٹا بھتیجا تھا وہ لیکر جاتا اور ان کو مسجد میں پہنچا کر بچوں کے ساتھ کھیلنے لگتا جب ان کو کوئی ضرورت پڑتی تو یہ آواز دیتے وہ بچہ کھیل چھوڑ کر نا گواری کے ساتھ آتا اور ضرورت پوری کروا کر پھر کھیلنے چلا جاتا۔

ایک دن وہ مسجد میں ہی تھے ان کو محسوس ہوا کہ کوئی چیز ان کے اردگرد چکر لگا رہی ہے یہ محسوس کر کے ان پر خوف طاری ہوگیا انہوں نے بچہ کو آواز دی لیکن بچہ بولا نہیں بس انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور دعاء کی اے اللہ آپ نے اپنی نعمتوں کو دیکھنے کے لئے نگاہ دی تھی لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ عذاب کا ذریعہ نہ بن جائے اور میں نے سلب بصارت کی دعاء آپ سے کی اور آپ نے دعاء قبول کی اے اللہ اب مجھے بینائی کی ضرورت کا شدت کے ساتھ احساس ہو رہا ہے لہذا میری بینائی واپس کر دے چنانچہ یہ بھی دعاء قبول ہوئی اور بینائی واپس آ گئی پھر مسجد سے گھر بغیر کسی سہارے کے گئے۔

اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں

بنی اسرائیل میں ایک لاولد شخص تھا لیکن جب وہ گھر سے نکلتا اور کسی بچہ پر

نظر پڑتی تو وہ بہلا پھسلا کر اپنے گھر لے آتا اور اس کو قتل کر کے گھر ہی میں گاڑ دیتا لیکن اس کی بیوی اس کو اس بری حرکت سے روکتی تو وہ کہتا اگر اللہ کو پکڑنا ہوتا تو پکڑ نہ لیئے ہوتے میں اتنے دنوں سے یہ حرکت کر رہا ہوں بیوی کہتی دیکھو اللہ تجھ کو چھوڑے گا نہیں ابھی تیرا پیمانہ لبریز نہیں ہوا ہے جس دن لبریز ہو جائے گا دیکھنا تیری کیسی گت بنتی ہے۔

ایک یہودی کی غلیظ حرکت

ایک دن گھر سے نکلا دو بچے جو سگے بھائی تھے ان کو بہلا پھسلا کر گھر لایا اور دونوں کو قتل کر دیا اور گھر میں گاڑ دیا اس کے باپ تلاش میں نکلے مایوس ہو کر بنی اسرائیل کے ایک نبی کے پاس پہنچے اور اپنے دونوں بچوں کی گمشدگی کو بتایا نبی نے پوچھا کیا ان بچوں کے پاس کوئی کھلونا تھا جس سے وہ کھیلتے تھے انہوں نے کہا ہاں کتے کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جس کے ساتھ وہ بچے کھیلتے تھے۔

نبی کا ایک معجزہ

نبی نے کہا وہ لے کر آؤ چنانچہ وہ لے کر آئے نبی نے انگوٹھی نکال کر اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان رکھ دی اور اس کو چھوڑ دیا اور اس شخص سے نبی نے کہا تم اس

کے پیچھے جاؤ دیکھو بنی اسرائیل کے کس گھر میں یہ داخل ہوتا ہے جس گھر میں یہ گھسے گا سمجھ جانا اسی میں بچے ہیں وہ پلا مکانات سے گذرتا ہوا ایک گھر میں داخل ہوا اور ایک جگہ پہنچ کر دم ہلانے لگا اور پاؤں سے زمین کھودنے لگا لوگوں نے جب اس جگہ کی کھدائی کی تو ان دونوں بچوں کے ساتھ دوسرے اور بہت سے مقتول بچے ملے لوگوں نے اس کی اطلاع نبی کو کی اور اس شخص کو پکڑ کر نبی کے پاس لائے نبی نے اس کو صولی پر چڑھانے کا حکم دیا جب وہ صولی پر چڑھایا گیا تو اس کی بیوی اس کے پاس آئی اور کہا میں تجھے کہتی تھی ایسی حرکت مت کرو ورنہ اللہ چھوڑے گا نہیں جا اب تیرا پیمانہ لبریز ہو گیا اس کا تجھ کو انتظار تھا اب تو اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

فائدہ: سچ ہے خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور اس کی لاٹھی میں آواز نہیں کب کس کو پکڑے پتہ نہیں اس لئے گناہ کرنے والوں کو بہت جری نہیں بننا چاہئے اللہ کی ڈھیل سے غلط فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔

بلکہ اگر کوئی لغزش ہو جائے تو رو دھو کر معافی تلافی کر لینی چاہئے۔ تاکہ گرفت سے بچ جائے۔ **اللھم احفظنا منه و من جمیع السیئات و الذنوب۔**

بڑوں کے پاس رہنے والوں کو سوچ کر بولنا چاہئے

ایک مرتبہ ایک شیر بیمار ہو گیا سارے جانور اس کی عیادت کے لئے آئے سوائے لومڑی کے شیر کو لومڑی کی اس حرکت پر غصہ آیا لیکن لومڑی کے نہ آنے کی خبر

شیر کو بھیڑیئے نے دی جب لومڑی کو اس کی خبر لگی کہ بھیڑیئے نے میری غیر حاضری کی شکایت شیر سے کر دی ہے تو لومڑی موقعہ نکال کر شیر کے پاس پہنچ گئی شیر نے عیادت کے لئے نہ آنے کی وجہ پوچھی لومڑی نے کہا آپ کی بیماری کی دواء کی تلاش میں مصروف تھی جس کی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی۔

لومڑی اور بھیڑیے کا قصہ

شیر نے پوچھا کوئی دوا ملی؟ لومڑی نے کہا ہاں بھیڑیئے کی پنڈلی کا گودا شیر نے یہ سن کر بھیڑیے کی پنڈلی پر پنجہ مارا اور گودا نکال لیا جس وقت شیر نے پنجہ مارا لومڑی دھیرے سے وہاں سے کھسک گئی۔ بھیڑیا لنگڑاتا ہوا جب لومڑی کے پاس سے گذرا تو لومڑی نے بھیڑے سے کہا اے سرخ موزے والے جب بادشاہوں کے پاس بیٹھو تو دماغ سنبھال کر بیٹھا کرو اور سوچ سمجھ کر بولا کرو۔

فائدہ: عموماً یہی ہوتا ہے کہ بڑوں کے پاس رہنے والوں کا سر اونچا ہو جاتا ہے اور ان کی اُن کی شکایت کرنا، کان بھرنا دوسروں کو خوردوں کو بڑوں سے دور کرنا ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔

لیکن ایسوں کا حشر بڑوں کے جانے کے بعد کبھی بڑوں کی زندگی میں اتنا برا ہوتا ہے کہ دنیا کے لئے مثال عبرت بن جاتے ہیں اس لئے بڑوں کے پاس رہنے والوں کو بہت شعور کے ساتھ رہنا چاہئے اور بولنا چاہئے۔

اللہ پر بھروسہ کا ثمرہ

ایک اللہ والا جنگل بیابان میں رہتا تھا اس کے پاس ایک مرغا تھا جو اس کو صبح کے وقت بیدار کیا کرتا تھا ایک کتا تھا جو چوروں سے حفاظت کرتا تھا ایک گدھا تھا جو ٹرانسپورٹ کا کام کرتا تھا۔ ایک دن قریب کے ایک قبیلہ میں ان کو دین کی دعوت دینے کے لئے گئے تھوڑی دیر میں ایک شخص آیا اور اس نے آکر مجلس میں اس کو خبر دی کہ لومڑی نے مرغ کو ختم کر دیا۔ یہ سن کر اللہ والے نے کہا انشاء اللہ خیر ہوگا، تھوڑی دیر بعد خبر آئی کہ کتا مر گیا یہ سن کر اللہ والے نے کہا انشاء اللہ خیر ہوگا، تھوڑی دیر کے بعد پھر خبر آئی بھیڑیے نے گدھے کا پیٹ پھاڑ دیا یہ سن کر بھی جواب دیا انشاء اللہ خیر ہوگا۔ لیکن ان خبروں سے متاثر ہو کر اللہ والے نے اپنا دعوتی مشن موقوف نہیں کیا بلکہ وہ اپنے کام میں لگے رہے چونکہ اللہ کے کام کے لئے نکلے تھے اس لئے اللہ پر بھروسہ تھا اور ہر خبر کے جواب میں کہتے رہے انشاء اللہ خیر ہوگا۔

اللہ کا ولی اپنا مشن پورا کر کے رات کے وقت اپنی جھونپڑی میں آئے اور آرام کرنے کے بعد جب صبح ہوئی تو دیکھا مرغ حسب معمول آواز دے رہا ہے کتا اور گدھا بھی بول رہا ہے۔

فائدہ: جب آدمی کسی دینی مشن پر نکلتا ہے تو اس طرح کی رکاوٹیں سامنے آتی ہیں لیکن اس وقت دراصل عزم واستقلال کا امتحان ہوتا ہے اگر اس وقت آدمی

عزم وحوصلہ سے کام لیتا ہے تو منزل سے ہمکنار ہوجاتا ہے ورنہ پھر حرمان ومحرومی مقدر بن جاتی ہے۔

اس لئے خطرات کو نظر انداز کر کے سفر جاری رکھنا چاہئے اور اللہ پاک پر کامل اعتماد و بھروسہ رکھنا چاہئے۔

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ

ایک بڑھیا نے اپنے بچہ کو تعلیم وتربیت کے لئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خانقاہ میں داخل کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد بڑھیا کا گذر اسی راستہ سے ہوا تو اس نے سوچا کہ لاؤ ملاقات کرلوں، چنانچہ تلاش کرتے ہوئے جب وہ خانقاہ میں پہنچی تو دیکھا ایک کونے میں بیٹھا دال روٹی کھا رہا ہے یہ دیکھ کر بڑھیا کو بہت غصہ آیا اور اس نے غصہ میں حضرت کے حجرہ کا رخ کیا تو دیکھا دسترخوان لگا ہوا ہے اور حضرت مرغ پلاؤ نوش فرمارہے ہیں یہ دیکھ کر بڑھیا کو اور غصہ آیا اور کہنے لگی خود تو مرغ پلاؤ کھا رہے ہو اور میرے بیٹے کو دال روٹی کھلاتے ہو سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہے۔ حضرت نے جواب دیا بڑی بی ابھی تمہارے بیٹے کا منھ مرغ پلاؤ کھانے کے لائق نہیں ہوا ہے، یہ سنتے ہی بڑی بی چراغ پا ہوگئی اور کہنے لگی، ہاں، ہاں تمہارا منھ مرغ پلاؤ کھانے کے لائق ہے میرے بیٹے کا منھ اس کے لائق نہیں ہے۔

بس حضرت کو جلال آیا اور کھائی ہوئی ہڈیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا قم باذن اللہ بس یہ کہنا تھا اور دسترخوان پر مرغ کی جو ہڈیاں تھیں آپس میں جڑیں اس پر کھال چڑھی اور زندہ مرغ تیار ہو کر بولنے لگا۔ یہ منظر دیکھ کر بڑھیا خاموشی سے چلتی بنی۔

فائدہ: میرے عزیزو! مدارس کی دال روٹی کھا کر ہی کچھ بنو گے ابھی سے اگر مرغ پلاؤ کا انتظام تمہارے لئے ہونے لگے تو تم کچھ نہیں بن پاؤ گے انہی طلباء نے کچھ پایا اور کچھ بنے جنہوں نے طالب علمی کی زندگی میں مجاہدہ کیا اور جو تعیش میں پڑے رہے وہ کچھ نہیں بن سکے آج بھی اس کی سیکڑوں مثالیں ہیں۔

اس لئے وسعت کے باوجود مجاہدہ کا عادی اپنے کو بناؤ جتنا موٹا جھوٹا کھاؤ گے اچھا علم آئے گا، نفس مرے گا تقوی زندگی میں آئے گا۔

حضرت گنگوہی کا واقعہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب کوے کی حلت کا فتوی دیا تو اس وقت بہت شور مچا پنجاب کے ایک بزرگ شاہ دولہ نام کے تھے ان سے کسی نے تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا میاں تم مولوی رشید احمد کی بات کرتے ہو اس کا قلم تو عرش الٰہی کو دیکھ کر چلتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے مولوی رشید احمد کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مسند افتاء پر فائز دیکھا ہے اولیاء مشرق میں سے ایک بزرگ کو اس مسئلہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے تنقید کرتے ہوئے کہہ دیا کہ لو جی آج کوا حلال ہوا

ہے کل چیل بھی حلال ہو جائے گی، اس کی وجہ سے باطنی دولت ان کی سلب ہوگئی۔ کسی دوسرے بزرگ نے بتلایا تم نے کسی اللہ والے کی شان میں گستاخی کی ہے اس پر ان کو احساس ہوا پھر سفر کر کے آئے، سہارنپور کی مسجد میں رات کو آرام کر رہے تھے، خواب میں حضرت گنگوہی کی زیارت ہوئی، پورا واقعہ بتلایا، حضرت نے معاف کر دیا، صبح اٹھے تو پوری نسبت واپس ہوگئی۔

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا واقعہ

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت تھانویؒ کے خلفاء میں سے تھے، ایک مرتبہ ایک مرید نے حضرت شاہ صاحب سے یہ واقعہ بیان کیا کہ حضرت میں ٹرین سے آ رہا تھا، میری سیٹ کے سامنے ایک پنڈا بیٹھا ہوا تھا وہ مجھ کو بہت دیر تک غور سے دیکھتا رہا، اس کے بعد اس نے تصرف کرنا شروع کیا جس کے نتیجہ میں میرے قلب کی کیفیت متغیر ہونے لگی، جب میں نے یہ محسوس کر لیا کہ اس پنڈت نے تصرف شروع کر دیا ہے تو مجھ کو بہت فکر ہوئی، اس کے بعد میں نے سر جھکا کر تصور شیخ کا عمل پوری قوت کے ساتھ شروع کیا، اس عمل کی برکت سے الحمد للہ تھوڑی دیر میں پنڈت کے تصرف کا اثر قلب سے زائل ہو گیا اور قلب اپنی پرانی کیفیت پر قائم ہو گیا۔

اس کو سن کر حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تصرفات کا عمل قابل انکار نہیں، یہ چیز غیر

مسلموں میں خاص طور پر زیادہ پائی جاتی ہے اور پہلے زمانہ میں غیر مسلم مرتاض پنڈت ان جیسی چیزوں کے مشاق ہوا کرتے تھے اور کسی عابد و زاہد، نیک و صالح، باوضع سیدھے سادھے مسلمان کو دیکھ کر اس انداز کی حرکت بد پر زیادہ آمادہ ہوا کرتے تھے لیکن جس زمانہ میں ایسی حرکت بد کے واقفین موجود تھے اس زمانہ میں اس کو زائل کرنے والے صلحاء، اتقیاء، اولیاء اللہ بھی بکثرت موجود تھے جو اس کا ازالہ بہت آسانی سے کر دیا کرتے تھے۔

حضرت رائے پوری کا واقعہ

ایک بار مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے طلبہ سیر و تفریح کرتے ہوئے شاہ ولایت قبرستان کے آگے بڑھ گئے جہاں بہت دور تک مختلف انداز کے باغات ہیں اور ان باغات میں کچھ مندر بھی ہیں اور ان مندروں میں اس زمانہ میں مرتاض قسم کے پنڈت بھی رہا کرتے تھے۔

جب ان طلباء کا گزر مندر کے پاس سے ہوا تو وہاں بیٹھے ہوئے ایک مرتاض پنڈت نے تصرف کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ طالب علم مدرسہ پہونچتے پہونچتے پاگل کی طرح اول فول بکنے لگا اور ناپسندیدہ مشرکانہ کچھ کلمات بھی اس نے کہنا شروع کر دیا۔

اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اس کے سب ساتھی پریشان ہوئے اور اس کو لے کر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور حضرت

شیخ سے پورا واقعہ سنایا۔ حضرت شیخؒ نے ایسی جگہ پر جانے سے طلباء کو بہت ڈانٹا اور سختی سے منع فرمایا اور اس کے بعد یہ فرمایا کہ اس کو لے کر رائے پور حضرت رائے پوری کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ طلباء اس کو لے کر حضرت رائے پوری کے پاس پہونچے جہاں حضرت کی چارپائی کے پاس چوبیس گھنٹہ ذاکرین ذکر کرتے تھے، حضرت رائے پوری سے ان طلباء نے پورا واقعہ بتلایا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم سنایا۔

حضرت رائے پوری نے سننے کے بعد سکوت اختیار فرمایا اور تمام طلباء کافی دیر مریض ساتھی کو لے کر وہاں بیٹھے رہے، چند گھنٹوں کے بعد حضرت رائے پوری علیہ الرحمہ پر خاص قسم کی کیفیت طاری ہوئی اور اس مریض طالب علم کے قلب کی طرف اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی پہلے زمانہ میں ایسے اللہ والے تھے جو ایک انگلی کے اشارہ سے قلب کو پلٹ دیا کرتے تھے اور یہ فرماتے ہوئے پلٹنے والا اشارہ آپ نے اپنی انگلی سے فرمایا اس کے بعد وہ طالب علم چنگا اور ٹھیک ہوگیا اور اس کے قلب کی پوری ایمانی کیفیت واپس آگئی، اس کے تمام ساتھی خوشی کے ساتھ اس کو لے کر مظاہر علوم واپس آگئے۔

حضرت گنگوہی کے ایک مرید کا واقعہ

بنارس صوبہ یوپی کا ایک مشہور صنعتی شہر ہے جہاں کی ساڑی پوری دنیا میں

مشہور ہے، اس شہر میں مختلف مقامات پر مندر بہت ہیں، قدیم زمانہ میں ان مندروں میں مرتاض پنڈت بھی رہتے تھے جو ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے منجانب اللہ استدراج کے بھی حامل تھے، انہی پنڈتوں میں ایک پنڈت ایسا تھا جو سال میں ایک مرتبہ عوامی درشن کے لئے اپنے گوفہ سے نکلتا تھا، اس کے نکلنے کے دن پورا میلہ لگتا تھا اور گرد و پیش کے انسانوں کا بڑا ہجوم ہوتا تھا، اس ہجوم میں ہندوؤں کی کثرت ہوتی تھی لیکن کچھ مسلمان بھی پنڈت کو دیکھنے چلے جایا کرتے تھے۔

جب پنڈت نکلتا تو اس کے درشن کے لئے لوگوں کا دورویا قطار لگتا تھا اور پنڈت سر جھکائے ہوئے جہاں تک لوگ ہوتے تھے گزرتا تھا، لوگ اس کو دیکھ کر کچھ نذرانہ بھی پیش کرتے تھے جس کو معتقدین چادروں میں جمع کرتے ہوئے چلتے تھے۔

ایک مرتبہ انہیں تماشہ بینوں میں حضرت گنگوہی کے ایک مرید بھی پہونچ گئے اور وہ بھی درشن کے لئے لگی ہوئی قطار کے پیچھے کی لائن میں کھڑے ہوگئے۔ پنڈت حسب معمول گردن جھکائے ہوئے آنکھیں بند کیے ہوئے دو قطار کے بیچ سے گزر رہا تھا، جب حضرت گنگوہی کے مرید کے پاس پہونچا تو کھڑا ہوگیا، سر اٹھایا، پلکوں کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور اس دور کھڑے ہوئے مرید کو قریب بلایا اور پوچھا کہ تم کس سے بیعت ہو، مرید نے حضرت گنگوہی کا نام بتایا، پنڈت نے اس کے بعد کہا کہ تمہارے پیر بہت بڑے آدمی ہیں اور حضرت گنگوہی کی خانقاہ کا پورا نقشہ اس نے بتایا، اس کے بعد اپنی بھنو کو نیچے کر کے گردن جھکا کر آگے بڑھ گیا، قسمت کی بات یہ رہی کہ اس نے کوئی تصرف نہیں کیا۔ میلہ سے واپس آنے کے بعد پورے واقعہ کی اطلاع اس

مرید نے حضرت گنگوہی کو کی، حضرت گنگوہی نے جواب میں اس مرید کو اس انداز کے میلوں میں شرکت کرنے اور جانے سے سختی سے منع فرمایا، اس لئے عام مسلمانوں کو بھی اس انداز کے میلوں ٹھیلوں سے بہت زیادہ پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔

دلی کے ایک مجذوب کا واقعہ

چوں کہ کسی زمانہ میں دلی علماء صلحاء اولیاء مشائخ سالکین مجاذیب کا مرکز رہا ہے اور جامع مسجد کے اردگرد ان کی اچھی خاصی تعداد رہا کرتی تھی جن کو سمجھنے والے سمجھ پاتے تھے، ہر شخص کی سمجھ سے ان کا مقام وراء ہوا کرتا تھا، عام طور پر لوگ ان کو دیوانہ و پاگل سمجھتے تھے۔

اسی زمانہ میں جب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی گنگوہ میں باحیات تھے ایک مجذوب جامع مسجد کی سیڑھی پر اپنے ہاتھ میں سیب لئے ہوئے اچھال رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سیب مولوی رشید احمد گنگوہی کھائے گا، ایک صاحب نظر کا گزر اس کے پاس سے ہوا، انہوں نے ٹھہر کر اس کی بات توجہ کے ساتھ سنی اور یہ کہا کہ یہ سیب مجھ کو دے دو اس نے یہ کہتے ہوئے دینے سے انکار کر دیا کہ یہ تو مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہے، وہی کھائے گا، کسی طرح صرف دیکھنے کے لئے وہ صاحب اس سیب کو اپنے ہاتھ میں لینے میں کامیاب ہو گئے، وہ کہنے لگے کہ وہ سیب اتنا گرم تھا کہ ہاتھ میں رکھنے کے قابل نہیں تھا، ہاتھ اس کی حرارت کو برداشت نہیں کر پایا اور فوراً اس مجذوب کو وہ

سیب واپس کر دیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع اور خبر ایک باخبر اور صاحب نسبت بزرگ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا اس مجذوب کے ہاتھ کا سیب اگر وہ کھا لیتے تو وہ خود بھی مجذوب ہو جاتے۔

سہارنپور کے ایک مجذوب کا واقعہ

مجاذیب کی حرکتیں عموماً ایسی ہوتی ہیں جو عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہوتی ہیں۔ سہارنپور میں جس وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیام پذیر تھے اس وقت ایک مجذوب سڑک پر اس حال میں چلتا ہوا نظر آیا کہ اس کی حرکت لوگوں کی سمجھ سے باہر تھی، اس کے باوجود ہر طرح کے لوگ اس کے گرد و پیش تماشائی بن کر جمع تھے۔

وہ مجذوب پراگندہ حال پراگندہ بال، انتہائی خستہ و بوسیدہ کپڑوں میں اپنے آلہ تناسل کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے یہ کہتا چل رہا تھا کہ یہ اللہ کا الف ہے۔

تماشہ بینوں میں سے ایک صاحب نے کچے گھر میں جا کر پوری صورتحال کی خبر حضرت شیخ کو دی۔ حضرت نے سنانے والے سے یہ کہا کہ اس سے جا کر کہہ دو کہ اللہ کے الف کے نیچے کوئی نقطہ نہیں ہے اور تمہارے الف کے نیچے دو نقطے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے حضرت کی یہ بات جا کر اس مجذوب سے کہہ دی مجذوب نے یہ جواب سننے کے بعد فوراً ہاتھ نیچے کر لیا اور زبان بند کر لی اور اس کے بعد دوبارہ

یہ جملہ اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

فائدہ: عام طور پر مجاذیب کی باتیں اور حرکتیں اسی انداز کی ہوتی ہیں کہ عام لوگ اس کو پاگل و دیوانہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن اہل دل اہل نظر اصحاب نسبت اس کو سمجھ جاتے ہیں کہ مجنوں و دیوانہ ہے، پاگل و باولا ہے یا یہ مجذوب اور اللہ والا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کا واقعہ

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ جو امام اعظم کے لقب سے معروف ہیں، وہ جہاں بہت بڑے تاجر تھے، فقہ کے امام بھی تھے، جتنی گہری نظر فن فقہ پر ان کی تھی اور کتاب وسنت اجماع وقیاس سے جس ورع وتقوی، خشیت واحتیاط کے ساتھ مسائل کا استنباط واستخراج کیا اس کی نظیر کم یاب ہی نہیں بلکہ کم یافت ہے۔

حضرت امام صاحب جہاں بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے وہیں ایک عابد و زاہد، شب گزار، عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز تسلسل کے ساتھ پڑھنے والے صاحب کشف وکرامت ولی بھی تھے۔

چنانچہ آپ جس مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے نماز سے پہلے مسجد میں آپ تشریف فرما ہوتے، لوگ نماز کے لئے مسجد میں آتے وضوء کرتے اور نماز کی تیاری کرتے تو وضوء کرتے ہوئے جب چہرہ اور ہاتھ اور پاؤں دھوتے تو ان اعضاء کو دھوتے

ہوئے پانی کے قطرات کے ساتھ جن گناہوں کا اثر دھلتا وہ حضرت امام صاحب کو نظر آیا کرتا تھا کہ یہ شخص کونسا گناہ کر کے مسجد میں آیا ہے۔ لیکن حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس رویئت پر حیاء آنے لگی کہ اللہ کے بندوں کے عیوب ونقائص، ذنوب وکبائر میری نگاہ سے گزرتے ہیں، لہٰذا حضرت امام اعظمؒ نے اللہ سے گریہ وزاری کے ساتھ دعاء کی کہ اے اللہ مجھ سے یہ دولت چھین لی جائے، مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ کے بندوں کے عیوب میں دیکھوں، آپ کی ذات پاک ستار ہے اور حکم ہے: "**تخلقوا باخلاق اللہ**"۔ لہٰذا انسانوں میں بھی تستر کی صفت ہونی چاہئے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد اللہ نے دعاء قبول کی اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ اس کشف کی دولت سے محروم کر دیئے گئے اور کشف کی دولت سلب کر لی گئی، جس کشف کو حاصل کرنے کے لئے لوگ نہ معلوم کیا کیا زحمتیں اٹھاتے ہیں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ نے دعاء کی طاقت کے ذریعہ اس دولت کو اپنی ذات سے دور کیا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا

روم اور چین والوں کا واقعہ

مولانا روم نے لکھا ہے کہ روم اور چین دونوں جگہ کے لوگ فن تصویر میں مہارت رکھتے تھے اور دونوں اپنے فن کے فنکار تھے، اس لئے دونوں میں پُھنکار بھی تھی، یعنی دونوں دعوے دار تھے کہ میں امام ہوں میں بڑا ہوں، چنانچہ دونوں کی بات

بادشاہ تک پہونچی اور بادشاہ نے دونوں کی بات سننے کے بعد دونوں کا امتحان طے کیا۔

بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا ہال مقرر کیا گیا اور بیچ میں پارٹیشن ڈال دیا گیا اور ایک کو ایک دیوار دی گئی اور دوسرے کو دوسری۔ اور دونوں سے کہا گیا کہ اس دیوار پر اپنے فن کا مظاہرہ کریں، چنانچہ ایک نے رنگ برنگ کے بیل بوٹے اور اچھی سے اچھی تصویر سازی سے دیوار مزین کیا اور دوسرے نے اپنے حصہ کی دیوار کو گھس کر اور رگڑ رگڑ کر آئینہ کی طرح چمکدار بنا دیا، پھر دونوں نے جا کر بادشاہ سے کہا کہ ہم اپنا فن مکمل کر چکے ہیں، اب آپ چل کر دیکھ لیں۔ بادشاہ نے بیچ کی دیوار ہٹانے کا حکم دیا اس کے بعد بادشاہ اور اس کے ہمراہ بہت سے لوگ دیکھنے کے لئے آئے سب نے اس فنکار کی تعریف کی۔ جس نے دیوار کی گھسائی اور صفائی کر کے آئینہ کی طرح بنا دیا، جس کی وجہ سے سامنے کی طرف کی ساری محنت کا عکس زیادہ خوبصورت انداز میں اس کی دیوار میں نظر آ رہا تھا۔

فائدہ: اسی طرح جب قلب اذکار کی ضربوں کے ذریعہ گھس کر صاف ستھرا ہو جاتا ہے تو اس میں ہر چیز کا عکس نظر آنے لگتا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

صاحب دل بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے ایک نواب مرید نے جب سونا کے پترے پر ایک لمبی چوڑی خطہ اراضی کو نظام خانقاہ کی درستگی کے لئے بطور

نذرانہ کے پیش کیا تو اس اللہ کے ولی نے اس کو دیکھنے کے بعد اسی پترہ کے پشت پر یہ شعر لکھوا کر اس اراضی کو قبول کرنے سے معذرت کر دی۔

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم

بامیر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

کہ ہم فقر اور قناعت کی دولت سے مالا مال ہیں اس کو گنوانا نہیں چاہتے، میر خاں سے کہہ دو کہ روزی اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے جو وقت پر مل کر رہے گی۔

فائدہ: اصحاب دل اللہ والے نہ کبھی دنیا کے گرویدہ ہوئے نہ دنیا داروں کے چکر میں پڑے نہ امراء واغنیاء کو ضرورت سے زیادہ لفٹ دیا نہ ان کی جاہ وحشمت مال و دولت پر نظر رکھی بلکہ ہمیشہ اس دولت کو عظیم تر سمجھتے رہے جس سے اللہ پاک نے ان کو سرفراز فرمایا اور اسی کی اپنے احباب ورفقاء، محبین و متعلقین، متوسلین ومسترشدین کو تلقین بھی کرتے رہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے یہاں کچھ امراء واغنیاء ملاقات وزیارت کے لئے آ گئے حضرت گنگوہی نے "**من کان یومن باللہ و الیوم الآخر فلیکرم ضیفہ**"۔ کے تحت ان کے اکرام میں ان کے شایان شان دسترخوان کا نظم کروایا۔ جب دسترخوان بچھ گیا، سارے مہمان بیٹھ گئے، مہمانوں کے اکرام میں روز

کے خدام جو حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک رہا کرتے تھے پیچھے ہٹ گئے، جب حضرت دسترخوان پر تشریف لائے تو خدام کو غیر حاضر پایا تو امراء واغنیاء جو دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے حضرت نے خدام کا نام لے کر بلایا اور فرمایا میاں کہاں ہو؟ خدام نے کہا کہ حضرت یہ بڑے حضرات ہیں اس لئے ہم پیچھے ہٹ گئے بعد میں ہم لوگ کھانا کھالیں گے۔

حضرت گنگوہی نے بلند آواز سے فرمایا کہ: میاں یہ تو مہمان ہیں ابھی ہیں چند گھنٹوں کے بعد چلے جائیں گے، ہمارا مرنا جینا تو تمہارے ہی ساتھ ہے، یہ فرما کر ان کو اپنے قریب بٹھایا اور خدام کو کھانے میں شریک کیا۔

فائدہ: حضرت گنگوہی نے اکرام کے باوجود مذکورہ بالا جملہ فرما کر امراء و اغنیاء کو ان کی حیثیت بتلادی۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ

جمعہ کا دن تھا حضرت مولانا قاسم نانوتوی اپنے حجرہ میں جو مسجد چھتہ کے اتر طرف تھا تشریف فرما تھے کہ ایک نواب صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے، ملاقات کے بعد پیسوں کی ایک تھیلی حضرت کی خدمت میں پیش کی، لیکن پیش کرنے کا انداز اچھا نہیں تھا، نوابیت کی اکڑ کے ساتھ پیش کیا جس کو حضرت نانوتوی نے محسوس کرلیا اور جس کی وجہ سے اس ہدیہ کو قبول کرنے سے اعراض کیا اور اعراض کرتے

ہوئے آپ نے رخ تبدیل کرلیا، نواب نے اس کو محسوس کیا اور بدلے ہوئے رخ کے سامنے پہونچ کر پیش کیا، حضرت نے تیسری طرف رخ کرلیا نواب جب اس طرف پہونچا تو حضرت نے اعراض کرتے ہوئے چوتھی طرف رخ کرلیا وہ اصرار کرتا رہا لیکن حضرت نے قبول نہیں کیا، اخیر میں نواب جب باہر نکلا تو حضرت کی جوتیوں میں پیسوں کی تھیلی ڈال کر چلا گیا حضرت کو اس کی خبر نہیں تھی جمعہ کے لئے تیار ہوکر جب جامع مسجد جانے کے لئے باہر نکلے تو جوتیوں میں پڑی ہوئی تھیلی کو دیکھا، آپ نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا بلکہ پاؤں کی دو انگلیوں سے تھیلی کو باہر نکال دیا، یہ فرماتے ہوئے کہ یہ دنیا بھی عجیب ہے جب اس کو ٹھکرادو تو جوتیوں میں آکے پڑ جاتی ہے، اس کے بعد جوتیاں پہن کر جامع مسجد جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت تھانوی کا واقعہ

ایک مرتبہ ایک نواب صاحب کی دعوت پر حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا سفر ہوا جب آپ نواب صاحب کے یہاں پہونچ گئے اور قیام پذیر ہوگئے تو نواب صاحب نے دوران گفتگو کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے ان کی نوابیت کا غرور مترشح ہورہا تھا، حضرت تھانوی اس کو برداشت نہیں کر پائے، آپنے اپنا تھیلا اور چھڑی اٹھائی اور واپسی کے لئے تیار ہوگئے، نواب نے بہت اصرار کیا لیکن آپ رکے نہیں، واپسی کیوقت یہ فرماتے ہوئے واپس ہوگئے کہ:

نواب صاحب دو چیزوں کے آپ بھی محتاج ہیں اور میں بھی (۱) دین (۲) دنیا۔ آپ کے پاس دنیا تو ہے لیکن دین سے بالکل کورے ہیں۔

اور الحمد للہ میرے پاس دین مکمل ہے اور دنیا بھی بقدر ضرورت ہے، لہٰذا آپ میرے محتاج ہیں، میں آپ کا محتاج نہیں۔

فائدہ: اس طرح حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے نواب صاحب کے غرور کا نشہ چور کر دیا اور اپنے کرایہ سے واپس آ گئے۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری کا واقعہ

دار العلوم دیوبند کے انتہائی اہم اور موقر اساتذہ میں جن کی حیثیت استاذ الاساتذہ کی بھی تھی ایک نام مولانا محمد حسین صاحب بہاری کا بھی ہے جو حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے تلامذہ میں سے تھے اور ضلع شیوہر بہار کے رہنے والے تھے اور دار العلوم کے بہت سے نامور اساتذہ کے استاذ تھے، امام المنطق والفلسفہ کے نام سے مشہور تھے، علیا کے کامیاب مدرسین میں آپ کا شمار تھا، چمار چودس آپ کا تکیہ کلام تھا، سرمہ کی سنت پر پابندی سے عمل پیرا تھے۔

دار العلوم دیوبند میں طلباء بہار کے مرجع و ماوی تھے، مٹھائی کے بہت شوقین تھے، بالائی منزل کے کمرہ کے خلوت نشین تھے، خادم کے ترمذی شریف جلد اول کے استاذ تھے۔

ایک دن دوران درس فرمایا کہ جب تنخواہ میری بہت کم تھی اتنی گنجائش نہیں تھی کہ اہل وعیال کے اخراجات کی تکمیل کے بعد کچھ حصہ اپنے ناشتہ کے لئے بچا سکوں تو چند پیسوں کا ایک پان صبح کے وقت منگاتا اور ناشتہ کی جگہ وہی پان کھا کر احاطہ مولسری میں گھومتے ہوئے ہر طرف تھوکتا دیکھنے والے یہ سمجھتے کہ حضرت ناشتہ فرما کر لب دوز چائے نوش فرما کر پان تناول فرما کر احاطہ مولسری میں رونق افروز ہیں، جبکہ ناشتہ کے لئے ترستا ہوتا، چائے کے لئے منہ بہکتا ہوتا، لیکن صرف پان کھا کر میں مسکراتا رہتا اور پیٹ بھوک کی وجہ سے ناشتہ تلاش کرتا ہوا ہوتا تھا۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک اللہ کے ولی دریا کے کنارے رہا کرتے تھے، ان کی اہلیہ بھی ساتھ میں تھیں، ایک دن اس اللہ کے ولی نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ کھانا لے کر دریا کے اس پار جاؤ اور اس فقیر کو دے کر آؤ جو اس پار بیٹھا ہوا ہے، بیوی نے کہا پانی بہت گہرا ہے، کشتی بھی نہیں ہے، اس گہرے پانی والے دریا کو میں کس طرح پار کروں گی، اس اللہ کے ولی نے کہا کہ دریا کے کنارے جا کر کہنا کہ میرے شوہر کی عزت کی قسم جس نے کبھی مجھ سے صحبت نہیں کی، مجھ کو راستہ دے دے، بیوی یہ جملہ سن کر حیران وششدر ہوگئی اور اپنے دل میں سوچا کہ اس سے میرے بطن سے اتنے بچے پیدا ہوئے، اور یہ کہتے ہیں میں نے صحبت ہی نہیں کی، لیکن شوہر کے حکم کے مطابق بیوی کھانا لے کر دریا کے

کنارے پہونچی اور وہی جملہ کہا جو شوہر نے کہا تھا اور اس کے بعد دریا نے راستہ بھی دے دیا اور وہ پار بھی ہوگئی، دوسرے کنارہ پہونچ کر اللہ کے ولی کے سامنے کھانا رکھا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوگئے تو وہ عورت سوچنے لگی کہ آنے کو تو میں شوہر کا بتلایا ہوا جملہ کہہ کر آ گئی اب واپس کس طرح جاؤں۔

عورت کی حیرانی و پریشانی کو دیکھ کر اللہ کے ولی نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟ اس نے پورا واقعہ سنایا، اس اللہ کے ولی نے عورت سے کہا کہ ٹھیک ہے واپسی پر جب دریا کے کنارے پہونچنا تو اس دریا کو مخاطب کر کے کہنا کہ اس درویش کی قسم جس نے تیس برس سے کھانا نہیں کھایا، مجھے راستہ دیدو، عورت یہ بات سن کر حیران رہ گئی کہ ابھی تو انھوں نے میرے سامنے کھانا کھایا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تیس سال سے کھانا نہیں کھایا، لیکن اس عورت نے دریا کے کنارے پہونچ کر وہی جملہ دہرایا جو اس اللہ کے ولی نے کہا تھا۔ اور اس کے بعد دریا نے راستہ دیدیا۔

لیکن جب یہ اپنے شوہر کے پاس پہونچی تو اپنے شوہر کے سر ہوگئی کہ پہلے مجھے ان دونوں باتوں کا راز بتلاؤ کہ تم سے میرے کئی بچے پیدا ہوئے اس کے باوجود تم نے یہ کہا کہ جس نے کبھی مجھ سے صحبت نہیں کی، اور دریا کے اس کنارہ والے اللہ کے ولی نے میرے سامنے کھانا کھایا اس کے باوجود کہا کہ میں نے تیس سال سے کھانا نہیں کھایا ہے، آخر ان دونوں باتوں کی حقیقت کیا ہے؟ میں جاننا چاہتی ہوں، اللہ کے ولی نے کہا میں نے تجھ سے صحبت ضرور کی لیکن کبھی بھی نفسانی خواہش کی تکمیل کی نیت نہیں رہی، اسی طرح دریا کے اس پار رہنے والے اللہ کے ولی نے کھانا ضرور کھایا لیکن کبھی

نفسانی طبع سے کھانا نہیں کھایا بلکہ محض عبادت اور طاعت سمجھ کر کھایا، اس کے بعد وہ عورت خاموش ہوگئی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے جو کچھ کرتے ہیں وہ صرف اللہ ہی کے لئے کرتے ہیں، ان کے پیش نظر صرف اور صرف حکم کی تعمیل و تکمیل ہوتی ہے، نفسانی خواہش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

شیخ عبداللہ خفیف کا واقعہ

شیخ عبداللہ خفیف اونچے بزرگوں میں سے ہیں، ایک صاحب نے ان کی ایک دن دعوت کی، جب داعی کے گھر پہونچے تو دسترخوان رنگ برنگ کے کھانوں سے بھرا ہوا تھا، ان کھانوں میں بادام کا حلوہ بھی تھا، جہاں آپ فروکش ہوئے آپ کے قریب تر بادام کا حلوہ ہی تھا، آپ نے ایک لقمہ نوش فرمایا، بہت لذیذ، بہت عمدہ لگا، اس لئے آپنے دوسرا لقمہ لے لیا، لیکن معاً یہ خیال پیدا ہوا اس دوسرے لقمہ میں نفس کی لذت شامل ہوگئی ہے، لہٰذا ابھی لقمہ نگلا بھی نہیں تھا کہ اپنی زبان کو دانتوں سے دبا کر کاٹنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ خون نکلنے لگا، شریک دسترخوان احباب یہ منظر دیکھ کر حیران و پریشان ہوئے، وجہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ پہلا لقمہ کھانے کے بعد دوسرا لقمہ خدا کے لئے نہیں بلکہ لذت نفس کے لئے میں نے کھایا، لہٰذا میں نے اس کی سزا زبان کو دی۔

فائدہ: جب اللہ کے لئے جینا آجاتا ہے تو زندگی کا پورا رُخ ہی تبدیل ہوجاتا ہے اور بندہ کا ہر کام عبادت بن جاتا ہے۔ بلکہ پوری زندگی ہی عبادت بن جاتی ہے۔ اسی لئے حضرات صوفیاء کہتے ہیں کہ زندگی صرف وہی ہوتی ہے جو یادحق میں بسر کی جائے، باقی سب دھوکہ ہے۔

شاہ میرک کا واقعہ

شاہ میرک نامی ایک اللہ کے ولی تھے، اسی زمانہ میں ایک دوسرے اللہ والے کو ان کی زیارت کا شوق ہوا جن کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا ان کو یہ کرامت حاصل تھی کہ وہ جو بھی خواب دیکھتے وہ سچ ہوتا تھا، اس کی تعبیر بعینہ وہی ہوتی تھی جو وہ دیکھتے تھے، جب شاہ میرک کی زیارت کا شوق غالب ہوا تو بغرض زیارت وہ گھر سے نکل پڑے کچھ دور سفر طے کرنے کے بعد دوران راہ خواب میں دیکھا کہ شاہ میرک کا انتقال ہوگیا ہے، صبح اٹھ کر وہ اللہ کے ولی بہت پریشان ہوئے اور افسوس ہوا کہ میں نے اتنا لمبا سفر ان کی زیارت کے لئے کیا اور اس سے بھی میں محروم رہ گیا۔

لیکن معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ جب یہاں تک پہونچ گئے ہیں تو چلو ان کی قبر ہی کی زیارت کرکے آجائیں، چنانچہ جب وہاں پہونچے تو پہونچ کر لوگوں سے شاہ میرک کی قبر پوچھنا شروع کیا، لوگوں نے حیرت سے کہا کہ تم ان کی قبر پوچھ رہے ہو حالانکہ وہ تو ابھی زندہ ہیں، یہ جواب سن کر وہ اللہ کے ولی بہت پریشان ہوئے اور

حیران ہوئے کہ میرا خواب جھوٹا کیسے ہوگیا جبکہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔

بہرحال حضرت شاہ میرک کے پاس پہونچ کر سلام کیا، قبل ازیں کہ یہ کچھ بتلاتے شاہ میرک ان کو دیکھ کر خود فرمانے لگے کہ اے خواجہ تیرا خواب سچا تھا جھوٹا نہیں، کیونکہ میں ہمیشہ یاد خداوندی میں مصروف رہتا تھا، لیکن آج کی رات یاد خداوندی کے بجائے کسی اور کام میں مشغول ہوگیا اس کی وجہ سے منادی کرادی گئی کہ میرک آج مرگیا۔ سچ ہے:

''نزدیکاں را بسیار بود حیرانی''

اور

''حسنات الأبرار سیئات المقربین''

فائدہ: اس سے سمجھ میں آ گیا کہ اللہ کے لئے جینے کا مطلب کیا ہے اور زندگی صرف وہی ہے جو یادحق میں بسر کی جائے اور جو لمحات یادحق سے غفلت میں گزرے وہ موت کے مترادف ہے، اس چیز کو ہمارے اسلاف اور مشائخ نے خوب سمجھا اور ان رموز کو ہر سالک کو سمجھنا چاہئے۔

بصرہ کے ایک رئیس کا واقعہ

بصرہ کا ایک رئیس ایک بڑے باغ کا مالک تھا، ایک دن وہ اپنے باغ میں گیا باغباں کی بیوی خوبصورت تھی، رئیس کی نظر جب اس پر پڑی تو وہ اس پر گرویدہ ہوگیا،

رئیس نے اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کے لئے باغباں کو کسی کام سے باہر بھیج دیا اور عورت کو بلا کر دروازہ بند کرنے کو کہا، عورت نے رئیس کو جواب دیا کہ سارے دروازے تو بند کرسکتی ہوں، لیکن ایک دروازہ میں بند نہیں کرسکتی، رئیس نے پوچھا وہ کونسا؟ عورت نے جواب دیا ''درے کہ میان ما و خدا وند است''، یعنی وہ دروازہ جو ہمارے اور خدا کے درمیان ہے، رئیس پر اس عورت کے اس جملہ کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے فوراً اپنی حرکت سے توبہ کیا اور باہر نکل گیا۔

حضرت جنید بغدادی کا واقعہ

حضرت جنید بغدادی کا شمار کبار مشائخ صوفیاء میں ہوتا ہے۔ اللہ والوں پر کبھی کبھار کسی چیز کا غلبہ ہوجاتا ہے اور اس غلبۂ حال میں یہ حضرات اللہ سے بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، جس طرح ایک دوست اپنے دوست سے بے تکلفی کے ساتھ ہر بات کرلیتا ہے۔

چنانچہ حضرت جنید بغدادی نے مناجات کرتے ہوئے اللہ سے یہ درخواست کی کہ اے اللہ جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟ اس پر آواز آئی کہ اے جنید فلاں چرواہا۔

حضرت جنید بغدادی ایک خاص تصور کے ساتھ چرواہے سے ملاقات کے لئے نکل پڑے اور اس کے پاس پہونچ کر کئی روز قیام فرمایا، اس کے شب و روز کے

معمولات دیکھے اس کے حالات اور باطنی کیفیات کا جائزہ لیا، اس کے بعد اجنبی بن کر ایک دن اس سے پوچھا کہ بھائی تمہارے اندر کون سا ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے بارگاہ خداوندی میں تمہارا اتنا اونچا مقام ہے؟ حالانکہ میں کئی روز سے تمہارے شب وروز کو دیکھ رہا ہوں سوائے پنج وقتہ نماز کے اور کوئی خاص بات نظر نہیں آئی، اس لئے وہ خاص بات جاننا چاہتا ہوں۔ چرواہے نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے واقعہ یہی ہے، اس کے علاوہ میرے اندر کوئی خاص بات نہیں ہے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ ریاضت ومجاہدہ کیا ہوتا ہے اور باطن کیا ہوتا ہے، البتہ مجھ میں دو باتیں ایسی ہیں جن کو میں محسوس کرتا ہوں اور بتاتا ہوں۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سب پہاڑوں کو سونا کردے اور میرے تصرف میں دیدے اور پھر وہ سارا سونا مجھ سے واپس لے لیا جائے تو اس کے جانے کا مجھ کو کوئی رنج وغم نہیں ہوگا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مجھ پر احسان کرے یا ظلم کرے تو میں اس کو اس کی طرف سے نہیں سمجھتا بلکہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہوں۔

یہ جواب سن کر حضرت جنید بغدادی حیران رہ گئے کہ یہ ایک چرواہے کی کیفیت ہے۔

فائدہ: سچ ہے یہ کیفیات محبت الٰہی سے پیدا ہوتی ہیں اور جب محبت اس درجہ کو پہونچ جائے کہ بندہ اپنے کو محبوب کے حوالہ کردے خواہ وہ اسے زندہ رکھے یا مار دے تو اس میں توکل اور استغناء کی ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دنیا کی جاہ و

حشمت، دولت وثروت کو ہیچ در ہیچ بنا دیتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کا واقعہ

جس طرح حضرت جنید بغدادی نے جنت کے اپنے ہمنشین و ساتھی کے بارے میں سوال کیا اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے بھی اللہ سے یہی درخواست کی۔

اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا فلاں شہر میں چلے جاؤ وہاں پر ایک قصاب ہے، اس کا چہرہ ایسا ہے، وہی جنت میں تمہارا ہم نشیں اور ساتھی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس شہر کی اس دکان پر گئے جس کی اللہ کی طرف سے نشاندہی کی گئی تھی، چنانچہ اس شخص کو وہاں موجود پایا لیکن وہ شخص گوشت کی فروختگی کے کام میں بہت زیادہ مصروف تھا، اس لئے غروب تک یعنی دکان کے بند ہونے تک اس کا انتظار کیا، دکان بند کرنے سے پہلے قصاب نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا اور ایک تھیلی میں اس کو رکھ لیا جب وہ دکان بند کر کے گوشت کی تھیلی اپنے ساتھ لے کر گھر کے لئے روانہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اس سے کہا کیا میں تمہارا مہمان بن سکتا ہوں؟ اس نے کہا کیوں نہیں، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم اس قصاب کے ہمراہ ہو لئے تا آنکہ وہ اپنے گھر پہونچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر کے اندر کے اس کے مشاغل اور کام کو بہت دھیان سے دیکھتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ گھر میں جانے کے بعد وہ شخص کچن میں گیا، گوشت نکالا اس کی بوٹی بنائی اس کے بعد اس کو بھون کر اچھا سالن اور شوربا تیار کیا، اس کے بعد اس نے ایک پیالہ میں گوشت کا شوربا لیا اور گھر کے ایک کونہ سے ایک تھیلا اتارا جس میں ایک انتہائی کمزور بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی تھی، جیسے کبوتر کا کوئی بچہ ہو اس شخص نے بہت محبت اور پیار سے اس زنبیل سے بوڑھی عورت کو نکالا، اس کے بعد اس نے چمچہ سے گوشت کا شوربا اس کو پلایا ایک ایک چمچہ کر کے اس کے منہ میں ڈالتا رہا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگئی، اس کے بعد اس شخص نے اس کے کپڑے لئے اس کو دھویا اور سکھایا اور پہنایا پھر اسی زنبیل میں اس کو رکھ دیا۔

اس بوڑھی عورت کے دونوں ہونٹ ہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے اس کے ہونٹ کے ہلنے کو دیکھا تو میں قریب گیا کہ سنوں وہ کیا کہہ رہی ہے، میں نے سنا وہ کہہ رہی تھی: ''**اللھم اجعل ابنی جلیس موسی فی الجنة**'' کہ اے اللہ میرے بیٹے کو جنت میں موسیٰ کا ہم نشین اور ساتھی بنا، اس کے بعد اس شخص نے زنبیل اٹھائی اور اس کو کھونٹی سے ٹانگ دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قصاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس خدمت کے علاوہ کوئی اور خدمت یا عمل تمہارے پاس ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

قصاب نے کہا کہ یہ میری امی جان ہے، یہ اتنی ضعیف و کمزور و نحیف و لاغر ہو چکی ہیں کہ بیٹھنے پر قادر نہیں ہیں، ان کے ساتھ یہ خدمت و سلوک و برتاؤ میرا ایک زمانہ سے ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بشارت ہو تمہارے لئے میں ہی موسیٰ ہوں اور تم میرے ہم نشین و ساتھی ہو جنت میں، اور تم کو یہ سعادت عظمیٰ اس بوڑھی و کمزور وضعیف والدہ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کے ثمرہ و نتیجہ میں ملی ہے۔

فائدہ: یقیناً بوڑھے ماں باپ کی خدمت ضائع نہیں ہوتی، آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی اس کا بہترین اجر اور صلہ ملتا ہے، کاش آج کے نوجوانوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے تو اسی بلکہ نوے فیصد گھروں میں ماں باپ کس مپرسی کی حالت میں جو ہیں اور صبح و شام ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی لگی رہتی ہے، وہ بند ہو جائے اور ہر جوان خوشگوار زندگی گزارنے کا مستحق بن جائے۔

دعاء ہے اللہ پاک نئی نسل کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور بوڑھے ماں باپ کی خدمت اطاعت دلجوئی اچھے برتاؤ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کا واقعہ

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی جو دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین بھی تھے اور حضرت تھانوی جیسے کبار مشائخ کے اساتذہ میں سے تھے، صاحب جذب اولیاء کاملین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ شب بیداری کے لئے بیدار ہوئے، سارے معمولات سے فارغ ہونے کے بعد دعاء شروع کی اور دعاء میں غلبہ حال کی بنیاد پر جس طرح لجاجت واصرار کے ساتھ چھوٹا بچہ باپ کے سر ہو جاتا ہے اور کچھ مانگنا شروع کر دیتا ہے اور اتنا اصرار کرتا ہے کہ خلاف مصلحت ہونے کے باوجود باپ کو وہ چیز دینی ہی پڑ جاتی ہے، اسی طرح حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی بھی اللہ سے تین سو روپے مانگنے لگے اور تسلسل کے ساتھ کافی دیر تک دعاء میں یہ کہتے رہے، یا اللہ مجھ کو تین سو روپیہ چاہئے، دعاء کرتے کرتے آپ کی آنکھ لگ گئی، خواب میں یہ دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت تا حد نظر لمبا چوڑا باغ ہے اور اس میں ایک شاندار عالیشان دلکش جاذب نظر محل ہے جس کو دیکھنے کے لئے جب آپ قریب پہونچے اور اندر جانا چاہا تو باہر کھڑے ہوئے دربان نے اندر جانے سے منع کر دیا، لیکن دروازہ کے باہر ہی سے جھانک تانک کر اندر کا جب دلفریب منظر دیکھا تو آپ حیران ہو گئے، رنگ برنگ کی روشنی، رنگ برنگ کے قمقمے اور ہیرے وجواہرات سے اندر کا ماحول جگمگا رہا تھا لیکن اس محل کا ایک گوشہ تاریک تھا، اس تاریکی کو دیکھ کر آپ حیران ہوئے، آپ نے دربان سے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ دربان نے کہا یہ مولوی یعقوب نانوتوی کا ہے، دوسرا سوال کیا کہ یہ ایک کونہ تاریک کیوں ہے؟ دربان نے جواب دیا کہ مولوی یعقوب بہت اصرار کے ساتھ اللہ سے تین سو روپے مانگ رہے تھے اللہ کا حکم ہوا کہ اس کے لئے جنت میں جو محل بنایا گیا ہے اس کی موتی توڑ کر اس کو بھیج دو اس کی وجہ سے یہ گوشہ تاریک ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب صاحب کی آنکھ کھل گئی اور اپنی طلب پر

بہت ندامت ہوئی اس کے بعد آپ نے یہ دعاء شروع کردی کہ یا اللہ نہ مجھ کو تین ہزار چاہئے نہ تین سو چاہئے، نہ تین روپیہ چاہئے بلکہ میرے محل کا جو گوشہ تاریک ہے اس کو روشن کردے، چنانچہ یہی دعاء بہت دیر تک مانگتے رہے تا آنکہ پھر آنکھ لگ گئی اور خواب میں پھر وہی باغیچہ اور وہی محل دیکھا، لیکن اس مرتبہ اس کا تاریک گوشہ روشن ملا، جب دربان سے اس کی وجہ پوچھی تو دربان نے بتلایا کہ مولوی یعقوب نے اپنا مطالبہ چھوڑ دیا ہے، اس لئے اللہ نے وہ موتی اسی جگہ پر لگانے کا حکم دے دیا جس کے بعد تاریکی ختم ہوگئی اور پورا محل روشن ہوگیا، اس کے بعد جب آنکھ کھلی تو صبح کا وقت ہو چکا تھا۔

فائدہ: سچ ہے اللہ پاک اپنے بعض بندوں کو اخروی نعمتوں میں سے بعض نعمتوں سے دنیا ہی میں سرفراز فرما دیتے ہیں۔

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کا دوسرا واقعہ

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی مجذوب صفت، صاحب حال بزرگوں میں سے تھے، ایک مرتبہ دار العلوم دیوبند سے غائب ہوگئے اور کئی روز تک غائب رہے، طویل غیبوبت کی وجہ سے تلامذہ اساتذہ اور منتظمین کو فکر لاحق ہوئی کہ حضرت کہاں چلے گئے، سارے حضرات اپنے اپنے اعتبار سے تلاش کرتے رہے، لیکن کسی کو پتہ نہیں لگا، بالآخر چند روز کے بعد از خود حضرت مولانا دار العلوم دیوبند میں جلوہ افروز ہوگئے، طلباء، اساتذہ، منتظمین والہانہ ومشتاقانہ انداز میں قدم بوس ہوئے، حاضرین نے حضرت کی

طویل غیبت پر اپنے اندیشوں کے ساتھ اظہار حقیقت کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک رات کی بات ہے عبادت سے فارغ ہونے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ گنگا جل کا انسانوں کے دلوں میں اس قدر احترام کیوں ہے؟ چنانچہ صبح ہوکر اسی کی تحقیق کے لئے میں نکل پڑا، چلتے چلتے گنگوتری پہونچ گیا جہاں سے گنگا نکلی ہے، وہاں پہونچ کر کئی روز قیام کیا اور عبادت وذکر اور مراقبہ میں مصروف رہا، کئی دنوں کے بعد یہ معلوم ہوا کہ جہاں سے گنگا نکلی ہے وہاں اللہ کے کسی نبی یا ولی نے بیٹھ کر وضوء کیا ہے، اسی وضوء کے پانی سے گنگا جل کی شروعات ہوئی ہے، اسی لئے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں گنگا جل کا احترام ہے اور ان کے دلوں میں اس کے پوتر ہونے کا یقین ہے۔

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کا تیسرا واقعہ

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کے زمانہ میں ایک گھسیارہ تھا جس کا پیشہ جنگلوں سے گھاس کاٹ کر لانا اور بازار میں فروخت کرنا اور انہی پیسوں سے اپنا گزر بسر کرنا تھا۔ لیکن اس کا معمول یہ تھا کہ روزانہ کی آمدنی سے ایک پیسہ نکال کر ایک جگہ جمع کرتا اور جب معتد بہ مقدار ہوجاتی تو اس سے دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ واکابرین کی دعوت کرتا۔ لیکن دعوت کے پیسے وہ لے جا کر صرف حضرت مولانا یعقوب صاحب کے دست مبارک ہی میں دیا کرتا تھا اور جب وہ پہونچتا تو حضرت اس کے پیسوں کو کھڑے

ہوکر دونوں ہاتھوں سے لیا کرتے تھے اور بہت ادب واحترام کے ساتھ اس کو رکھتے اور بہت عزت کے ساتھ اس سے کھانے کی چیزوں کو خرید لاتے اور کھانا تیار ہونے کے بعد بہت اہتمام کے ساتھ اساتذہ کو بلاتے اور وہ کھانا پیش کرتے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے اسقدر اہتمام کی وجہ دریافت کی تو حضرت نے فرمایا کہ اس کی کمائی اتنی پاکیزہ اور حلال وطیب ہوتی ہے کہ اس کے پیسوں سے جو کھانا تیار کر کے میں کھاتا ہوں اس کے انوارات میں چالیس دن تک محسوس کرتا ہوں، یہ جواب سن کر سائل حیران رہ گیا۔

فائدہ: سچ ہے کہ پاکیزہ اور حلال روزی ایک مومن کے تحفظ ایمان واعمال اور بقاء جلاء باطن وقلب کے لئے بنیادی عنصر ہے، اس سے صرف نظر کی کسی حال میں گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ جہاں حلال وپاکیزہ کمائی کے لقمہ سے نورانیت پیدا ہوتی ہے جس کا ثمرہ اعمال میں تقویت اور باطنی کیفیات میں ازدیاد اور روحانیت میں تازگی اور اعمال کا شوق ہے اسی طرح حرام لقمہ کا اثر ایمان واعمال کا اضمحلال باطنی وقلبی ظلمت اعمال واشغال کے جذبہ شوق میں غفلت ہے، اس لئے ہر سالک کو اس پر خصوصی نظر رکھنی چاہئے کہ منہ میں جانے والا لقمہ حلال وطیب ہی ہو، حرام وغلیظ وپلید نہ ہو۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقعہ

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک بار وعظ کی مجلس

میں بیٹھے وعظ فرما رہے تھے، دوران وعظ ایک صاحب آئے کان میں کچھ کہا، آپ نے زور سے فرمایا الحمدللہ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص پھر آیا اور کچھ کہا، آپ نے پھر زور سے فرمایا الحمدللہ۔

مجلس ختم ہونے کے بعد خدام نے پوچھا کہ حضرت آج آپ نے دوران وعظ دو مرتبہ خلاف معمول الحمدللہ کہا، اس کی کیا وجہ تھی؟ حضرت نے فرمایا آنے والے شخص نے میرے کان میں کہا آپ کا سامان تجارت جس کشتی پر آ رہا تھا وہ کشتی ڈوب گئی، یہ سن کر میں نے اپنے دل کا حال جاننا چاہا کہ اس کو اس خبر سے کوئی صدمہ تو نہیں ہوا، تو میں نے دیکھا دل پر ذرہ برابر اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور الحمدللہ کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی شخص نے آ کر دوسری خبر سنائی کہ وہ کشتی آپ کی نہیں تھی بلکہ کسی دوسرے کی تھی، آپ کا مال صحیح سالم اور محفوظ ہے۔ اس خبر کے بعد میں نے پھر دل کی خبر لی تو دیکھا دل میں کسی طرح کا کوئی اثر نہیں ہے، اس پر میں نے زور سے الحمدللہ کہا۔

مجھے اس پر خوشی ہوئی کہ میرا دل اس حال پر پہونچ چکا ہے کہ اس کو نہ دنیا کے جانے کا غم ہے نہ آنے کی خوشی۔

فائدہ: جب اللہ والے اس مقام پر پہونچ جاتے ہیں تو پھر ان کا یہی حال ہوتا ہے، چونکہ ان کا قلب بیت اللہ بن چکا ہوتا ہے، وہ تو انوارات وتجلیات ربانی میں غرق ہو چکا ہوتا ہے، پھر اس کا دنیا و مافیہا سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا۔

لکھنؤ کا ایک واقعہ

لکھنو کی زبان جس وقت فصاحت و بلاغت کے اونچے معیار پر پہونچی ہوئی تھی اور ہر خورد و کلاں جوان و بوڑھا، مرد و عورت کی زبان انتہائی شائستہ، مہذب اور مؤدب تھی۔ حتی کہ وہاں کی زبان اور خوش اسلوبی اور شیرینی اور لطافت کی مثال دیا کرتے تھے، اسی زمانہ کی بات ہے کہ ایک گاؤں میں رہنے والے بڑے میاں جو زبان کی شائستگی اور شگفتگی سے نا آشنا تھے، ان کو لکھنؤ کی زبان و ادب سننے اور دیکھنے کا شوق ہوا، اس شوق میں وہ گاؤں سے چلے اور لکھنؤ پہونچے، لکھنؤ کی آبادی میں جس گوشہ سے داخل ہوئے ان کی اچانک نظر دو بچوں پر پڑی۔ یہ دونوں بچے کسی معاملہ میں الجھ کر انتہائی مہذب اور مؤدب ایک دوسرے کے سامنے ایک دوسرے کی آنکھ میں آنکھ ڈالے ہوئے کھڑے تھے، بڑے میاں بھی وہیں ٹھہر گئے، تھوڑی دیر میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بچہ دوسرے بچہ کو مخاطب کر کے اسی سنجیدگی اور متانت کو برقرار رکھتے ہوئے گویا ہوتا ہے کہ حضور والا میں کچھ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں امید کہ آپ بہ سماع قبول سماعت فرمائیں گے۔ اگر حضور والا کی زبان اطہر سے میری والدۂ مطہرہ کی شان اطہر میں کوئی پلید جملہ نکلا تو حضور والا کے لئے بہتر نہیں ہوگا۔

دوسرا بچہ اسی سنجیدگی اور وقار کو برقرار رکھتے ہوئے ناطق و گویا ہوا کہ حضور والا میں بھی آنجناب سے کچھ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں امید کہ آنجناب بھی بہ سماع قبول

سماعت فرمائیں گے، اگر آنجناب کی زبان اقدس سے میری والدۂ مقدسہ کی شان اقدس میں کوئی نازیبا اور پلید جملہ نکلا تو میرے ان حنائی دستوں سے آنجناب کے رخسار انور پر ایسا طمانچہ رسید ہوگا کہ انار کے دانے کی طرح کھل جائیں گے۔

جب بڑے میاں نے ان دونوں بچوں کی یہ شائستہ گفتگو سنی تو ششدر وحیران رہ گئے اور یہ سوچ کر الٹے پاؤں اپنے گاؤں واپس ہوگئے اور یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ جب یہاں کے بچوں کی زبان کی شیرینی کا عالم یہ ہے تو بڑوں کی زبان کا عالم کیا ہوگا، لیکن دیہاتی کہاوت ہے مری ہاتھی بھی سوا لاکھ کی ہوتی ہے۔

لکھنؤ کے ایک نواب صاحب کا واقعہ

لیکن ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ لکھنؤ کی زبان وادب کو نوابیت کا گہن لگ گیا۔

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ واقعہ سنایا کرتے تھے جس کو حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری کی زبان سے خادم نے بارہا سنا۔ لکھنؤ میں ایک نواب صاحب تھے جو ہر وقت عورتوں میں بیٹھے رہا کرتے تھے، بیگمات ان کی ہم نشیں تھیں، ایک مرتبہ محل سرائے میں ایک سانپ نکل آیا، ایک بیگم کی نظر اس پر پڑ گئی وہ دیکھ کر چیخ پڑی اور شور مچایا کہ سانپ، سانپ، سانپ۔ اس آواز میں آواز ملا کر ساری بیگمات نے بھی سانپ، سانپ، سانپ، کہنا شروع کر دیا، جب نواب صاحب نے سنا تو آنجناب نے بھی سانپ، سانپ، سانپ، کہنا شروع کر دیا۔

اسی دوران ایک بیگم صاحبہ بولی باہر سے کسی مردوا کو بلاؤ جو اس کو آ کر مارے، یہ سن کر ساری بیگمات نے اسی جملہ کو دہرایا، جب نواب صاحب کے صماخ اذنین تک گردش کرتے ہوئے یہ جملہ پہونچا تو آنجناب نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہاں، ہاں، باہر سے کسی مردوا کو بلاؤ جو اس کو آ کر مارے۔

اس پر ایک بیگم صاحبہ کھڑی ہوئیں اور نواب صاحب کے مقدس کان میں دھیرے سے ناطق وگویا ہوئی:

کہ حضور والا آپ بھی تو مرد ہیں۔

اس پر نواب صاحب نے فرمایا واللہ کیا خوب یاد دلایا، لاؤ لاٹھی میں ہی ماروں، جب تک سانپ کہیں رخصت ہو گیا۔

اس واقعہ کو سنا کر حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہنستے اور فرماتے کہ دیکھتے ہو بیگمات اور عورتوں میں رہتے رہتے نواب صاحب اپنی مردانگی بھی بھول گئے۔

فائدہ: اس لئے ہر سالک کو چاہئے کہ اجانب اور غیر محارم سے مکمل پرہیز اور احتیاط رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ ذکر وفکر کی بنی بنائی گٹھری چند سکنڈ کی صحبت بد کی وجہ سے ضائع ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے مردوا میں الف یہ تصغیر و تحقیر کی ہے، بیگمات نے تحقیراً مرد کو مردوا کہہ کر پکارا اور یہ مزاج عام عورتوں کا ہے کہ شوہر چاہے کتنا ہی طرم خاں بنتا ہو لیکن عورتوں کی نظر میں ہر مرد کی حیثیت دوسرے نمبر کے شہری جیسی ہوتی ہے جس کی شہادت زوجی العشنق أن أنطق أطلق و أن أسکت أعلق سے ہوتی ہے، پوری حدیث خرافہ اس کی مؤید ہے۔

جب چند عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کبھی مردوں کا تذکرہ آ گیا تو وہ اسی انداز کی گفتگو کرتی ہیں جیسے مرد، ان سے کمتر ہوں اور اکثر ان کی گفتگو کا محور مردوں کی تنقیص وتحقیر ہوتی ہے، الا ماشاء اللہ۔

کانپور کے شاہ رسول نما کا واقعہ

کانپور کے ایک بزرگ تھے جن کا نام کچھ اور تھا لیکن وہ رسول نما کے نام سے مشہور تھے، چونکہ وہ بیداری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادیا کرتے تھے، ان کے اس عمل کی وجہ سے وہ رسول نما کے نام سے مشہور ہو گئے، اس کی برکت سے ان کی مقبولیت میں بہت اضافہ ہوا، ہر کس و ناکس ان کو عزت کی نظر سے دیکھتا تھا اور دور وقریب میں ان کا بہت چرچا تھا۔ لیکن ان کی بیوی ان کی معتقد نہیں تھی اور نہ ہی ان کے اس عمل کو مانتی تھی، بلکہ اس کو ڈھونگ اور مکاری کہا کرتی تھی۔

بزرگوں نے لکھا ہے کہ اللہ والوں کے فیوض و برکات سے تین لوگ محروم رہتے ہیں (۱) بیوی (۲) اولاد (۳) خادم۔

چونکہ یہ تینوں بہت زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے بہت دور چلے جاتے ہیں، اسی لئے کہا گیا ہے: زرغباً تزددحباً۔ روز کی ملاقات اور بہت زیادہ قربت کبھی ایسی دوریاں پیدا کردیتی ہیں جن کو قربت سے تبدیل کرنا ناممکن ہوجاتا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی شئ کی حقیقت کو جاننے کے لئے بین بین

قریب اور بین بین بعید رہنا پڑتا ہے، اگر آنکھوں سے بہت قریب کسی چیز کو کر دیا جائے تو اس کو دیکھنا اور اس کی حقیقت کو پہچاننا ممکن نہیں ہوتا، اسی طرح اگر آنکھوں سے بہت دور کر دیا جائے تب بھی اس کو دیکھنا اور پہچاننا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر رائی اور مرئی کے درمیان حد اوسط کے معیار کو باقی رکھا جائے تب اوسط ساقط نہیں ہوگا اور نتیجہ مثبت برآمد ہوگا۔

بہر حال شاہ رسول نما کی بیوی نے ایک دن یہ کہہ ہی دیا کہ پوری دنیا میں شور مچا رکھا ہے اپنے رسول نما ہونے کا، میں جب سمجھوں کہ تم سچے ہو جب مجھے اللہ کے رسول کی زیارت کروادو۔

شاہ رسول نما نے وعدہ کرلیا اور وقت و تاریخ اور دن متعین کر دیا، اور شرط لگادی کہ اس کے لئے اس طرح سے تیار ہو کر بیٹھنا ہوگا، جس طرح سج دھج کر اور رنگ برنگ کے لباس میں میرے پاس پہلی رات میں آئی تھی۔

چنانچہ اہلیہ نے لال کپڑے منگوائے، سل کر تیار کیا، زیب و زینت کی چیزیں منگوائی اور تاریخ مذکور پر مکمل دلہن بن کر تیار ہو کر گھر میں بیٹھ گئی، عشاء کی نماز کے بعد زیارت کا وقت طے کیا گیا تھا، لہٰذا مکمل تیار ہو کر وہ انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔

شاہ رسول نما عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے گئے، اسی مسجد میں اہلیہ کا بھائی بھی یعنی ان کا سالا بھی نماز ادا کیا کرتا تھا، سالے بہنوئی دونوں بوڑھے ہو چکے تھے، بہنوئی نے عشاء کے بعد اپنے سالے کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لے کر گھر پہونچے اور سیدھے اس کمرے میں داخل ہو گئے جس میں ان کی بڑھیا بیوی دلہن بن کر بیٹھی ہوئی

تھی، اس کے بھائی کو بہن کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا اور اس کے سامنے کہا اپنی بہن کو دیکھو ''بوڑھی گھوڑی لال لگام''۔ بڑھاپے میں دلہن بننے کا شوق سوار ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی بڑھیا کو ایسی چوٹ لگی کہ زار و قطار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، اس کے بعد اپنے سالے کو اشارہ کیا، وہ گھر سے باہر چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد شاہ رسول نما نے اپنے کندھے پر سے چادر اتاری اور بڑھیا کے سر پر اوڑھا دیا، اس کے بعد توجہ کی اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بڑھیا سرفراز ہوگئی۔

کل ہوکر بڑھیا نے کہا میں مان گئی واقعۃً تم رسول نما ہو، لیکن یہ بتاؤ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ یعنی میرے بھائی کو بلا کر مجھ کو رسوا کیوں کیا؟ چونکہ میاں بیوی کے تعلقات میں بہت سی باتیں اور چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کے سلسلے میں زوجین کو سراپا راز بننا پڑتا ہے، وہ نہ تو شوہر اپنے گھر والوں کو بتا سکتا ہے نہ بیوی اپنے گھر والوں کو بتا سکتی ہے۔ لیکن یہاں وہ بات جو صرف میاں بیوی کے درمیان کی تھی بھائی کے سامنے افشاں ہوگئی جس کی چوٹ بہن نے ایسی محسوس کی کہ وہ برداشت نہیں کر پائی، بے قابو ہوکر بے ساختہ رو پڑی۔

شاہ رسول نما نے فرمایا کہ یہ سب کچھ تمہارے لئے رسول نمائی کا سامان تھا، اس کے بغیر تمہاری زیارت ناممکن تھی، چونکہ بیوی ہونے کی وجہ سے تمہارے دل و دماغ پر قربت کی ایسی دبیز چادر پڑی ہوئی تھی جس کا ہٹنا اس کے بغیر ممکن نہیں تھا جب تمہارے دل کو چوٹ لگی، جس کی وجہ سے تم نے رونا شروع کیا، اس کی وجہ سے وہ دبیز چادر ہٹ گئی اور تمہارا دل اس قابل ہوگیا کہ تم زیارت کرسکو اور تم کو زیارت بھی ہوگئی۔

ایک دوسرے بزرگ کی بیوی کا واقعہ

عموماً اللہ والوں کی بیویاں ایسی ہی ہوتیں ہیں جو اللہ والوں کی عقیدت مند نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ناک میں دم کر کے رکھتی ہیں۔

چنانچہ ایک بزرگ تھے جن کی بیوی بھی کچھ اسی انداز کی تھی، ایک مرتبہ اللہ کے ولی نے ساگ سبزی دریافت کروانے میں تاخیر کردی جس کی وجہ سے اہلیہ تپ گئی اور غصہ میں بپھری بیٹھی رہی، اسی دوران تاخیر سے اللہ کے ولی کا قاصد ساگ سبزی پوچھنے کے لئے پہونچ گیا، غصہ سے تپی ہوئی بڑھیا نے جواب دیا جاؤ کہہ دو خاک پکے گا، خادم واپس آیا اور خاموش ہوکر بیٹھ گیا، حضرت نے مجلس ہی میں اس کو بلایا اور پوچھا کہ کیا کہا ہے؟ آج کیا پکے گا؟

خادم کو جواب بتلانے کی ہمت نہیں ہورہی تھی بسیار اصرار کے بعد خادم نے کہا کہ حضرت پیرانی صاحبہ نے فرمایا ہے ''خاک پکے گا''۔

حضرت نے یہ جواب سن کر فوراً ایک روپیہ نکالا اور فرمایا جاؤ گوشت لاکر دیدو حضرت نے محسوس کیا کہ اہلیہ کے جواب سے حاضرین میں کہیں غلط میسیج نہ جائے اس لئے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

کبھی کبھی میری اہلیہ بہت اونچا جملہ بول جاتی ہے، اصل آج ان کو گوشت چاہئے تھا، لیکن گوشت کے بجائے انہوں نے خاک کہا، اس لئے کہ خاک کا الٹا کاخ

ہوتا ہے اور کاخ کے معنی محل کے آتے ہیں اور محل کا الٹا لحم ہوتا ہے اور لحم کے معنی گوشت کے آتے ہیں۔

فائدہ: اس طرح اس جواب کی نئی تعبیر رقم کر کے حضرت نے اپنی ولایت کی رداء تقدس کو بچالیا اور اہلیہ کی عظمت کو بھی محفوظ کر دیا۔

ایک نواب صاحب کے درباری کا واقعہ

ایک نواب صاحب مجلس آرائی کے شوقین تھے اور مجلس میں ڈینگ وڈپاٹ بھی خوب کیا کرتے تھے جس کو اہل خرد سمجھتے تھے اور مجلس میں زیر لب مسکراتے تھے، دھیرے دھیرے نواب صاحب نے جب اس کو محسوس کر لیا تو اسی ڈینگ اور الٹی سلٹی باتوں کو سیدھی کرنے کے لئے ایک منطقی صاحب کو ملازم رکھا جن کا کام مجلس میں شرکت کرنا اور نواب صاحب کی ہر ٹیڑھی کو سیدھی کر کے بیان کرنا تھا، چنانچہ ایک دن نواب صاحب نے ڈینگتے ہوئے یہ فرمایا کہ آج میں شکار میں گیا ایک نیل گائے پر میری نظر پڑی اس پر جو میں نے نشانہ فٹ کیا، میری گولی ہرن کے کھر میں لگی اور اس سے نکل کر ناک میں گھسی اور ناک سے نکل کر دماغ میں گئی، اور سر سے باہر نکل گئی اور ہرن وہیں گر گیا۔ نواب صاحب کی یہ ڈینگ سن کر حاضرین مجلس میں سے بعض نے خوب شاباشی دی اور بعض زیر لب مسکرا کر رہ گئے۔

اب منطقی صاحب کا نمبر اس ٹیڑھی کو سیدھی کرنے کا آیا تو انہوں نے فرمایا کہ

نواب صاحب کی بات پر آپ حضرات کو حیرت نہیں ہونی چاہئے اور یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ کھر کہاں اور ناک کہاں، آخر یہ بے تکی بات نواب صاحب کیسے فرمارہے ہیں۔

ہوا یہ کہ جب نواب صاحب نے نشانہ فٹ کیا اس وقت ہرن اپنے کھر سے ناک کھجلا رہا تھا اسی حال میں نواب صاحب نے گولی چلادی، وہ گولی کھر سے نکلی ناک میں گئی اور ناک سے دماغ میں گئی اور دماغ سے باہر نکل گئی۔

منطقی صاحب نے نواب صاحب کی بات کی اچھی تطبیق تو دے دی، جو تطبیق ہر ایک کے لئے قابل قبول بن گئی، لیکن مجلس ختم ہونے کے بعد منطقی صاحب نواب صاحب کی خلوت گاہ میں پہونچے اور یہ کہتے ہوئے اپنا استعفیٰ نامہ پیش کردیا کہ حضور اب میرے بس سے باہر ہے کہ آپ کی خدمت کرسکوں اس لئے میں اپنی سبکدوشی کا خواہش مند ہوں، میری معذرت قبول کی جائے۔

کانپور کے ایک مقرر کا واقعہ

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نے فرمایا کہ کانپور میں ایک صاحب آئے اور نماز کے بعد انہوں نے خود ہی اعلان فرمایا دوستو! بجرگو، دعاء کے بعد سبھی حجرات تصریف رکھیں انساء اللہ واج ہوگا۔

سمجھدار لوگ اعلان ہی سے بیان تک پہونچ گئے کہ بیان کیسا ہوگا، تاہم کچھ دیر رکے رہے کہ شاید کوئی کام کی بات ہاتھ آجائے جب واج کے لئے بیٹھے تو

فرمایا امام نووی نے مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کیا ہے، یہ سن کر سمجھ میں آ گیا کہ حضرت واعظ کتنے پانی میں ہیں اور سامعین یکے بعد دیگرے اٹھ کر جانے لگے۔

شاہ عبدالعزیز دباغ کا واقعہ

شاہ عبدالعزیز دباغ ان شخصیات میں سے ہیں جن کو اللہ نے علم وہبی سے سرفراز فرمایا تھا اور علم میں اتنا کمال حاصل تھا کہ بڑے بڑے علماء ومشائخ ومحدثین حیران وانگشت بدنداں تھے، بہت سے علماء ومحدثین اپنے تلامذہ کے ذریعہ آپ کا امتحان لیا کرتے تھے لیکن امتحان میں کبھی آپ فیل نہیں ہوئے۔

ایسا بھی ہوا کہ قرآن کریم کی آیت کا کچھ حصہ اور حدیث پاک کے کچھ اجزاء اور انسانی کلام کا کوئی جملہ ملا کر کسی کو بھیجا کہ جاؤ اور پوچھو کہ یہ حدیث ہے یا قرآن؟

حضرت شاہ صاحب کا معمول یہ تھا کہ اس انداز کا کوئی سوال لے کر آتا تو اس کو پڑھنے کو فرماتے جب وہ پڑھتا تو سن کر آپ فرمادیتے کہ اتنا حصہ قرآن کریم کا ہے اور یہاں سے یہاں تک حدیث پاک ہے، اور فلاں جگہ سے فلاں جگہ لوگوں کا کلام ہے، لوگ اس تحقیقی جواب پر حیران وپریشان ہوجاتے اور تسلیم وقبول کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ خادم نے تخلیہ میں حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ کو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ قرآن ہے اور یہ حدیث اور یہ لوگوں کا کلام ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ قرآن کریم کا نور الگ ہے اور حدیث پاک کا نور الگ ہے، دونوں کے انوارات میں فرق ہے اور ان دونوں انوارات سے میں واقف ہوں، اس کے برخلاف انسانوں کے کلام میں کوئی نور نہیں ہوتا بلکہ ظلمت ہی ظلمت ہوتی ہے۔

جب پڑھنے والا میرے سامنے کلام پڑھتا ہے تو اگر قرآن کی آیت ہوتی ہے تو اس کے انوارات نکلتے ہیں، میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ قرآن کریم اور کلام الٰہی ہے۔

اور جب حدیث پڑھتا ہے تو حدیث پاک کے انوارات الگ ہوتے ہیں، جب پڑھنے والے کی زبان سے وہ انوارات نکلتے ہیں تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ حدیث ہے اور جب ان دونوں انوارات میں سے کوئی نور نہیں نکلتا بلکہ ظلمت اور تاریکی شروع ہو جاتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ انسانوں کا کلام ہے۔

فائدہ: اس راز سربستہ کو سن کر خادم حیران رہ گیا، یہ اللہ کا خصوصی فضل اور اس کا انعام ہے جس سے وہ اپنے جس بندہ کو چاہے نواز دے، اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔

لیکن کمال تو بہر حال کمال ہے، جب آدمی کسی لائن میں درجۂ کمال کو پہونچ جاتا ہے تو جہاں اس کی مقبولیت وشہرت میں اضافہ ہوتا ہے وہیں اس کے حاسدین بھی کچھ پیدا ہو جاتے ہیں اور خواہ مخواہ کچھ لوگوں کے حسد کی ہانڈی میں ابال شروع ہو جاتا ہے اور حسد کی ہانڈی جوش مارنے لگتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ خود جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے اور محسود کا کوئی نقصان نہیں ہوتا (**الحسد کصداء الحدید لایزال به حتی یاکله**)۔

خواجہ نظام الدین اولیاء کا ایک واقعہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء جو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اونچے مشائخ میں سے ہیں جن کے نام پر دلی میں آج بھی پوری بستی، بستی حضرت نظام الدین کے نام سے موسوم ہے اور ریلوے اسٹیشن بھی ان کے نام سے موسوم ہے، اور اسی بستی حضرت نظام الدین میں حضرت خواجہ صاحب کا مزار ہے جہاں لاکھوں انسانوں کی آمد و رفت کے ساتھ آپ کا روحانی فیضان جاری و ساری ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء جب سلوک کے مراحل طے فرما رہے تھے اس وقت غیب سے ایک آواز آئی کہ نظام الدین! عاشق بننا چاہتے ہو یا معشوق اور یہ آواز کئی روز تک مسلسل آتی رہی۔ حضرت کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کا کیا جواب میں دوں، اس کے جواب کے لئے اس وقت دلی میں موجود سارے بزرگوں کا چکر لگایا لیکن ہر ایک نے سوال سن کر دوسرے پر ٹال دیا۔ بالآخر ایک بزرگ ملے جنہوں نے یہ کہا کہ دلی میں اس کا جواب تم کو نہیں مل پائے گا فلاں گاؤں میں جاؤ، وہاں ایک بھڑ بھونجا ملے گا جو بھاڑ جھونک رہا ہوگا۔ اور اس کا حلیہ و لباس دیکھنے کے قابل نہیں ہوگا، پراگندہ بال و پراگندہ حال ہوگا، وہی تمہارے سوال کا جواب دے سکتا ہے، لیکن یہ یاد رکھنا کہ جب تم وہاں پہونچو گے اور سوال کرو گے تو وہ بہت ڈانٹیں گے، خفا ہوں گے اور بھگائیں گے، لیکن بھاگنا نہیں بلکہ جم جانا، اس لئے کہ تمہارا جواب وہیں سے

مل سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء تلاش کرتے ہوئے اس بستی میں گئے اور بھڑ بھونجے کو پا گئے، جب قریب پہونچ کر ان کو سلام کیا اور سوال پیش کیا تو انہوں نے ڈانٹنا اور بھگانا شروع کر دیا، لیکن خواجہ صاحب کو دلی کے بزرگ کی نصیحت ووصیت یاد تھی۔ ع

کوئے جاناں میں جب جانا دل جاناں تو جم جانا

بہت ڈانٹ و پھٹکار کے بعد جب انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ بھاگنے والا نہیں ہے تو جواب ملا کہ جاؤ کل آنا۔

چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء پُر امید ہو کر خوشی خوشی واپس آ گئے کہ میرے دیرینہ سوال کا جواب کل مل جائے گا، لیکن جب کل ہو کر آپ وہاں پہونچے تو نہ وہاں ان کی دکان تھی نہ وہ خود تھے بلکہ ان کی جگہ میں تالا پڑا ہوا تھا، پڑوس والوں سے جب معلوم کیا کہ ایک اللہ کے ولی بزرگ یہاں رہتے تھے وہ کہاں گئے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ولی کہتے ہو یہاں کوئی ولی بزرگ نہیں تھا، بلکہ ایک بھڑ بھونجا تھا کل وہ مر گیا۔ حضرت خواجہ صاحب کو بہت افسوس ہوا کہ یہی ایک بزرگ تھے جو میرے خواب کی تعبیر بتانے کی اہلیت رکھتے تھے، یہ بھی دنیا سے چلے گئے، اب میرے سوال کا جواب کون دے گا، اس کے بعد خیال آیا کہ جب آ ہی گئے ہیں تو چلو ان کی قبر پر پہونچ کر فاتحہ پڑھ لیں۔

چنانچہ حضرت خواجہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ ان کا مزار کہاں ہے؟ جہاں وہ دفن کئے گئے ہیں، لوگوں نے جواب میں کہا مزار کی بات کرتے ہو کیا وہ کوئی

بزرگ تھے، ارے وہ ایک بھڑ بھونجا تھا، زندگی بھر بھاڑ جھونکتا رہا، مر گیا لوگوں نے پہاڑ کی کھائی میں لے جا کر پھینک دیا، حضرت خواجہ صاحب یہ جواب سن کر حیران ہو گئے اور فرمایا وہ جگہ ہی بتا دو جس کھائی میں لوگوں نے ان کو پھینکا ہے، یہ کہنے پر بڑی مشکل سے ایک صاحب تیار ہوئے اور انہوں نے جا کر کھائی بتائی جہاں وہ مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب ان کی یہ حالت دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کے بعد وہیں سوچنے لگے کہ یہی ایک بڑے میاں تھے جو میرے سوال کا جواب دیتے، یہ بھی چلے گئے۔ اب میرے سوال کا جواب کون دے گا۔

اتنے میں اس اللہ کے ولی کے بدن میں حرکت شروع ہوئی، آنکھ کھلی اور بولے میاں جاؤ، جاؤ، معشوق بننا عاشق مت بننا، ورنہ زندگی بھر بھاڑ جھونکوائیں گے اور جب مر جاؤ گے تو کھائی میں پھینکوا دیں گے اس کے بعد پھر آنکھ بند ہو گئی اور پرانی حالت پر لوٹ گئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء یہ جواب سن کر واپس آئے پھر جب غیب سے آواز آئی کہ نظام الدین! عاشق بننا چاہتے ہو یا معشوق۔ آپ نے جواب میں فرمادیا معشوق بننا چاہتا ہوں۔

فائدہ: چنانچہ پوری زندگی معشوق بنے رہے اور مرنے کے بعد بھی اللہ نے لاکھوں انسانوں کے لئے معشوق کی حیثیت سے زندہ و جاوید بنا رکھا ہے۔

آج بھی ان کے مزار پر چلے جائیں تو ان کی معشوقیت کا رنگ نظر آتا ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا دوسرا واقعہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا جب انتقال ہوگیا اور خلفاء مریدین متوسلین و متعلقین نے غسل دے کر کفن پہنا دیا اور قبرستان لے جانے کی تیاری تھی کہ اتنے میں آپ کے متوسلین میں سے ایک صاحب دل نے بہت ہی خاص جذب و کیف کے ساتھ یہ شعر پڑھا ؎

اے تماشہ گاہ عالم روئے تست
تو کجا بہر تماشہ می روی

یہ شعر پڑھنا تھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے داہنے ہاتھ میں حرکت ہوئی اور کفن کے اندر ہاتھ اس طرح دراز ہوگیا جیسے مصافحہ کے لئے ہاتھ دراز کیا جاتا ہے، یہ منظر دیکھ کر سارے خلفاء و مریدین حیران رہ گئے اور فوراً شعر پڑھنے والے شخص کو آغوش میں لے کر خاموش کیا اور حاضرین نے فوراً جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تاکہ آگے مزید کوئی عجیب وغریب بات پیش نہ آئے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا واقعہ

قصبہ جلالپور میں ایک دینی ادارہ ہے جو مدرسہ کرامتیہ کے نام سے مشہور ہے اس ادارہ کے صدر المدرسین اور ذمہ دار اعلیٰ حضرت مولانا ضمیر احمد صاحب تھے جو دار

العلوم دیوبند کے پرانے فضلاء میں سے تھے اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے خصوصی تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا اور تا حیات مدنی خاندان سے وابستہ رہے، بہت اچھے اور مقبول مقرر بھی تھے اور باصلاحیت مدرس بھی۔ ضلع اعظم گڑھ کے حاجی پور کے رہنے والے تھے، لیکن ہجرت کر کے جلالپور میں مقیم ہو گئے تھے، پوری زندگی جلالپور میں گزار دی اخیر عمر میں بیمار ہو کر دہلی کے ایک ہاسپٹل میں زیر علاج ہوئے اور انتقال کے بعد دیوبند کے مزار قاسمی میں سپرد خاک ہو گئے۔

جلالپور آتے جاتے ان سے اکثر ملاقات ہوتی تھی اور قاسمی نسبت کی وجہ سے خادم سے مانوس بھی تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے اپنا چشم دید واقعہ سنایا، فرمانے لگے جب ملک کی تقسیم کے بعد حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان ہجرت کر گئے اور دوبارہ ہندوستان آنے کی خواہش ظاہر کی تو واپسی کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے اور قانونی راہ ہموار کرنے کے لئے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر لال نہرو سے ملاقات کی اور پوری بات ان کے سامنے رکھی، سننے کے بعد جواہر لال نہرو نے کہا، مولانا صاحب چھوڑو نا جو چلا گیا چلا گیا، اس کو بھول جاؤ، ایسے مولانا طیب بہت ملیں گے، اس کے جواب میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے جواہر لال نہرو سے ایسی بات کہی جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، حضرت نے فرمایا کہ ویسے مولانا طیب تو بہت ملیں گے لیکن مجھکو وہ مولانا طیب چاہئے جو مولانا قاسم نانوتوی کا پوتا ہے اور یہ نسبت ان کے سواء کسی میں نہیں ہے۔

حضرت مدنی کا یہ جواب سن کر جواہر لال نہرو ششدر و حیران رہ گیا اور اس

نے ان کی واپسی کی راہ ہموار کردی تا آنکہ حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی دیوبند کے لئے طے ہوگئی۔ جب دیوبند آپ تشریف لائے اور ٹرین سے اترے تو وہاں استقبال میں انسانوں کا ایک بڑا ہجوم تھا جس میں شہر کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کے تمام منتظمین واساتذہ وطلباء بھی موجود تھے، استقبال کرنے والوں میں سب سے آگے حضرت مولانا حسین احمد مدنی تھے، جب ٹرین سے حضرت قاری طیب صاحب اترے تو سامنے سب سے پہلے ملاقات کے لئے حضرت مدنی کو موجود پایا، مارے خوشی کے حضرت قاری طیب صاحب حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے قدم کو بوسہ دینے کے لئے جھکے۔ حضرت مدنی نے فوراً گود میں اٹھالیا، مصافحہ معانقہ ہوا، اپنے ہمراہ لے کر دار العلوم پہونچے، مغرب کے بعد جلسہ استقبالیہ رکھا گیا، اس جلسہ استقبالیہ میں حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز واستقبال میں سب سے پہلی تقریر حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے فرمائی اور تقریر کا آغاز اس شعر سے فرمایا ؎

اے تماشہ گاہ عالم روئے تست
تو کجا بہر تماشہ می روی

اس کے بعد حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ہوا جس میں انہوں نے ہجرت اور واپسی کے اسباب وعلل کو تفصیل سے بیان فرمایا اور پورا خطاب حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی ممنونیت سے لبریز تھا۔

پوری مجلس میں جہاں ایک طرف طلباء اساتذہ پر گریہ وبکاء کا غلبہ تھا وہیں ایک قیمتی اثاثہ کی یافت پر غیر معمولی مسرت بھی تھی، اس کے اظہار کے لئے الفاظ کے

دامن تنگ تھے۔

ایک صحرانشیں بزرگ کا واقعہ

ایک اللہ والے صحرا میں رہتے تھے، لیکن ان کی شہرت ومقبولیت اور ولایت کا چرچا عوام وخواص میں بہت تھا، ایک صاحب کو ان کی ملاقات کا شوق ہوا، چنانچہ وہ اپنے گھر سے نکلے اور ملاقات کی راہ پر چل پڑے، چلتے چلتے جب کچھ قریب پہونچے تو دیکھا شاندار محل ہے، جھاڑی ہے، باغ ہے، جانور ہیں، عیش کا سارا سامان نظر آیا۔

بس دل میں خیال آیا اور ایک مصرع بن گیا۔ ع

نہ مردانست کہ دنیا دوست دارد

یہ سوچتے ہوئے اور گنگناتے ہوئے وہ صاحب اللہ کے ولی کے یہاں پہونچ گئے، وہاں جب پہونچے تو خانقاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور حضرت مسند لگائے جلوہ افروز تھے۔

اس کے پہونچتے ہی حضرت نے خوش آمدید کہا، سلام کے بعد جب مصافحہ کیا، حضرت نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا بیٹا کیا کہا تم نے جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ادھورا ہے، اس کو مکمل کرلو، یہ سنتے ہی اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی کہ میرے ساتھ کوئی تھا بھی نہیں میں اکیلا تھا اور عالیشان محل کو دیکھ کر ایک خیال پیدا ہوا جو مصرع بن گیا آخر اس کی خبر یہاں کیسے پہنچ گئی؟ بہت پریشان ہوا، حضرت بار بار اصرار کرتے

رہے لیکن زبان پر لانے کی اس کو ہمت نہیں ہوئی۔

بالآخر حضرت نے ہی اپنی زبان سے دہرایا فرمایا بیٹا تم نے یہی کہا تھا نا۔

نہ مردان است کہ دنیا دوست دارد

دوسرا مصرع میں لگا دیتا ہوں، شعر مکمل ہو جائے گا ابھی یہ شعر ناقص ہے، اس لئے کہ شعر جب مکمل ہوتا ہے جب دو مصرع ہوں۔

اگر دارد برائے دوست دارد

یہ جواب سن کر وہ نو وارد شخص پانی پانی ہو گیا۔

اللہ والوں کا دل جب ذکر اللہ کی ضربوں کے ذریعہ آئینہ کی طرح ہو جاتا ہے تو اسی طرح چیزوں کا عکس آنے لگتا ہے جس کی تعبیر کشف سے کی جاتی ہے۔

اللہ کے ولی نے سچ فرمایا کہ تم نے جو یہ سوچا کہ یہ کیسے اللہ والے ہیں؟ یہ تو دنیا دار لگتے ہیں، یہ عالی شان محل، یہ جھاڑی یہ جانور یہ سب تو دنیا داری ہے اور اللہ والے تو دنیا سے دور رہتے ہیں۔

لیکن یہ جو کچھ ہے اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے جیسے آنے جانے والے دوستوں کی راحت کے لئے دوستوں نے بنا دیا ہے۔ نہ میں نے بنایا ہے اور نہ میرا ہے اور نہ اپنے لئے سوچا۔

جس طرح اہل مدارس نے آج کل مدارس میں کموڈ لگا دیا ہے اور میز کرسی کا انتظام کر دیا ہے ان بوریہ نشیں مولویوں کو میز کرسی سے کیا مطلب، لیکن مدارس میں آنے والے مہمانوں کی راحت کے مدنظر یہ سارا نظم و انتظام ہے۔

فائدہ: اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے یہاں بہت سنبھل کر پاک و پوتر تصورات وخیالات کے ساتھ حاضری دینا چاہئے ورنہ غیر حاضری کی باتیں بھی حاضری سے قبل اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضر ہوجاتی ہیں اور اپنا نقش چھوڑ جاتی ہیں۔

اسی طرح اللہ والوں سے گفتگو بھی بہت سلیقہ سے کرنا چاہئے، ناپ تول کر الفاظ بولنا چاہئے۔ اور جب تک رہے باسلیقہ ومؤدب اور باقرینہ رہنا چاہئے ورنہ اس کا بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

ایک بزرگ کے ایک خادم کا واقعہ

ایک بزرگ تھے جو دس سال میں ایک بار بولا کرتے تھے، لیکن وہ بھی صحرا نشیں تھے، لوگوں کی آمد ورفت تھی، دعاء کی درخواست کرنے لوگ آیا جایا کرتے تھے۔

ایک صاحب کو شوق ہوا کہ چلیں اللہ والے ہیں ان کی خدمت کر کے کچھ حاصل کرلیں، چنانچہ پہونچ کر خدمت میں لگ گئے اور طویل زمانہ تک خدمت کرتے رہے، ایک دن کسی بات سے بددل ہوکر خادم سر جھکائے بیٹھا تھا اتنے میں حضرت کا وقت پورا ہوگیا، خادم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مانگو کیا مانگتے ہو؟

چونکہ وہ دلبرداشتہ غصہ میں بیٹھا تھا، اس نے یہ نہیں سوچا کہ میں کس سے بات کررہا ہوں، اس نے اپنی شرم گاہ کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ چاہئے۔ حضرت نے دعاء کردی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورے بدن میں ایک کے بجائے سیکڑوں شرم گاہ پیدا

ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا لیکن اس کا علاج وحل اس کے پاس نہیں تھا، چونکہ دس سال کے بعد ہی حضرت بولتے تھے ایک موقعہ تو خادم نے گنوا دیا، اب اس نے دس سال پھر خدمت کی، دس سال کے بعد پھر جب حضرت کے بولنے کا وقت آیا تو اتفاق سے خادم چہار زانوں بیٹھا ہوا تھا حضرت نے پوچھا مانگو کیا مانگتے ہو، اس نے اپنی شرمگاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا حضرت اس کو ختم کرا دیجئے، اللہ کے ولی نے مستجاب دعاء کر دی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زوائد کے ساتھ اصل چیز بھی حذف ہو گئی اور اصل شرم گاہ سے محروم ہو گیا۔ اب کیا کرے، بہت پریشان ہوا، بالآخر دس سال پھر خدمت کی جب مدت پوری ہوئی حضرت نے پھر سوال کیا مانگو کیا مانگتے ہو جواب میں خادم بولا حضرت میرا اصل واپس کروا دیجئے، چنانچہ حضرت نے دعاء کر دی اور اصل واپس آ گیا۔

اس کے بعد خادم فوراً وہاں سے رفو چکر ہو گیا، بھاگ نکلا۔ جب اپنے شہر پہونچا تو لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، لوگوں نے بہت اکرام کیا، بہت عزت دی کہ ایک اللہ کے ولی کے یہاں تیس سال کا لمبا وقت گزار کر اور بہت کچھ حاصل کر کے آیا ہے، لوگوں نے اس کے اعزاز میں استقبالیہ جلسہ کا اہتمام کیا، جب خادم کی باری آئی اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھیں حضرت کے یہاں سے کیا لے کر آیا ہے، ضرور سننا چاہئے۔ تو اس نے اپنے بیان میں ایسی بات کہی جس سے لوگوں کو بہت زیادہ مایوسی ہوئی۔

اس نے پورا واقعہ سنایا اور کہا لوگو تیس سال میں بڑی مشکل سے اپنی اصل چیز

واپس لے کر آیا ہوں۔ باقی میرے ہاتھ کچھ نہیں لگا۔

فائدہ: حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے اس میں اس اللہ کے ولی کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو مستجاب الدعوات ولی تھے، قصور خادم اور اس کے فہم کا ہے۔

اس لئے اللہ والوں کے یہاں بہت سوچ سمجھ کر رہنا چاہئے اور بولنا چاہئے ورنہ پوری کمائی پر منٹوں سکنڈوں میں پانی پھر جاتا ہے۔ بولنے میں مکمل احتیاط رکھنا چاہئے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک اللہ کے ولی کو ایک صاحب نے دیکھا کہ تعمیر میں لگے ہوئے ہیں، تو دیکھنے والے نے حیرت واستعجاب سے پوچھا حضرت یہ کیا کر رہے ہیں؟ اللہ والے تو ان چیزوں سے دور رہتے ہیں تو حضرت نے جواب میں کہا:

ساختم کاخے کہ دروے دوستے منزل کند
ورنہ عاقل عمر خود کے صرف آب وگل کند

یہ آشیانہ اس لئے بنا رہا ہوں تا کہ اللہ کے دوستوں کا ایک مستقر بن جائے، تھکے ہارے کہیں سے آئیں تو وہ سکون کے ساتھ کچھ روز یہاں قیام کر سکیں، ورنہ بھلا کوئی دانا اور عقلمند اور اللہ والا کہیں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گارے ومٹی (تعمیر) میں گنوائے گا۔

فائدہ: کتنی قیمتی بات اللہ کے ولی نے کہی۔ سچ ہے اللہ والے اگر کچھ

کرتے ہیں تو دوسروں کی راحت اس میں مضمر ہوتی ہے، خود اپنے لئے کچھ نہیں کرتے۔

کانپور کا ایک واقعہ

حضرت مفتی حسن صاحب گنگوہی نے ایک مرتبہ سنایا کہ کانپور میں ایک مشہور مقرر آتے تھے ان کی تقریر میں بڑا مجمع ہوتا تھا عوام وخواص، ہندو مسلم کی ایک اچھی خاصی بھیڑ جمع ہو جاتی تھی۔

دوران تقریر ایک دم سے رُخ بدلا اور کہنے لگے جانتے ہو یہ مسلمان حساب میں بہت کمزور ہوتا ہے اور ان کے مقابلہ میں ہمارے ہندو بھائی حساب میں بہت مضبوط ہوتے ہیں اور اگر یقین نہ آئے تو دیکھو ابھی تمہارے سامنے امتحان لے کر دکھا دیتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے میتھ کا ایک سوال پیش کیا اور ہندوؤں سے کہا آپ لوگ خاموش رہیں یہ سوال میرا صرف مسلمان بھائیوں سے ہے پورے مجمع میں سے کوئی بھی کھڑا ہو کر اس کو حل کر دے پانچ منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ پانچ منٹ کا جب وقت گزر گیا اور کوئی مسلمان اس کو حل نہیں کر سکا تو خطیب صاحب نے مسلمانوں کی خوب چٹکی لی سب کا سر نیچا ہو گیا۔

اس کے بعد ہندوؤں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا مسلمان بھائیوں کا وقت ختم ہو گیا اب ہندو بھائیوں میں سے کوئی اس کا جواب دے اس کے بعد فوراً ایک کم عمر بچہ کھڑا ہوا اور اس نے فٹافٹ سوال کا صحیح صحیح جواب بتلا دیا۔

اس پر خطیب صاحب نے اس بچہ کو خوب شاباشی دی اور کہا اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ مسلمان حساب میں کمزور ہوتا ہے۔

لیکن اس کے بعد خطیبانہ اسٹائل میں انھوں نے فوراً رُخ تبدیل کیا اور کہنے لگے۔

میاں سنو تم یہاں بھی حساب کے چکر میں ہو وہاں بھی حساب کے چکر میں رہو گے۔

اور مسلمان یہاں بھی بے حساب ہے وہاں بھی بے حساب ہے، یعنی یوم الحساب کو بھی یہ بے حساب و کتاب جنت میں جائے گا اور تم حساب و کتاب کے چکر میں پھنس کر جہنم رسید ہو جاؤ گے۔

زیب النساء کا واقعہ

ایک شاعر تھا، اس کا ایک مصرع بنا دوسرا مصرع بن ہی نہیں رہا تھا کہ شعر مکمل ہو، بیچارہ بہت پریشان تھا مصرع کیا تھا؟ ع

در ابلق کسے کم دیدہ موجود

ایسا موتی جو سفید ہو لیکن سیاہی مائل ہو یعنی سرمئی کلر کا موتی کم یاب ہے کم یافت ہے۔

اس کی خبر کہیں سے زیب النساء کو لگ گئی جو اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی تھی کہ ایک شاعر ہے جو بہت پریشان ہے اس کے شعر کا دوسرا مصرع نہیں بن رہا ہے۔ اس

نے دوسرا مصرع بنا کر کسی کے ذریعہ شاعر کے پاس بھجوادیا۔ ع

ولے اشک بتان سرمہ آلود

اب شعر اس طرح مکمل ہوگیا۔

در ابلق کسے کم دیدہ موجود

ولے اشک بتان سرمہ آلود

یعنی ایسا نہیں ہے کہ در ابلق نایافت ہے بلکہ اس کی یافت بہت آسان ہے، وہ اس طور پر کہ اپنے محبوب کی آنکھوں میں وہ سرمہ لگوادو جو لگنے والا ہو اس کے بعد اس کی آنکھوں سے جو پانی گرے گا وہ سفید سیاہی مائل یعنی سرمئی کلر کا ہوگا۔ یہی تو در ابلق ہے۔

جب شاعر کا شعر اس مصرع سے مکمل ہوگیا تو اتنا خوش ہوا کہ پوچھو مت، اگر اس کو دو چار لاکھ ملتا تو اتنا خوش نہ ہوتا اور مصرع بھی بامعنی اور مکمل طور پر پہلے مصرع کا جواب تھا۔

اب اس کے بعد اس شاعر میں اس کی ملاقات کی بے قراری بڑھی جس نے اس کے ناقص کلام کو مکمل کر دیا، لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے اور کہاں ملے گا۔

شاعر کی اس بے قراری کی خبر زیب النساء کو لگی اس نے اس کے جواب میں ایک ایسا شعر لکھ کر بھیج دیا جس نے جلتے پر پٹرول کا کام کیا، اس نے لکھا۔

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل

ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

میں اپنی باتوں میں اپنے کلام میں اسی طرح مخفی اور چھپی ہوں جیسے گلاب کی

خوشبو گلاب کی پنکھڑیوں میں چھپی رہتی ہے، جو مجھے دیکھنے کا خواہشمند ہو وہ میرے کلام کو دیکھ لے۔

اس شعر کے بعد شاعر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا، لیکن دیدار نصیب نہیں ہوسکا۔

فائدہ: سچ ہے:

''قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری''

ہیرے کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے، عام آدمی کیا جانے۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے:

''بھینس کے سامنے بین بجائے وہ بیٹھی پگرائے''

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ

جب حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی باحیات تھے اور ان کے علم وفضل کا چرچا پورے ہندوستان میں تھا تو ایک صاحب ملاقات کے لئے آئے لیکن پہلے وہ گنگوہ پہونچے، وہاں کئی روز قیام کیا، حضرت گنگوہی کا مزاج بڑا نفیس تھا، کھانے پینے رہنے سہنے، لباس وغیرہ میں بھی پوری نظافت ولطافت ہوا کرتی تھی۔ حضرت کے یہاں مہمانوں کی خاطر داری کا بھی شاہانہ انداز تھا، یہ صاحب وہاں کی ملاقات سے فارغ ہوکر دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی ملاقات کے

لئے آئے۔ دارالعلوم پہونچ کر کسی سے حضرت کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے حضرت کی قیام گاہ تک پہونچادیا۔

دیکھا انتہائی سادہ کپڑے میں ملبوس کھدر کا کرتا کھدر کی لنگی پہنے ہوئے ایک سادی چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں، دیکھ کر حیران ہوگئے، خیر خیریت کے بعد حضرت نے فرمایا شام کی روٹی ہمارے ساتھ کھالیں، انھوں نے قبول کرلیا، جب پہونچے تو دسترخوان پر دال روٹی ہی پایا، اس کے علاوہ صرف چٹنی تھی، حضرت نے فرمایا چٹنی کا اضافہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔

اس شخص نے کھانا تو کھالیا لیکن اس سے رہا نہیں گیا، بالآخر اس نے حضرت سے سوال کر ہی ڈالا کہ حضرت آپ کی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کی شہرت علم وفضل و بزرگی کے اعتبار سے ہمارے علاقہ میں برابر ہے، لیکن آپ میں اور مولانا رشید احمد میں بہت فرق ہے۔

حضرت نے جواب میں فرمایا:

میاں مولانا رشید احمد کی بات کرتے ہو وہ تو اپنے نفس کو مار چکے ہیں، اب وہ خواہ مرغ پلاؤ کھائیں یا چٹنی روٹی ان کے نفس پر کوئی فرق پڑنے والا نہیں ہے۔

اور میں تو ابھی اپنے نفس کو مار رہا ہوں۔

یہ جواب سن کر سائل حیران ولاجواب ہوگیا۔

فائدہ: ہمارے بڑوں میں یہی وہ باتیں تھیں جو آج کل ختم ہوگئی ہیں، ہمارے بڑوں میں ایک دوسرے کی عظمت وتقدس کا لحاظ اس قدر تھا کہ دوسرے پر ذرہ

برابر آنچ نہ آئے، آج یہ باتیں عنقاء ہوتی جارہی ہیں، آج تو ہر ایک اپنے ہی کو سب کچھ بتلانے اور جتلانے کے چکر میں دوسروں کو جہنم رسید کر دیتا ہے۔ الامان الحفیظ۔

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی کا واقعہ

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی مرکزی اکابرین میں سے ہیں، پوری زندگی بے مثال خلوص اور بے نظیر قربانی کے ساتھ مرکز میں گزار دی، مرکز کے قدآور علماء واکابرین میں آپ کا شمار تھا، بے نفس خورد نواز، ہر دلعزیز بزرگ تھے، اس کام کے پیچھے اپنی جان و مال، اولاد سب کو قربان کر دیا۔

جب حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا اعتکاف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے دار جدید میں شروع ہوا تو آپ کو اہتمام سے مرکز نظام الدین دہلی سے بیان کے لئے بلایا جاتا اور ظہر سے قبل ۱۰/ سے ۱۱/ بجے تک آپ کا بیان ہوتا تھا، بیان میں روز نئے نئے حقائق و معارف سے علماء و مشائخ محظوظ ہوتے تھے۔

ان ایام میں پہلی مرتبہ بھائی طلحہ کی دعاء شروع کرائی گئی جو ظہر کے بعد ختم خواجگان کے بعد ہوا کرتی تھی، جس کے الفاظ ماشاء اللہ سورۂ فاتحہ کی طرح بھائی طلحہ کو ازبر تھے، سرمو اس میں انحراف نہیں ہوتا تھا، ایک دن ایک صاحب جو حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی کے معتقد تھے اور ظہر کے بعد والی دعاء میں شرکت کر کے آئے تھے، کہنے لگے حضرت بھائی طلحہ کی دعاء ایک ہی روزانہ ہوتی ہے، اس میں ذرہ برابر

تبدیلی نہیں ہوتی، ایک آپ ہیں کہ روزانہ نیا نیا بیان سننے کو ملتا ہے۔

حضرت مولانا نے فوراً فرمایا میاں یہ تو ان کے قوتِ حافظہ کی مضبوطی کی بات ہے کہ جو بات آج کہتے ہیں بعینہ وہی ترتیب وہی الفاظ کل بھی یاد رہتے ہیں۔

اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ ابھی کیا کہ کر آئے پوچھو تو یاد نہیں۔

فائدہ: یہ ہمارے بڑوں کی شان تھی اور ان کے نباہ کا انداز تھا، ہمارے خردوں کو اللہ ان باتوں سے عبرت لینے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر ایک کی قدر دانی کی توفیق دے اور تنقیص وتحقیر سے حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا واقعہ

ایک بار حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا مکہ مکرمہ سے خط آیا کہ میاں مولوی رشید احمد ایک زمانہ ہوا تمہاری خیر خیریت نہیں معلوم ہوسکی، کوئی حال نہیں معلوم ہوسکا، دل لگا رہتا ہے، پتہ نہیں کس حال میں ہو۔

اس کے جواب میں حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہی نے جواب تحریر فرمایا:

حضرت آپ کا والا نامہ ملا، پڑھ کر مسرت ہوئی، آپ نے خادم کے حال کے بارے میں دریافت فرمایا ہے، حضرت حال تو وہ لکھے جو صاحب حال ہو، مجھ جیسا بے حال بلکہ بدحال اپنا حال کیا لکھے۔ البتہ آپ کی جوتیوں کے طفیل چند باتیں حاصل ہوگئی ہیں۔

۱- مادح وذام میرے نزدیک برابر ہیں کسی کے مدح سے میرا نفس خوش نہیں

ہوتا اور کسی کی مذمت سے نفس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۲-نصوص میں الحمدللہ کبھی بھی کہیں بھی کوئی تعارض نہیں ملتا۔

۳-امور شرعیہ امور طبعیہ بن چکے ہیں، بھوک و پیاس کی شدت کے وقت جیسے کھانے و پانی کی اضطراری طور پر طلب ہوتی ہے۔

اسی طرح امور شرعیہ کی انجام دہی کے لئے بھی اضطراری کیفیت پیدا ہو جاتی ہے بغیر اس کو انجام دیئے سکون نہیں ملتا۔

جب یہ جواب حضرت حاجی صاحب کے پاس پہونچا اور حضرت نے پڑھا تو حضرت پر حال طاری ہو گیا۔ اور جواب میں لکھا مولوی رشید احمد جب بدحالی و بے حالی میں یہ حال ہے تو اگر صاحب حال ہوتے تو پھر کیا حال ہوتا۔

جو تم نے لکھا ہے یہ تو وہ صفات ہیں جو حضرات صحابہ کو حاصل تھے اور یہ نور نبوی کی برکت تھی۔

فائدہ: ''ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء''۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کی اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

حضرت گنگوہی کی خدمت میں ایک جاسوس

انگریزوں کو اس کی فکر لاحق ہوئی کہ دنیا ان کے پاس ہے نہیں تو دنیاوی

ضرورت ان کی کیسے پوری ہوتی ہے، چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خانقاہ میں ایک مسلم نما شخص کو جاسوس بنا کر بھیج دیا کہ دیکھو اتنا لمبا چوڑا خرچ اتنی بڑی خانقاہ کا خرچ کہاں سے چلتا ہے، کون فنڈنگ کرتا ہے، جاسوس مہمان بن کر آیا، کئی روز رہا لیکن اس کو کوئی سراغ نہیں لگ سکا، مجبور ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سارا راز کھول دیا۔

حضرت نے فرمایا کچھ دن اور رہ جاؤ شاید پتہ لگ جائے، چنانچہ حضرت کے کہنے پر کئی روز اور رکا لیکن پھر بھی کچھ اندازہ نہیں لگا، بالآخر مجبور ہو کر حضرت کی خدمت میں آ کر معافی مانگی اور رخصتی کی اجازت چاہی، حضرت نے معذرت قبول کرتے ہوئے اجازت دیدی، چلتے وقت اس جاسوس کو خیال آیا کہ اتنے دنوں میں رہا اور حضرت کے دسترخوان سے فائدہ اٹھاتا رہا، حضرت کو کچھ پیش کرنا چاہئے، چنانچہ اس نے جیب سے کچھ پیسے نکالے اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا، حضرت نے قبول نہیں کیا، بالآخر اس نے اتنا اصرار کیا کہ حضرت کو قبول کرنا پڑا۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب سمجھ میں آیا کہ یہ نظام کیسے چلتا ہے، اس نے کہا نہیں، اس پر حضرت نے فرمایا اب بھی سمجھ میں نہیں آیا، تو کبھی بھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا اللہ پاک اسی طرح تمہارے جیسے بندوں کے ذریعہ یہ نظام چلاتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا واقعہ

ایک بار ایک صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے پاس تشریف لائے اور کئی روز قیام فرمایا اور بہت غور سے ہر چیز دیکھتے رہے، اس کے بعد ایک دن کہنے لگے حضرت میں کئی روز سے یہاں مقیم ہوں، آپ کے اخراجات یومیہ اور مہمانوں کی آمد و رفت اور دیگر خرچ بھی دیکھ رہا ہوں، اور منی آرڈر اور ڈاک پر بھی نظر ہے۔ آخر اتنا بڑا خرچ چلتا کس طرح ہے؟ چونکہ وہ صاحب حضرت سے بے تکلف تھے اس لئے حضرت نے فرمایا آپ کو پتہ نہیں ہمیں دست غیب حاصل ہے، اس کے بعد حضرت نے اس دست غیب کی تشریح فرمائی کہ جب کوئی ضرورت پڑتی ہے تو کسی صاحب کے یہاں رقعہ بھیجتا ہوں کہ مجھے اتنے پیسوں کی ضرورت ہے، فلاں دن فلاں تاریخ کو میں ادا کردوں گا، اس طرح اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہوں، اگر انتظام ہو گیا تو وقت مقررہ پر قرض ادا کر دیتا ہوں اور اگر انتظام نہیں ہو سکا تو اسی طرح دوسرے سے قرض لے کر پہلے کا قرض وقت پر ادا کر دیتا ہوں، اسی طرح کرتا رہتا ہوں۔

لیکن ادائیگی میں تاخیر نہیں کرتا، وقت پر ادا کر دیتا ہوں چاہے اس کے لئے قرض لینا پڑے، اس لئے وقت پر مجھ کو آسانی سے قرض مل جاتا ہے، اور میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

یہ سن کر وہ صاحب حیران ہو گئے اور یہ نسخہ ان کو پسند آیا۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا واقعہ

ایک بار حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کی خدمت میں ملاقات کے لئے جامع العلوم کانپور میں ایک صاحب آئے چند روز انہوں نے قیام کیا، ایک دن کہنے لگے مفتی صاحب کئی روز ہوئے مجھے آپ کے پاس آئے ہوئے، آپ کی ڈاک بھی دیکھ رہا ہوں اور آپ کا خرچ بھی آپ کی تنخواہ کتنی ہے؟

حضرت نے فرمایا مت پوچھو تمہاری سمجھ سے باہر ہے، لیکن بہت اصرار کے بعد حضرت نے فرمایا مجھ کو مدرسہ سے 60 روپئے ملتے ہیں، 50 روپئے تو ہر مہینہ بیوی بال بچوں کے خرچ کے لئے گھر بھیج دیتا ہوں، دس روپئے ایک صاحب کو دیتا ہوں، ان کے گھر سے ایک وقت کا کھانا آتا ہے، اور کچھ بچ جاتا ہے تو ناشتہ کا انتظام کر لیتا ہوں اور کچھ بچ جاتا ہے تو مہمانوں پر خرچ کر دیتا ہوں اور کچھ بچ جاتا ہے تو دو چار جوڑے کپڑے سلوا لیتا ہوں اور کچھ بچ جاتا ہے تو طلباء کو دے دیتا ہوں اور کچھ بچ جاتا ہے تو حج، عمرہ کر لیتا ہوں۔

یہ جواب سن کر مہمان حیران ہو گئے اور کہنے لگے حضرت آمد و خرچ میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔

حضرت نے فرمایا تم نے بے جوڑ بات کا سوال ہی کیوں کیا؟

اسی لئے تو منع کر رہا تھا کہ مت پوچھو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا، لیکن تم

مانے نہیں۔

فائدہ: ”ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب“۔

ملا علی قاری کا بیان کردہ واقعہ

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جب میں حج کرنے گیا تو دو واقعہ عجیب دیکھا:

(۱) ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلاف کعبہ سے چمٹا ہوا زار و قطار رو رہا ہے، لیکن جب میں اس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو ایک سکنڈ کے لئے بھی اس کے دل کو اللہ کی طرف متوجہ نہیں پایا بلکہ اس کا دل مکمل غافل تھا، میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ بندہ دہاڑے مار کر رو رہا ہے، آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے ہیں، لیکن دل مکمل غافل ہے جبکہ اس کے دل کو اللہ کی طرف مکمل متوجہ ہونا چاہئے تھا۔

(۲) بازار میں ایک کپڑے کے تاجر کے پاس گیا تو دیکھا خریداروں کا ہجوم ہے خود بھی کپڑا دکھانے، بات کرنے اور پیسہ لینے دینے میں مصروف ہے لیکن جب اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک سکنڈ کے لئے بھی اس حال میں بھی اس کا دل اللہ سے غافل نہیں ہے۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔

فائدہ: سچ ہے ایک تاجر بھی اللہ کا ولی بن سکتا ہے، بس دل کو سنبھالنے کی ضرورت ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ کا واقعہ

حضرت رابعہ بصریہ کا نام بھی انہیں عورتوں میں شامل ہے جو ولایت کے اونچے مقام پر فائز تھیں، آپ کی ولایت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت حسن بصری جو پایہ کے بزرگوں میں سے ہیں اور سلسلۂ چشتیہ کے اولیاء میں آپ کا شمار ہی نہیں بلکہ تمام اولیاء کرام کے آپ مضاف الیہ ہیں آپ کا ہفتہ میں ایک بار وعظ ہوتا تھا، چونکہ اللہ نے تقریر کا بڑا ملکہ آپ کو عطا فرمایا تھا۔ لیکن جس وعظ میں حضرت رابعہ بصریہ شریک نہ ہوتیں آپ وعظ نہ فرماتے، جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا جو شربت ہاتھی کے برتن میں آتا ہو اس کو چیونٹی کے برتن میں کیسے بھرا جاسکتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ ایک رات تہجد کی نماز سے فارغ ہوکر لیٹ گئیں اتنے میں موقعہ پاکر چور آپ کے گھر میں گھس آئے بسیار جستجو کے باوجود چوروں کے ہاتھ کچھ نہیں لگا، اور ملتا بھی کیا اللہ والے دنیا اور دنیا کی آلائشوں سے اپنے کو دور رکھتے ہیں۔ چلتے چلاتے ایک گٹھری ملی جس میں صرف چند پرانے کپڑے تھے، چوروں نے سوچا بھاگے بھوت کی لنگوٹی سہی، کچھ نہیں تو یہ گٹھری ہی لیتے چلو، جب واپس ہونے لگے تو راستہ گم ہوگیا دروازہ ہی نہیں مل رہا ہے، گھر سے نکلیں کہاں سے بہت پریشان ہوئے، بالآخر انہی چوروں میں سے ایک کے دل میں آیا اس گٹھری کو چھوڑ دو۔ چنانچہ اس کو رکھتے ہی راستہ مل گیا پھر خیال آیا کہ اب تو راستہ مل گیا ہے، اب اس گٹھری کو

لیتے چلو جیسے گٹھری اٹھایا پھر راستہ گم ہو گیا۔ غرضیکہ کئی بار ایسا ہی ہوا جب گٹھری اٹھاتے راستہ گم ہو جاتا اور جب رکھ دیتے راستہ مل جاتا۔

اسی درمیان غیب سے آواز آئی جس کو سب چوروں نے سنا "**تنام حبیبتی ولا ینام ربھا**" اے چورو، رابعہ سو رہی ہے لیکن اس کا رب جگ رہا ہے۔ اگر عافیت چاہتے ہو اس گٹھری کو چھوڑ کر بھاگ لو ورنہ خیر نہیں ہے۔

یہ آواز سن کر سب چور گٹھری چھوڑ کر جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا واقعہ

اس خادم نے بارہا حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ مصافحہ کی لائن میں جو حضرات مقطوع اللحیہ ہوا کرتے تھے وہ چہرہ چھپا کر کپڑا باندھ کر چھپ چھپا کر مصافحہ کر کے تیزی سے نکل بھاگنے کی کوشش کرتے تھے، اگر حضرت شیخ کی نظر پڑ جاتی تو بھرے مجمع میں ایسے شخص کو بلند آواز سے ڈانٹتے اور فرماتے کہ اس حال میں جب قبر میں پہونچو گے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی تو کیا منھ دکھاؤ گے۔ اپنے ہاتھ سے سنت مستمرہ کو ذبح کرتے ہو اور مجھ سے مصافحہ کرنے آئے ہو۔ اس طرح ڈانٹ پھٹکار کر اس کو بھگا دیتے اور اس سے مصافحہ کرنے سے گریز فرماتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ داڑھی کا وجوب جو حضرت شیخ کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے داڑھی کے سلسلہ میں وہ کتب خانہ سے اس کو منگوا کر دیتے

اوراس کے مطالعہ کا حکم فرماتے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا واقعہ

بھائی جمیل الدین صاحب جو کلکتہ کے ایک بڑے تاجر ہیں اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کے مرید وخلفاء میں سے ہیں جن کے یہاں کثرت سے اس خادم کا آنا جانا ہوا، ان کے ایک منیجر کمال الدین صاحب جو بہار کے رہنے والے تھے اور انگریزی کے ساتھ سرکاری قوانین پر بڑی اچھی نظر تھی، وہ بھائی جمیل الدین صاحب کے معتمد خاص تھے اور بہار کے سرکاری کام کاج کے وہ نگراں تھے، اکثر ان کا قیام پٹنہ میں رہا کرتا تھا جہاں بھائی جمیل الدین صاحب کا ایک ذاتی مکان تھا جس میں آفس بھی تھی اور گاہ بگاہ جب ان کا جانا ہوتا تو اسی مکان میں وہ خود بھی قیام کیا کرتے تھے۔

1988ء میں پاسپورٹ کے کام سے جب اس خادم کا پٹنہ جانا ہوا تو کئی مرتبہ بھائی جمیل صاحب کے مکان میں قیام کا موقع ملا اور جب تک رہا ضیافت کے پورے فرائض بھائی جمیل صاحب کے حکم کے مطابق بہت خوش اسلوبی کے ساتھ ان کے ملازمین انجام دیتے رہے۔ اسی قیام کے دوران ایک مرتبہ کمال صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ جب میری ملاقات حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی سے ہوئی تو حضرت نے خیر خیریت معلوم کرنے کے بعد میرے

علاقے کی خیریت دریافت کی اور وہاں بارش و شادابی کا حال دریافت فرمایا، میرا جواب سننے کے بعد حضرت مفتی صاحب نے اپنے دونوں ہاتھوں کو داڑھی پر پھیرا اور پھیرتے ہوئے فرمایا کہ ماشاء اللہ ہمارے یہاں تو شادابی بہت اچھی ہے، ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے، سبزہ میں کوئی کمی نہیں۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد کمال صاحب نے کہا اس وقت تک میرے چہرے پر داڑھی نہیں تھی، میں داڑھی منڈایا کرتا تھا لیکن حضرت مفتی صاحب کی اس تلمیح اور اشارہ کو سمجھ گیا اور اس کے بعد سے آج تک اپنی داڑھی پر کبھی استرہ نہیں چلوایا، جس وقت اس خادم سے ان کی ملاقات ہوئی اس وقت ان کے چہرے پر پوری مسنون شرعی داڑھی موجود تھی، خادم کو یہ شبہ بھی نہیں ہوا کہ یہ کسی زمانہ میں مقطوع اللحیۃ تھے، لیکن انھوں نے اپنی زبان سے از خود یہ واقعہ سنا کر ماضی و حال سے اس خادم کو باخبر کیا۔

شیخ جلال الدین تھانیسری کا ایک واقعہ

شیخ جلال الدین تھانیسری جو حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ ان کے یہاں تھانیسر میں ایک میلہ لگتا تھا جس میں لاکھوں ہندو جمع ہوتے تھے، شیخ جلال الدین تھانیسری نے ایک مرتبہ خدام سے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ یہاں اتنے ہندو کیوں جمع ہوتے ہیں، خدام نے جواب دیا کہ یہاں ہندوؤں کا مذہبی میلہ لگتا ہے جس میں ایک جوگی آتا ہے جو بہت مرتاض ہے، جس کا کمال یہ ہے کہ پانی

کے بجائے زمین میں وہ غوطہ لگاتا ہے، ایک جگہ پر غوطہ لگا کر دوسری جگہ نکلتا ہے، یہ سن کر شیخ جلال الدین تھانیسری نے فرمایا کہ بھائی! یہ تماشہ ہم بھی دیکھیں گے، مجھے بھی وہاں لے کر چلو۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت کو لے جا کر اس جگہ کھڑا کر دیا جہاں وہ غوطہ لگاتا تھا۔ غوطہ لگاتے ہی زمین پھٹی اور وہ غائب ہو گیا، شیخ جلال الدین تھانیسری نے فوراً اپنا قدم مبارک اس جگہ پر رکھ دیا جہاں سے وہ زمین کے اندر گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جوگی اندر ہی رہ کر مر گیا، باہر نہیں نکل پایا۔ شیخ جلال الدین تھانیسری اپنی کرامت دکھا واپس آ گئے۔

فائدہ: جس زمانہ میں ہندوؤں میں ریاضت ومجاہدہ کا بہت رواج تھا اور عام طور پر پنڈت و جوگی مرتاض بن کر اس انداز کے تصرفات اور کرشمے دکھایا کرتے تھے، ان کی کاٹ کے لئے اللہ نے مسلمانوں میں بہت سے ایسے صلحاء اتقیاء اولیاء پیدا فرمائے اور ان کو کرامات سے سرفراز فرمایا، جس کے نتیجے میں ہندوؤں کے کرشمے مغلوب ہوئے اور مسلمانوں کی کرامت غالب ہوئی، جس کا اثر یہ ہوا کہ بکثرت غیر مسلم مختلف علاقوں میں مختلف اوقات میں مختلف زمانوں میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسلام کی حقانیت کو قبول کرنے پر وہ مجبور ہوئے۔ جس کو آج کے غیر تعلیم یافتہ اور سماج دشمن عناصر دوسرا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں اور اس کو اسلام دشمنی سے تعبیر کرتے ہیں اور مغلیہ دور کی زور زبردستی اس کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے پھیلنے کی حقیقت یہ ہے جس کا تذکرہ ابھی آیا۔

خواجہ احمد جام کا واقعہ

خواجہ احمد جام ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جو صاحب کشف و کرامت ہونے کے ساتھ مستجاب الدعوات بھی تھے۔

ایک مرتبہ ایک عورت اپنے نابینا بچہ کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ درخواست کیا کہ حضرت یہ بچہ نابینا ہے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیجئے تا کہ اس کی بینائی واپس آجائے۔

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ میرے ہاتھ پھیرنے سے بینائی واپس آجائے وہ عورت اصرار کرتی رہی اور حضرت بار بار یہی جواب دیتے رہے۔ بالآخر اس کے اصرار سے تنگ آکر مجلس سے باہر نکل گئے کچھ دور جانے کے بعد یہ الہام ہوا کہ تم ''کون، اور عیسیٰ کون، اور موسیٰ کون بینائی دینا اور نہ دینا میرا کام ہے، خیریت اسی میں ہے کہ واپس جا اور اس بچہ کی آنکھ پر ہاتھ پھیر اور یہ آواز آئی کہ مامی کنیم۔ چنانچہ یہی جملہ دہراتے ہوئے۔ مامی کنیم، مامی کنیم، مامی کنیم۔ واپس آئے اور بچہ کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا اور بچہ کی آنکھوں کی روشنی واپس آگئی۔

فائدہ: امت کے پریشان حال لوگ اگر اپنی کوئی پریشانی لے کر آپ کے پاس آئیں اور دعاء کی درخواست کریں تو ان کے لئے ضرور دعاء کر دینی چاہئے، آپ کا کام صرف دعاء کرنا ہے اور اس پریشانی کو دور کرنا یا نہ کرنا اللہ کا کام ہے۔ آپ یہ

سوچ کر کسی کو واپس نہ کریں کہ میں تو اس لائق وقابل نہیں ہوں، میرے دعاء کرنے سے کیا فائدہ اس لئے کہ قابلیت اور قبولیت دینا یہ اللہ کا کام ہے۔

حضرت گنگوہی کی خانقاہ کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی گنگوہ تشریف لے گئے، دوپہر کا وقت تھا، گرمی کا موسم تھا، پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی سہ دری میں ایک مٹی کا کورا لوٹا رکھا ہوا نظر آیا، آپ نے اس لوٹے کو اٹھایا اور کنویں پر تشریف لائے، کنویں سے پانی نکال کر لوٹے میں رکھا اور لوٹے سے جب آپ نے پانی پیا تو پانی بہت کڑوا تھا۔

ظہر کے وقت جب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے پورا قصہ آپ سے بیان فرمایا، آپ نے فرمایا کنویں کا پانی تو میٹھا ہے کڑوا نہیں، لیکن جب اسی لوٹے میں پانی بھر کر منگوایا اور نوش فرمایا تو واقعتاً پانی کڑوا نکلا، اس کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے ظہر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد تمام نمازیوں سے فرمایا کہ جس سے جتنا ہو سکے کلمہ طیبہ پڑھو اور خود آپ نے بھی پڑھنا شروع کیا، اس کے بعد آپ نے بہت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ دعا فرمائی، اس کے بعد اس لوٹے کا بچا ہوا پانی جب نوش فرمایا تو تلخ کے بجائے شیریں نکلا، اس کے بعد سارے نمازیوں نے ایک ایک گھونٹ کر کے پیا، سب نے

یہی بات کہی کہ پانی میٹھا ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے فرمایا کہ اس لوٹے کی مٹی اس قبر کی تھی جس پر عذاب ہو رہا تھا، اس کی وجہ سے یہ پانی تلخ ہو گیا تھا، اب الحمد للہ کلمہ طیبہ پڑھ ہوا کر ایصال ثواب کی برکت سے وہ عذاب رفع ہو گیا جس عذاب میں صاحب قبر مبتلا تھا۔

فائدہ: یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی کرامت تھی کہ آپ کو یہ محسوس ہو گیا کہ اس لوٹے کی مٹی کمہار جہاں سے لایا ہے وہ جگہ قبرستان کی ہے جہاں مردے دفن ہوتے ہیں، اور وہ مردہ عذاب قبر میں مبتلا ہے جس سے یہ مٹی بھی متاثر ہے، چنانچہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی برکت سے صاحب قبر سے وہ عذاب دور ہو گیا اور مٹی کی بو تبدیل ہو گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا وجود جس طرح دنیاوی زندگی میں نافع ہے اسی طرح انکا وجود مرنے کے بعد بھی نافع ہے، اس لیے جہاں کہیں اور جس علاقے میں بھی اللہ والے موجود ہوں اس علاقے کے لوگوں کو خصوصاً ان کی قدر کرنی چاہئے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب ایک برحق عمل ہے، لہٰذا جو لوگ اس کی حقانیت کے منکر ہیں ان کے غلط پروپیگنڈے میں لوگوں کو نہیں آنا چاہئے بلکہ ہمارے اسلاف اور اکابرین قرآن وحدیث کی روشنی میں جس راہ پر ڈال کر گئے ہیں اس راہ پر چلتے رہنا چاہئے۔

حضرت شیخ الہند کا واقعہ

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک ہندو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے یہاں مہمان بنا، رات میں سونے کے لئے بستر وغیرہ کا نظم کر دیا گیا جب سارے لوگ گہری نیند سو گئے تو حضرت شیخ الہند اپنے بستر سے اٹھے اور ہندو مہمان کا پاؤں دبانے لگے اور وہ ہندو خراٹے لے کر سوتا رہا، جب اس عمل پر ایک صاحب کی نظر پڑی تو وہ اپنا بستر چھوڑ کر آئے اور حضرت شیخ الہند کے پاس پہنچ کر انہوں نے اس کی پوری کوشش کی کہ حضرت کے بجائے یہ خدمت میں انجام دے دوں، حضرت شیخ الہند نے یہ کہہ کر ان کو واپس کر دیا کہ مہمان میرے ہیں تمہارے نہیں اور خدمت کا حق مجھ کو ہے تم کو نہیں، یہ جواب سن کر وہ صاحب مجبوراً اپنے بستر پر واپس چلے گئے۔

فائدہ: یہ تھے ہمارے اکابر یہ تھا انکا اکرام ضیف، آج کے ہمارے نوجوان فضلاء وعلماء تو ان باتوں کو سوچ بھی نہیں سکتے، آج کے زمانے میں تو ماں باپ کے پاؤں دبانے کو بھی آج کل کے لڑکے عیب اور اپنی بے عزتی تصور کرتے ہیں، چہ جائیکہ کسی مہمان کی خدمت کی توفیق نصیب ہو جائے، یہ تو دور کی بات ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی مہمان نوازی

ایک مرتبہ مدینہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر دلی آیا اور اس نے آپ سے

ملاقات کی خواہش ظاہر کی، حضرت شیخ نے ان کو ملاقات کی اجازت دے دی اور ان کے آنے سے چند روز پہلے سے ہی اس کے اکرام میں لگ گئے، پورے ہندوستان میں اس وقت جتنے اقسام کے پھل میسر تھے وہ آپ نے منگوائے، حتی کہ بعض فواکہات پاکستان اور بنگلہ دیش سے آپ نے منگوائے اور جب وہ آئے تو ان کے اکرام میں اتنا لمبا دسترخوان آپ نے بچھوایا کہ کچے گھر کا پورا چبوترہ بھر گیا اور جب وائس چانسلر نے کھانا شروع کیا تو کسی پلیٹ کی طرف دوبارہ ہاتھ بڑھانے کی نوبت نہیں آئی، اس طویل وعریض دسترخوان کو دیکھ کر وہ حیران و دنگ رہ گیا، چونکہ ہندوستان میں اتنے لمبے چوڑے دسترخوان کو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا، جب وائس چانسلر کے سامنے وہ پلیٹ کی گئی جس میں سموسے رکھے ہوئے تھے تو اس کو سمجھ نہیں پایا، اس نے بغل میں بیٹھے ہوئے بزرگ یعنی حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب سے سوال کیا کہ ''ایش ہذا'' یہ کیا ہے؟ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب نے مسکراتے ہوئے برجستہ جواب دیا''هذا ذو القرنين'' ۔اس جواب پر بہت دیر تک دسترخوان پر قہقہہ لگتا رہا۔

حضرت تھانوی کی مہمان نوازی کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری تھانہ بھون تشریف لے گئے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ نے آپ کی آمد پر بہت ہی

پرتکلف اور لمبے چوڑے دسترخوان کا نظم فرمایا، جب کھانے کے لئے حضرت سہارنپوری تشریف لے گئے تو لمبے چوڑے پُرتکلف دسترخوان کو دیکھ کر حضرت سہارنپوری نے حضرت تھانوی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تو سنتا تھا کہ آپ بہت اصولی ہیں لیکن دسترخوان دیکھ کر سمجھ میں آیا کہ آپ بہت بے اصولی ہیں، حضرت تھانوی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت دسترخوان میزبان کے اصول کے مطابق نہیں بلکہ مہمان کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے، آپ کی جو حیثیت ہے دسترخوان اب بھی اس سے کم ہے، یہ جواب سن کر حضرت سہارنپوری خاموش ہو گئے اور جی بھر کر کھانا نوش فرمایا۔

حضرت مالک بن دینار کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار جن کی کنیت ابو یحیٰ تھی، ائمۂ طریقت میں آپ کا شمار کبار اولیاء میں ہوتا ہے، آپ صاحب کشف وکرامت بزرگوں میں سے ہیں، آپ کے والد کا نام دینار تھا، اس لیے مالک بن دینار کے نام سے آپ مشہور ہیں، آپ کے والد غلام تھے اور غلامیت ہی کی حالت میں آپ کی پیدائش ہوئی، اس لیے آپ غلام زادہ سے پہچانے جاتے تھے۔ حضرت حسن بصری کے آپ معاصر تھے اور بعد میں آپ ہی کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور بیعت ہوئے اور ریاضت ومجاہدہ کے مختلف ادوار سے گزر کر صاحب کشف وکرامت اولیاء میں شمار ہونے لگے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کشتی پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے، کشتی جب منجدھار میں پہنچی تو ملاح نے سب سے کرایہ وصول کرنا شروع کیا، جب آپ کی باری آئی تو آپ نے کرایہ دینے سے یہ کہہ کر معذرت کر دیا کہ میرے پاس کرایہ دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے، اس کے جواب میں ملاح نے آپ کو برا بھلا کہنے کے ساتھ اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے، جب آپ ہوش میں آئے تو ملاح نے دوبارہ کرایہ کا مطالبہ کیا، اس کے ساتھ یہ دھمکی دی کہ اگر کرایہ نہیں دیا تو ہم تم کو دریا میں پھینک دیں گے۔

ملاح کی اس بدتمیزی کے بعد اللہ کی قدرت جوش میں آئی اور سینکڑوں مچھلیاں کشتی کے گرد و پیش جمع ہو گئیں، جن کے منھ میں دینار تھا، حضرت مالک بن دینار نے انھیں مچھلیوں میں سے ایک مچھلی کے منھ سے ایک دینار لیا اور ملاح کو دے دیا۔

ملاح نے جب یہ ماجرا دیکھا تو حیران و ششدر رہ گیا، اس کے بعد آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا کہ ہم نے آپ کو پہنچانا نہیں۔

حضرت مالک بن دینار اس کے بعد کشتی سے اترے اور پانی کی سطح پر چلنے لگے اور چلتے چلتے سب کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ یہ منظر دیکھ کر کشتی پر بیٹھے سارے مسافر اور ملاح حیران و دنگ رہ گئے۔

فائدہ: ہر زمانے میں بعض اہل اللہ کے ساتھ اس طرح کی ناپسندیدہ حرکت ہوتی رہی ہے اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوتا رہا کہ ان اللہ والوں کو اس وقت کے لوگوں کی نظریں پہچان نہیں سکیں، اس لیے کسی بھی شخص کے ساتھ کوئی نازیبا حرکت یا نازیبا و پلید جملہ نکالنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچ لینا چاہئے۔

حضرت مالک بن دینار یہ پہلے وہ تابعی بزرگ ہیں جو ہندوستان کے کیرلا علاقہ میں تبلیغِ دین واشاعتِ دین کے لیے تشریف لائے۔

حضرت مالک بن دینار کا دوسرا واقعہ

حضرت مالک بن دینار نے دنیا اور دنیاداروں سے ہمیشہ اپنے کو دور رکھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بصرہ میں ایک بڑے رئیس کا انتقال ہوگیا، اولاد میں اس کی صرف ایک بچی تھی، لہٰذا پورے ترکہ کی تنہا وہ مالکہ بن گئی۔ اس کے بعد اس نے شادی کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ حضرت ثابت بنانی کے پاس وہ گئی اور اس نے ان سے اپنی خواہش کے اظہار کے ساتھ ان کو اس کام کا پیغامبر بنایا، چنانچہ انہوں نے حضرت مالک بن دینار تک رئیس زادی کا پیغام پہونچایا۔

یہ سن کر حضرت مالک بن دینار نے فرمایا میں تو دنیا کو طلاق دے چکا ہوں، اور چونکہ عورت کا شمار بھی دنیا میں ہوتا ہے اس لئے کہ دنیا کی صورت مثالیہ عورت ہی کی ہے، اور جس کو میں طلاق مغلظہ دے چکا ہوں اس سے دوبارہ نکاح کیسے کرسکتا ہوں۔

فائدہ: اس لئے سالکین کو ہمیشہ اس دنیاء دنی سے دور رہنا چاہئے، لیکن اس وقت افسوس ہوتا ہے جب ایسے نوجوان فضلاء وعلماء اور نام کے پیروں کو امراء و اغنیاء کی چوکھٹوں پر خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے سلف کیا تھے اور خلف کیا ہوگئے۔ اللہ پاک ہر سالک کی حفاظت فرمائے اور اپنے اسلاف کے

نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے پاس ایک پنڈت آیا کرتا تھا، اس کا معمول یہ تھا کہ وہ روزانہ مدرسہ کے کنویں پر آتا اور غسل کرتا اور سورج کو جل چڑھاتا، لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس کو اس سے کبھی منع نہیں فرمایا تا آنکہ حضرت شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔

آپ کے انتقال کے بعد اس پنڈت نے ایک روز حضرت شاہ صاحب کے نواسہ حضرت مولانا اسحٰق صاحب کو بلایا اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ میری تمہارے نانا سے بچپن سے دوستی تھی، اب وہ نہیں رہے، مجھے اچھا نہیں لگتا کہ دنیا میں تو ہم دونوں ایک ساتھ رہے ملتے جلتے رہے اور وہاں جا کر ان کا مقام اور ہو اور میرا ٹھکانہ اور۔ لہٰذا مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنادو، چنانچہ اس نے حضرت مولانا اسحٰق صاحب سے کلمہ پڑھا اس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے بافیض دامن سے وابستہ ہوگیا، اور موقع رہتے ہوئے اپنا ٹھکانہ چینج کرلیا۔

حضرت مالک بن دینار کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار کا ایک مرتبہ مناظرہ ہوا، دونوں فریق اپنے کو حق پر

کہتے رہے، بالآخر لوگوں نے یہ طے کیا کہ کسی جگہ آگ جلائی جائے اور دونوں کا ہاتھ آگ میں ڈال دیا جائے جس کا ہاتھ نہ جلے وہ حق پر ہے اور جس کا ہاتھ جل جائے وہ ناحق پر ہے۔

چنانچہ آگ جلائی گئی اور حضرت مالک بن دینار اور ملحد دونوں نے اپنا اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا لیکن کسی کا بھی ہاتھ آگ میں نہیں جلا۔ اس کے بعد یہ طے پایا کہ دونوں حق پر ہیں۔

لیکن حضرت مالک بن دینار کو اس کا بے حد رنج و قلق ہوا، اس کے بعد انہوں نے اللہ کے حضور اپنا گلہ وشکوہ رکھا کہ اے اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ ملحد اور میرا دونوں کا ہاتھ محفوظ رہا؟۔

اللہ کی طرف سے جواب آیا کہ اے مالک! تمہارے ہاتھ کی برکت سے ملحد کا ہاتھ بچ گیا ورنہ اگر وہ تنہا اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتا تو یقیناً اس کا ہاتھ جل جاتا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے فیوض و برکات سے اغیار بھی محروم نہیں ہوتے تو اپنے اور احباب کہاں محروم ہو سکتے ہیں۔

اللہ والوں کے فیوض و برکات سے جس طرح لوگ زندگی میں مستفیض ہوتے ہیں، مرنے کے بعد بھی ان کا فیض جاری و ساری رہتا ہے، اور اہل عقیدت و محبت اور قربت رکھنے والے مختلف انداز سے اس سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں، جس کی ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

خواجہ عثمان ھارونی کے پیر بھائی کا واقعہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی ایک مرتبہ اپنے ایک پیر بھائی کی تدفین میں شریک ہوئے، تدفین کے بعد سارے لوگ قبرستان سے رخصت ہوگئے، لیکن حضرت خواجہ عثمان ہارونی کچھ دیر قبر کے پاس ٹھہرے رہے، اتنے میں صاحبِ قبر کا حال آپ پر منکشف ہوا کہ کسی جرم میں صاحب قبر کے پاس عذاب کے فرشتے آچکے ہیں، حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے جب ان فرشتوں کی آمد کو محسوس کرلیا تو قبل ازیں کہ وہ اپنا کام شروع کرتے آپ نے ان فرشتوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہ شخص مجھ سے تعلق رکھنے والوں میں سے ہے، حضرت کے یہ فرمانے کے بعد عذاب کے فرشتے واپس ہوگئے اور اس طرح عذاب، صاحب قبر سے دفع ہوگیا۔

فائدہ: نادان ہیں وہ لوگ جو اللہ والوں سے تعلق کو لغو اور بے کار سمجھتے ہیں، اللہ والوں کا تعلق دنیا میں بھی کام آتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اور ان کے فیوض وبرکات سے ہر حال میں لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار ایک مرتبہ بہت سخت علیل ہوئے جب افاقہ ہوا

تو کسی ضرورت سے بمشکل تمام دوسروں کے سہارے بازار تشریف لے گئے، پہونچتے ہی بازار میں بادشاہ کی سواری آ گئی اور ہٹو بچو کا شور ہونے لگا۔ آپ بیماری کی کمزوری کی وجہ سے راستہ سے جلدی نہیں ہٹ پائے قدرے تاخیر ہوگئی، اس کی وجہ سے بادشاہ کے ہمراہیوں میں سے ایک نے آپ کو ایک کوڑا رسید کر دیا جس کی تکلیف کمزوری کی وجہ سے آپ کو بہت ہوئی، اسی درد اور تکلیف میں حضرت مالک بن دینار کی زبان سے بے ساختہ یہ نکلا کہ خدا کرے تیرے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

چنانچہ کل ہو کر کسی جرم کی پاداش میں کوڑا مارنے والے کے ہاتھ کاٹ کر چوراہے پر ڈلوا دیئے گئے۔

فائدہ: اس لئے اللہ والوں کا دل دکھانے سے بہت پرہیز کرنا چاہئے جب ان کا دل دکھتا ہے اور درد میں زبان سے کچھ نکلتا ہے تو وہ اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتا، اس لئے اللہ والوں کی شان میں بہت محتاط رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہر ایک کی حفاظت فرمائے۔

حضرت حبیب عجمی کا واقعہ

حضرت حبیب عجمی چونکہ قرآن کریم درست تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھ پاتے تھے اس لئے عجمی کہلاتے تھے۔

حالانکہ آپ تابعی ہونے کے ساتھ کبار اولیاء میں سے ہیں اور آپ کا شمار

پہلی صدی ہجری کے مشائخ تصوف میں ہوتا ہے، حضرت حسن بصری کے آپ مریدین میں سے تھے، بعد میں آپ صاحب کشف وکرامت اولیاء میں شمار ہونے لگے، اسی کے ساتھ آپ مستجاب الدعوات بھی تھے، آپ کی دعاء سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت روتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتلایا کہ میرا لڑکا گم ہوگیا ہے، تلاش بسیار کے باوجود ابھی تک نہیں ملا ہے، اس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، دعاء فرمادیں وہ واپس آجائے۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ ہے، اس نے کہا دو درہم ہیں آپ نے فرمایا اس کو صدقہ کردے، اس کے بعد آپ نے دعاء کی اور دعاء کے بعد فرمایا جا تیرا بیٹا گھر پہونچ گیا، چنانچہ جب وہ عورت اپنے گھر پہونچی تو اپنے بیٹے کو گھر میں موجود پایا، یہ ماجرا دیکھ کر عورت حیران ہوگئی۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک کا ارشاد

عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ ہم علم کثیر کے اتنے محتاج نہیں جتنا ادب قلیل کے محتاج ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ عارف وسالک کے لئے ادب اتنا ہی ضروری ہے جتنا مبتدی کے لئے توبہ۔

حضرت ابوعلی دقاق کا ارشاد

حضرت ابوعلی دقاق فرماتے تھے کہ بندہ طاعت کے ذریعہ جنت تک پہونچ جاتا ہے اور طاعت میں ادب کے ذریعہ اللہ تک پہونچ جاتا ہے۔

حضرت جلال الدین بصری کا ارشاد

حضرت جلال الدین بصری فرمایا کرتے تھے ایمان کے لئے توحید ضروری ہے جس میں توحید نہیں ایمان نہیں اور ایمان کے لئے شریعت ضروری ہے، لہٰذا جہاں شریعت نہیں ایمان نہیں، اور شریعت کے لئے ادب ضروری ہے، لہٰذا جس میں ادب نہیں اس میں نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے نہ توحید ہے۔

عبداللہ ابن مبارک کا ملفوظ

عبداللہ بن مبارک فرماتے تھے جو آداب سے لاپرواہی برتتا ہے وہ سنتوں سے محروم کردیا جاتا ہے اور جو سنن سے غفلت برتتا ہے وہ واجبات وفرائض سے محروم کردیا جاتا ہے اور جو فرائض سے غفلت برتتا ہے اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔

حضرت سری سقطی کا ملفوظ

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں، میں رات میں ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے میں مصروف تھا اور میرے پاؤں قبلہ کی طرف دراز تھے، ایک شخص نے بلند آواز سے کہا سری کیا اس طرح پاؤں پھیلا کر بادشاہ کی طرف بیٹھ سکتے ہو؟ فوراً مجھ کو تنبہ ہو گیا اور میں نے پاؤں سکیڑ لیا اور توبہ واستغفار کیا۔

حضرت جنید بغدادی فرمایا کرتے تھے اس کے بعد حضرت سری سقطی ساٹھ سال زندہ رہے لیکن کبھی پاؤں دراز نہیں کیا نہ دن میں نہ رات میں۔

شمس الائمہ حلوانی کا ملفوظ

شمس الائمہ حلوانی فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ میرے پاس علم آیا ہے وہ ادب اور عظمت ہی کے راستے سے آیا ہے؛ کیونکہ کبھی ایک کاغذ بھی میں نے بغیر طہارت اور وضو کے ہاتھ نہیں لگایا اور ہمیشہ میں نے ذرائعِ علم میں ادب واحترام ملحوظ رکھا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علم سے حظ وافر مجھ کو حاصل ہوا۔

حضرت بشر حافی کا واقعہ

حضرت بشر حافی جو اولیاء کبار میں سے ہیں، ایک مرتبہ راستہ چلتے ہوئے

راستہ میں زمین پر گرا ہوا کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا، جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا، آپ نے اس کو بہت ادب واحترام کے ساتھ اٹھایا اور صاف ستھرا کر کے، خوش بو لگا کر، کسی محفوظ جگہ پر رکھنے کی کوشش کی، لیکن جب کوئی جگہ نہیں مل سکی تو اس کو وہ نگل گئے، اس کا ثمرہ ان کو اللہ پاک کی طرف سے یہ ملا کہ خلقِ خدا کی زبان پر ان کا نام عزت کے ساتھ جاری کر دیا، آج بھی دنیا والے ان کا نام انتہائی ادب واحترام کے ساتھ لیتے ہیں۔

خواجہ ابو اسحاق غاذرونی کا واقعہ

خواجہ ابو اسحاق غاذرونی کپڑے کی بنائی کا کام کرتے تھے، ان کا کھانا جو گھر سے آتا تھا، اس میں سے چند روٹیاں بچا کر طاق پر رکھ دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ تین اللہ والے ان کے کام کی جگہ کے پاس سے گزرے، ان کی نظر ان اللہ والوں پر پڑ گئی وہ طاق میں رکھی ہوئی روٹیاں دونوں ہاتھوں میں لے کر ادب کے ساتھ ان درویشوں کی راہ میں کھڑے ہو گئے، جب وہ ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے سر جھکا کر انتہائی ادب واحترام کے لب ولہجہ میں دونوں ہاتھوں سے روٹیوں کو پیش کرتے ہوئے یہ عرض کیا، حضور والا! کھانا حاضر ہے، تناول فرمائیں، ان درویشوں کو ان کا یہ ادب بہت پسند آیا اور ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ لڑکا بہت باادب ہے، اس کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو کچھ دینا چاہئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک اللہ والے نے ان کے لیے دین داری کی دعا مانگی کہ یا اللہ! اس کو دین دار بنا دے، دوسرے اللہ والے نے دنیا کی تمام

نعمتوں کے ملنے کی دعا مانگی، تیسرے اللہ والے نے ان کو استقامت کی دعا دی کہ اللہ تم کو دین و دنیا کی نعمتوں میں استقامت عطا فرمائے۔

فائدہ: حضرت خواجہ ابو اسحاق غاذرونی فرمایا کرتے تھے کہ آج مجھ کو جو شہرت و عزت اور باطنی دولت میرے پاس موجود ہے یہ سب انھیں درویشوں کی دعا کی برکت ہے اور اس ادب کا ثمرہ ہے، جس کے ساتھ میں ان کے سامنے پیش آیا۔

حضرت شمس العارفین کا واقعہ

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت شمس العارفین حج کے لیے تشریف لے گئے اور حج سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ حاضری کا ارادہ فرمایا، لیکن معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ حج کے طفیل میں روضۂ اقدس کی حاضری اور زیارت بے ادبی ہے، چنانچہ اس کے بعد گھر واپس آ گئے اور ایک رات گھر پر قیام فرمایا اور دوسرے دن مستقل روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کیا، جب روضۂ اقدس پر پہنچ گئے تو پہنچ کر "**الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ!**" کے ساتھ سلام پیش کیا تو روضۂ اقدس سے جواب آیا: "**وعلیک السلام یا شمس العارفین!**"۔

حالانکہ اس سے پہلے یہ خطاب آپ کو کسی نے نہیں دیا، سب سے پہلے یہ خطاب آپ کو روضۂ اقدس سے ملا اور پھر پوری دنیا میں اسی خطاب کے ساتھ مشہور ہوئے۔

فائدہ: حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی فرمایا کرتے تھے کہ تمام اعمال کا مدار خلوص نیت اور ادب پر ہے، حضرت شمس العارفین کو جب یہ عظیم خطاب ملا، یہ ان کے روضۂ اقدس کی حاضری کے سلسلے میں ادب کا ثمرہ تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا واقعہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا واقعہ ہے کہ آپ قلم سے کچھ تحریر فرما رہے تھے کہ اسی دوران قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء جانے کی ضرورت پیش آئی، بیت الخلاء میں جانے کے بعد آپ کی نظر انگوٹھے پر پڑی، جس کے ناخن پر روشنائی کا ایک نقطہ لگا ہوا تھا جو کتابت کے دوران قلم کی درستگی کے لیے عموماً انگوٹھے کا سہارا لینے کے وقت انگوٹھے کے ناخن میں لگ جایا کرتی ہے، آپ نے جب روشنائی کو انگوٹھے پر دیکھا تو بیت الخلاء سے فوراً باہر نکل آئے، اور اس کو دھو کر صاف کیا اور اس کے بعد بیت الخلا تشریف لے گئے، فارغ ہونے کے بعد حاضرین سے آپ نے فرمایا کہ اس سیاہی کے نقطہ کی علم کے ساتھ ایک نسبت ہے، اس لیے اس کے ساتھ بیت الخلا میں جانا بے ادبی معلوم ہوئی، اس لیے اس کو دیکھنے کے بعد بیت الخلا سے نکل آیا اور اس کو دھو کر دوبارہ واپس گیا۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ

حضرت مولانا قاسم نانوتوی علیہ الرحمہ اکثر کلیر شریف حضرت خواجہ علاؤ

الدین صابر کے مزار پر اکتسابِ فیض روحانی کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے، لیکن اس حاضری میں آپ کا معمول یہ تھا کہ مزار سے بہت پہلے پاؤں سے جوتے نکال کر ہاتھ میں لے لیا کرتے تھے اور کمالِ ادب ومحبت میں ننگے پاؤں مزار پر حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا واقعہ

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری جو دار العلوم دیوبند کے قابل ذکر وفخر اساتذہ میں سے تھے اور جن کو چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جاتا تھا، ان کا محبوب مشغلہ کتابوں کا مطالعہ تھا اور جب مطالعہ کرتے تھے تو کبھی بلا وضوء کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے اور کتاب میں حاشیہ کے مطالعہ کا وقت آتا تو کتاب کے بجائے خود اٹھ کر حاشیہ کی جگہ بیٹھ جاتے، کتاب کا رخ تبدیل نہیں کرتے تھے۔

نیز کتابوں کے رکھنے میں بھی ادب کو ملحوظ رکھتے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کے علم میں ایسی برکت ڈالدی کہ اپنے زمانہ کے علامہ بن گئے اور ان کے علم کی لوگوں کے دلوں میں ایسی عظمت پیدا ہوئی کہ کبار علماء انکے علمی تبحر کے اعتراف پر مجبور ہوگئے۔ اور خود فرمایا کرتے تھے کہ میں اس مقام پر علم اور ذرائع علم یعنی کتاب کے ادب کی وجہ سے پہونچا۔

ایک اللہ والے کا واقعہ

اللہ والوں کی نظر بعض ایسی چھوٹی باتوں پر ہوتی ہے جہاں اکثر لوگوں کی نظر نہیں پہونچتی لیکن جو پہونچے ہوئے ہوتے ہیں ان کی پہونچ بہت بڑی ہوتی ہے۔

چنانچہ ایک اللہ والے تھے ان کے سامنے جب گرم اور ٹھنڈی روٹی پیش کی جاتی تو وہ پہلے ٹھنڈی روٹی تناول فرماتے، بعض خدام نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات ہے کہ آپ گرم چھوڑ کر ٹھنڈی روٹی پہلے کھاتے ہیں؟ حالانکہ دنیا والوں کا معمول تو اس کے برعکس ہے، وہ پہلے گرم روٹی کھاتے ہیں۔

اس کے جواب میں اللہ کے ولی نے فرمایا ٹھنڈی روٹی پہلے پکی ہے، اس لئے اس کو قرب زمانی کی نسبت زیادہ حاصل ہے، جو گرم روٹی کو حاصل نہیں، چونکہ وہ بعد میں پکی ہے۔

اس لئے میں ٹھنڈی روٹی پہلے کھاتا ہوں، یہ جواب سن کر حاضرین اور خدام حیران ہو گئے اور عش عش کر کے رہ گئے۔

کہ اللہ والوں کی نظر کتنی باریک ہوتی ہے اور کس طرح چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی وہ نسبت قرب و بعد کو تلاش کر لیتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی کے ایک مرید نے حضرت سے حج پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن اسی کے ساتھ اپنی بے بضاعتی کا بھی گلہ کیا، حضرت نے مرید کی طلب کو صادق پا کر اپنے پاس سے ایک دینار مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ یہ ایک دینار لو اور حج کے لئے روانہ ہو جاؤ۔

چنانچہ وہ شخص ایک دینار لے کر حج کے ارادہ سے نکل پڑا بستی سے نکلا ہی تھا کہ ایک قافلہ نظر آیا، انھوں نے پوچھا بھائی کہاں جا رہے ہو؟ اہل قافلہ نے بتلایا کہ حج کے لئے جا رہا ہوں، اس نے خوش ہو کر کہا بھائی میں بھی حج کے ارادہ سے گھر سے نکلا ہوں، لیکن میرے پاس سواری نہیں ہے، اہل قافلہ نے کہا ہمارے قافلہ کے رفقاء میں ایک صاحب بیماری کی وجہ سے سفر نہیں کر سکے، ان کی سیٹ فلاں سواری پر خالی ہے، اس پر جا کر بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ اس پر بیٹھ گیا۔

اس طرح قافلہ کا یہ شخص ممبر بن گیا، جہاں قافلہ ٹھہرتا کھانا پکاتے اہل قافلہ مہمان کو بھی کھانے میں شریک کرتے۔ اس طرح پورے سفر حج میں ان کی حیثیت مہمان کی رہی تا آنکہ حج سے یہ فارغ ہو گئے، اور واپسی پر جہاں سے یہ قافلہ میں شریک ہوئے تھے وہاں لا کر اتار دیا، اس کے بعد مرید حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہو کر پورے سفر کی کارگذاری سنائی اور ایک دینار کی برکت بتلائی، حضرت

نے فرمایا دینار جب خرچ نہیں ہوا تو مجھے واپس کر دو تا کہ اللہ کے کسی دوسرے بندہ کی ضرورت پوری ہو جائے۔

فائدہ: اللہ والوں کے پیسوں میں اسی طرح کی برکت ہوتی ہے جس کو دنیا دار نہیں سمجھ پاتے کہ ضرورت بھی پوری ہو جائے اور پیسہ بھی خرچ نہ ہو۔

حضرت جنید بغدادی کا دوسرا واقعہ

حضرت جنید بغدادی ہی کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب اکتساب فیض کے لئے آپ کی خدمت میں کئی سال رہے۔ لیکن ایک طویل عرصہ تک رہنے کے باوجود آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی تو ایک دن اس نے عرض کیا کہ حضرت اجازت ہو تو میں کسی اور شیخ کے پاس چلا جاؤں، چونکہ اتنے لمبے عرصہ میں آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی۔

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ اچھا میرا کوئی کام خلاف سنت دیکھا؟ اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا اصل کرامت اتباع سنت ہے اس سے بڑی کوئی کرامت نہیں ہو سکتی۔

فائدہ: عموماً اہل اللہ کے پاس رہنے والے انہی جیسی خرافات کے شکار رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ منزل مقصود تک نہیں پہونچ پاتے، حالانکہ اصل یہ ہے کہ اللہ والوں کی جو تعلیمات ہوں بندہ اس میں لگا رہے اور پابندی سے اس کو کرتا رہے،

لیکن خواہ مخواہ کی چیزوں کی جستجو میں پڑ کر اپنے کو زوال پذیر بنا لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ فلاں اللہ والے کے پاس اتنے دنوں رہا لیکن کچھ ملا نہیں۔

ایک اللہ کے ولی کا واقعہ

ایک اللہ والے ایک مرتبہ کہیں راستہ سے جا رہے تھے، بارش کی وجہ سے راستہ کیچڑ آلود تھا جس کی وجہ سے چلنے میں چھینٹ بھی اڑ رہی تھی، اچانک آپ کے پاس سے میاں بیوی کا ایک جوڑا گزرا اور آپ کے چپل کی چھینٹ بیوی کے کپڑے پر جا کر گر گئی، اس صورتحال کو دیکھ کر شوہر طیش میں آ گیا اور اسنے اللہ والے کو ایک عام آدمی سمجھ کر بہت برا بھلا کہا، بلکہ غصہ میں تھپڑ بھی رسید کر دیا، شوہر کے اس عمل سے بیوی بہت خوش ہوئی اور اس نے خوب داد دیا اور خوشی خوشی دونوں گھر کے لیے روانہ ہو گئے، جب دونوں گھر پہونچے تو سیڑھی پر چڑھتے ہوئے شوہر کا پاؤں سیڑھی میں اٹک گیا جس کی وجہ سے وہ وہیں پر گرا اور مر گیا شور و ہنگامہ کے بعد جب لوگ جمع ہوئے تو اس کی بیوی نے لوگوں سے بتایا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے شوہر نے ایک بڑے میاں کو ایک تھپڑ مارا تھا، لگتا ہے انہیں کی بد دعاء اور آہ کا یہ اثر ہے کہ میرا شوہر مر گیا، لوگ اس بڑے میاں کی جستجو میں نکلے اور اتفاق سے ان سے ملاقات ہو گئی، لوگوں نے ان سے واقعہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ آپ کی بد دعاء کی وجہ سے ایک جوان کی جان چلی گئی۔

اس کے جواب میں اس اللہ کے ولی نے کہا کہ میں نے بد دعا تو نہیں کی، البتہ یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کو بیوی سے محبت تھی، جب اس کی محبوبہ کو میری چپل کی چھینٹوں سے جو اس کے کپڑے کو غیر ارادی طور پر لگیں تو اس کے محبّ یعنی شوہر کو تکلیف پہونچی تو اس کے محبّ نے اس کا مجھ سے بدلہ لے لیا۔

اسی طرح مجھ سے میرے خالق و مالک اور پالنہار کو محبت ہے، اس لئے کہ میں نے کبھی اپنے کسی قول یا فعل یا عمل سے اس کو ناراض نہیں کیا تو جب مجھ کو تکلیف پہونچی اس کے تھپڑ مارنے سے تو میرے محبّ یعنی اللہ جل شانہ نے اس سے اس کا بدلہ لے لیا۔

فائدہ: اسی لئے کہا گیا ہے: ''**جزاء سیئة سیئة مثلها**''۔ لہٰذا اس دار فانی میں رہتے ہوئے مکافات عمل سے غافل نہیں ہونا چاہئے ''از مکافات عمل غافل مشو''۔

اور مثل مشہور ہے: جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ

اس لئے اللہ والوں کے ساتھ وہ لوگ جو واجب الاحترام ہیں جیسے ماں باپ، اساتذہ، مشائخ ان کے ساتھ کسی طرح کی بدزبانی یا بدگمانی یا الزام تراشی یا افترا پردازی یا اذیت رسانی یا دل آزاری، یا زبان درازی جیسی ناروا و نازیبا و غلط حرکتوں سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچانا چاہئے، ورنہ آخرت تو تباہ ہوتی ہی ہے دنیا بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ آجلاً سزا کے بجائے عاجلاً من جانب اللہ اس کو سزا مل جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا دوسرا واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ جب جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جامع مسجد تشریف لے جاتے تو اپنے چہرے پر رومال اس طرح سے ڈالتے کہ نگاہ کے ساتھ پورا چہرہ چھپ جایا کرتا تھا، بہت سے وہ لوگ جو ہفتہ بھر آپ کی زیارت کے منتظر رہتے تھے جمعہ کے دن بھی زیارت سے محروم رہنے لگے، جب لوگوں نے کثرت سے اس کی شکایت خادم سے کی تو خادم نے ہمت کر کے حضرت شاہ صاحب سے لوگوں کی شکایت کا تذکرہ کیا اور اس ہیئت کو بدل کر چہرہ کھول کر جامع مسجد تشریف آوری کی درخواست کی۔

اس کے جواب میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنا رومال سر سے اتار کر خادم کے سر پر ڈال دیا، رومال سر پر رکھتے ہی خادم بے ہوش ہو کر گر گیا، لوگوں نے دوڑ کر اسکو اٹھایا اور سمبھالا جب خادم ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ جیسے حضرت شاہ صاحب نے رومال میرے سر پر ڈالا بازار کے سارے لوگ کتے اور خنزیر اور بلی و بندر کی شکل میں نظر آنے لگے، اس منظر کو دیکھ کر میں بے ہوش ہو گیا۔

اسی وجہ سے حضرت شاہ صاحب اپنے سر پر رومال ڈال کر اور چہرہ چھپا کر جامع مسجد آتے جاتے تھے تا کہ ان کی اصل صورت ان کو نظر نہ آئے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ذاتی مخصوص اعمال کے کھود

کرید میں لوگوں کو نہیں پڑنا چاہئے بلکہ ان سے علمی وعملی وروحانی اکتساب فیض تک اپنے کو محدود رکھنا چاہئے، بہت زیادہ اندر گھسنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، اس لئے کہ اس سے بعض مرتبہ نفع سے زیادہ نقصان ہوجاتا ہے اور اس کی تلافی ناممکن ہوجاتی ہے۔

حضرت سری سقطی کا واقعہ

حضرت سری سقطی کبار اولیاء میں سے ہیں اور ابتداء عہد کے کبار صوفیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، معروف کرخی، حبیب عجمی جیسے متقدمین صوفیاء کے آپ صحبت یافتہ ہیں اور بغداد میں تصوف کی داغ بیل آپ ہی نے ڈالی اور اس کی اشاعت کا سہرا بھی آپ ہی کے سر جاتا ہے۔ نیز حضرت جنید بغدادی کو جنید وقت بنانے میں آپ ہی کا اہم رول رہا ہے، چونکہ جنید بغدادی حضرت سری سقطی کے بھانجے تھے، اس لئے ان کی تعلیم وتربیت پر آپ نے خصوصی توجہ دی اور آپ ہی کی برکت سے حضرت جنید بغدادی آسمان تصوف کے آفتاب ومہتاب بن کر چمکے۔

حضرت سری سقطی ایک مرتبہ دوران سفر غلبۂ نیند دور کرنے کے لئے ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما ہوئے۔ درخت سے آواز آئی ''یا سری کن مثلی'' حضرت سری یہ آواز سن کر بیٹھ گئے، کئی مرتبہ آواز سننے کے بعد آپ کو یقین آ گیا کہ یہ آواز درخت سے آرہی ہے، تب آپ نے جواب دیا ''یا شجر کیف اکون مثلک'' اے درخت میں تیرے جیسا کیسے بن سکتا ہوں۔

درخت نے جواب دیا: ''ان الناس یرمون الی الحجارۃ و انا القی إلیھم الثمر''، اے سری! لوگ مجھ پر پتھر پھینکتے ہیں، اور میں اس کے بدلہ میں ان کے قدموں میں پھل نچھاور کرتا ہوں، لہٰذا اے سری تو بھی ایسا ہی بن جا۔ حضرت سری سقطی درخت کا یہ جواب سنکر حیران رہ گئے، لیکن معاً یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ جب اس کے اندر اتنی بڑی خوبی ہے تو اس کو کاٹ کر جلایا کیوں جاتا ہے اور ایندھن کیوں بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سری سقطی نے درخت کو مخاطب کر کے یہ سوال کیا ''فکیف مصیرک الی النار''۔

درخت نے اس کے جواب میں کہا کہ اے سری! جہاں میرے اندر بہت بڑی خوبی ہے اسی کے ساتھ میرے اندر ایک بہت بڑی خامی بھی ہے جس نے میری خوبی پر پانی پھیر دیا ہے اور وہ خامی یہ ہے ''فامیل بالھواء الی ھنا و الی ھنا'' یعنی میں ہوا کے ساتھ اپنا رخ تبدیل کرتا رہتا ہوں، جدھر کی ہوا چلتی ہے میں ادھر ہی جھک جاتا ہوں اور یہ نفاق کی علامت ہے، اسی وجہ سے میرا انجام وہ ہے جس کو تم دیکھتے ہو اور میری انتہا نے میری خوشگوار ابتداء پر پانی پھیر دیا ہے۔

حضرت سری سقطی دانائی پر مبنی اس کا جواب سن کر خاموش و حیران و ششدر ہو گئے۔

فائدہ: یہ حقیقت ہے کہ نفاق بہت بری خصلت ہے، قرآن و حدیث میں اس کی بہت مذمت آئی ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ''إن المنافقین فی الدرک الاسفل من النار''۔ اس لئے عوام امت کے ساتھ بالخصوص سالکین کو

اس مہلک وڈینجر بیماری سے اپنے کو بہت دور رکھنا چاہئے، بالخصوص اپنے شیخ ومرشد کے تعلقات میں نفاق کی بو بھی نہیں آنے دینا چاہئے اور انہیں لوگوں نے کچھ پایا بھی ہے جو مخلص بن کر اخلاص کے ساتھ اپنے شیخ کے بافیض دامن سے وابستہ رہے اور یہ ہمیشہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ یہ اللہ والے اپنے یہاں کے وارد ین وصادرین مریدین ومتوسلین کے اخلاص ونفاق کو خوب اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں اور فراست کی نظر سے ہر آنے جانے والے اور ہر تعلق رکھنے والے کو وہ دیکھتے ہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کون منافق ہے اور کون مخلص، لیکن ان کا ہر ایک کے ساتھ برتاؤ محبانہ ومشفقانہ ہوتا ہے، اس سے اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے کہ میں اللہ والوں کی نظر میں مخلصین میں سے ہوں، اس لئے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور تعلقات میں خلوص و اپنائیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نفاق سے حفاظت فرمائے اور صلحاء کا مخلص بنائے۔

حضرت شیخ الہند کا واقعہ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی جو ہندوستان کے ان اکابرین میں سے ہیں جو دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم بنے اور جنہوں نے اپنی پوری زندگی عبادت و ریاضت کے ساتھ خدمت دین اور اشاعت علوم وفنون اور اسلام ومسلمانوں کی بقاء اور ملک وملت کی آزادی میں گزار دی۔

آپ جہاں علم ظاہر کے پہاڑ تھے اور دار العلوم دیوبند جیسے مؤقر ادارہ کے شیخ الحدیث وصدر مدرس تھے وہیں آپ باطنی اعتبار سے اونچے مقام پر فائز تھے، اس وقت کے اکابرین کے آپ اجازت یافتہ تھے اسی کے ساتھ ملک وملت کے لئے ایک عظیم قائد کی حیثیت بھی آپ رکھتے تھے، بالخصوص آزادی ہند کے لئے آپ بہت زیادہ فکرمند تھے اور سوزِ دروں کے ساتھ متحرک رہتے تھے۔

ریشمی رومال کی تحریک آپ ہی نے شروع کی جس کے نتیجے میں آپ کو حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا عزیر گل پشاوری کے ساتھ انگریز بدبختوں کے حکم پر حجاز مقدس میں گرفتار کیا گیا اور مالٹا میں لاکر آپ کو قید بامشقت کی سزا سے گزارا گیا اور ایک لمبے وقفہ تک آپ مالٹا کی جیل کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے، بالآخر جون ۱۹۲۰ء میں مالٹا کی اسارت سے رہا ہوکر بمبئی پہونچے۔

حکیم اجمل خاں چونکہ آپ کے مریدین میں سے تھے اس لئے آپ کا علاج ومعالجہ انہی کے یہاں ہوتا تھا، چنانچہ مالٹا سے واپسی کے بعد بغرض علاج دہلی میں حکیم اجمل صاحب کے یہاں قیام پذیر تھے اور ۱۸؍ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۳۰؍ نومبر ۱۹۲۰ء منگل کے دن دہلی ہی میں آپ نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کردی اور لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار کرکے آپ نے اس دار فانی کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ دیا، انتقال کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا اور غسل دینے والوں نے دیکھا کہ آپ کی پشت مبارک پر درجنوں سے زیادہ زخم کے گہرے نشانات ہیں جن کو دیکھ کر غسل دینے والے حیران ہوگئے، جب خواص میں اس کا تذکرہ آیا تو حضرت مولانا

حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ نے اس راز کو فاش کیا جو مالٹا کی اسارت میں آپ کے ساتھ تھے۔

حضرت مدنی نے فرمایا کہ مالٹا کی جیل میں آپ کی کمر کو ننگا کر کے آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا اور ملعون انگریز کہتا کہ تم ہمارے ساتھ وفاداری کا عہد کرو اور ہمارے حق میں فتوی دو ورنہ ہم تم کو آگ کے انگاروں پر اسی طرح لٹائے رکھیں گے۔

حضرت کی کمر سے نکلنے والے خون سے انگارے بجھتے لیکن اس قدر اذیت اٹھانے کے باوجود حضرت انگریزوں کو جواب میں یہ فرماتے کہ میں تمہارے ساتھ وفاداری کا عہد ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا اور نہ ہی تمہارے حق میں فتوی دے سکتا ہوں، تم کو جو کرنا ہو میرے ساتھ کرلو، میں جس کو حق سمجھتا ہوں اس پر پوری قوت کے ساتھ قائم ہوں اور مرتے دم تک قائم رہوں گا اور حضرت یہ بھی فرماتے کہ میں حضرت بلال حبشی کا وارث ہوں جن کو ریت کے اوپر لٹایا جاتا تھا اور سینے پر چٹانیں رکھ دی جاتی تھیں۔

میں حضرت خبیب بن ارت کا وارث ہوں جنکی کمر پر زخموں کے نشانات زندگی بھر تھے۔ میں حضرت امام مالک بن انس کا وارث ہوں جن کے چہرہ پر سیاہی مل کر مدینہ کی گلیوں میں پھرایا گیا تھا۔ میں تو حضرت امام ابوحنیفہ بن نعمان بن ثابت کا وارث ہوں جن کا جنازہ جیل سے نکلا تھا۔

میں تو حضرت امام احمد بن حنبل کا وارث ہوں جن کو حق بات کہنے کی وجہ سے ستر کوڑے لگائے گئے تھے۔

میں تو حضرت مجدد الف ثانی کا وارث ہوں جن کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند

کیا گیا تھا۔

میں تو حضرت شاہ ولی اللہ کا وارث وفرزند ہوں جن کے پنجہ اتروا کر نجف علی خاں جیسے ظالم وجابر نے آپ کے ہاتھ بیکار کر دیئے تھے۔

میں اپنے ان بڑوں کے کردار کو کیسے بھلا سکتا ہوں، آپ ملعون وخبیث ورذیل انگریزوں کی اذیتوں کو برداشت کرتے رہے، لیکن انگریز آپ سے جو کہلوانا چاہتے تھے آپ نے کبھی نہیں کہا، تا آنکہ آپ کو پھانسی دینے کا حکم سنا دیا گیا، لیکن لعین انگریزوں کو آپ کی استقامت علی الحق دیکھ کر نادم وشرمندہ ہونا پڑا اور ساری اذیت رسانی کے بعد مجبور ہو کر ایک دن قید بامشقت سے رہا کرنا پڑا۔ یہ ہمارے بڑوں کی استقامت تھی ان حضرات کے اس عزم واستقامت کو سلام ہو، کاش آج کے خوردوں کو اپنے ان بزرگوں کی حق گوئی کا کوئی شمہ مل جائے۔

سائیں توکل شاہ کا واقعہ

مدارس میں جو طلباء قرآن حدیث، فقہ اور دین کا علم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں ان کو مہمان رسول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن بعض جاہلوں اور نادانوں کو ان کی یہ حیثیت سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے انکا اکرام واحترام تو درکنار ان سے نفرت کرتے ہیں اور ان کو اپنی مجلسوں اور اپنی دعوتوں کے قابل نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں نے بھی علماء وطلباء کی قدر کی ہے ان کے گھروں میں علم

اور دین کا دیا ضرور روشن ہوا ہے جس سے صرف گھر والے ہی نہیں بلکہ پورے علاقہ میں روشنی پھیلی ہے اور ظلمت دور ہوئی ہے اور اس کے ایک دو نہیں ہزاروں واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

آج بھی یوپی کے مغربی اضلاع میں علم اور علماء اور طلباء کی جو عزت اور قدر ہے اسی کا ثمرہ ہے کہ ماضی کے ساتھ آج بھی وہ علاقہ علم کا گہوارہ بنا ہوا ہے، مشرق سے سمٹ کر علماء وطلباء اور وارثان علم نبوت کی ایک بھیڑ اس علاقہ میں موجود ہے جو یقیناً اہل مشرق کے لئے لمحۂ فکریہ وقابل تقلید ہے۔

انبالہ کے ایک بزرگ تھے سائیں توکل شاہ جن کا دسترخوان بہت وسیع اور کشادہ تھا، ہر ایک کو ان کے دسترخوان پر آ کر کھانا کھانے کی اجازت تھی۔ چنانچہ دور وقریب کے غرباء ومساکین محتاجین ان کے دسترخوان پر پہونچ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سائیں توکل شاہ بابا نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ تم اللہ کی دعوت تو روز کرتے ہو لیکن میری دعوت کبھی نہیں کرتے، یہ خواب دیکھنے کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی اور اس کی تعبیر میں وہ بہت پریشان ہوئے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مطلب کیا ہے۔ چنانچہ چند روز کی جستجو کے بعد یہ الہام ہوا کہ تمہارے دسترخوان پر روزانہ غرباء مساکین یتامیٰ محتاجین تو آتے ہیں اور کھانا کھا کر جاتے ہیں، لیکن کبھی علماء، طلباء جو وارثین انبیاء ہیں اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں ان کو بلا کر نہیں کھلایا۔ یہ مطلب تھا حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کا کہ تم نے کبھی

ہماری دعوت نہیں کی۔ چنانچہ اس کے بعد سائیں توکل شاہ بابا نے شہر کے علماء وطلباء و حفاظ کو بلا کر بہت اہتمام کے ساتھ دعوت کی اور اپنے دستر خوان پر بٹھا کر کھانا کھلایا۔

فائدہ: اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ علماء وطلباء وحفاظ انبیاء کرام کے سچے وارث ہیں اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں اس لئے یہ چاہے جیسے بھی ہوں جب مدارس میں یہ آ جائیں تو ان کی عزت وقدر کرنی چاہئے اور انکا جو حق بنتا ہے وہ حق دینا چاہئے۔

علامہ شاطبی کا واقعہ

انسان کی زندگی میں جتنا تقوی وطہارت اور انابت وتعلق مع اللہ ہوتا ہے اسی اعتبار سے اس کا فیض خواہ علمی ہو یا روحانی جاری وساری ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ شاطبی علیہ الرحمہ جن کی کتاب شاطبیہ فن قراءت میں بہت معروف ومشہور ہے اور ہر قاری سبعہ کے لئے شاطبیہ کا پڑھنا ضروری ہے، بغیر اس کی تعلیم کے فن قراءت کی تکمیل نہیں ہوتی، جب انہوں نے شاطبیہ کی تصنیف مکمل کر لی تو اس کتاب کو لے کر مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور وہاں پہونچ کر آپ نے بارہ ہزار مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور ہر طواف کے بعد دوگانہ ادا فرما کر اپنی کتاب شاطبیہ کی قبولیت عامہ کی دعا فرمائی، جب آپ بارہ ہزار طواف سے فارغ ہو گئے تو اس یقین کے ساتھ آپ واپس آئے کہ انشاء اللہ میری دعاء ضرور قبول ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ آپ کے

کثرت طواف اور دعاء اور انابت الی اللہ کی برکت ہے کہ آپ کی اس کتاب کا فیض پوری دنیا میں رائج ہے اور ہر قاری کے ہاتھ میں یہ کتاب ہے اور اس سے ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ علمی ہو یا روحانی فیض کے جاری ہونے کے لئے صاحب فیض کا صاحب تقوی وورع ہونا ضروری ہے۔

حضرت نانوتوی کا واقعہ

تحصیل علم کے لئے تصحیح نیت بہت ضروری چیز ہے، جس طرح اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اسی طرح تحصیل علم کا مدار بھی نیت پر ہے جیسی نیت ہوتی ہے اسی اعتبار سے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند سے یہ سوال کیا کہ حضرت جو کتابیں آپ نے پڑھیں وہی کتابیں آپ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھیں لیکن جو مقام ومرتبہ آپ کو حاصل ہوا وہ دوسرے آپ کے ساتھیوں کو نہیں حاصل ہوسکا، اس کے جواب میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے اور ساتھیوں نے کتابیں اس نیت سے پڑھیں تاکہ مآخذ علوم دینیہ یعنی قرآن اور حدیث کے اسرار ورموز اور معارف وحقائق ان کو معلوم ہوجائیں۔ چنانچہ ان کو یہ دولت حاصل ہوگئی اور وہ اس نعمت سے بہرہ ور

ہو گئے، لیکن میں نے اس نیت سے پڑھا کہ اے اللہ تیرا غلام حاضر ہے، تیرا حکم جاننا چاہتا ہے، تاکہ اس حکم پر عمل کر سکے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تحصیل علوم میں نیتوں کے رخ و جہت کی بہت تاثیر ہے، اس لئے دوران طالب علمی درستگی نیت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت تھانوی کا واقعہ

حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے "موت الاکابر کبرنا" کہ بڑوں کی موت نے ہمیں بڑا بنادیا ورنہ ہم نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم بڑے بنیں گے۔ ہمارے بڑے ہمارے درمیان سے یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے گئے جس کی وجہ سے ان بڑوں کا کام ہم خوردوں کو کرنا پڑا جس کے نتیجہ میں لوگوں نے بڑوں کی حیثیت سے ہم خوردوں کو ماننا شروع کر دیا، اس طرح بڑوں کا کام کرنے کی وجہ سے ہم بڑے بن گئے ورنہ ہم نے از خود کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم بڑے بنیں گے۔

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ جس سال دار العلوم دیوبند سے دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو اس وقت حضرت مہتمم صاحب نے ان فضلاء کی دستار بندی کے لئے ایک جلسہ کے انعقاد کا پروگرام بنایا، جب اس کی اطلاع حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو ہوئی تو اپنے چند رفقاء درس کو لے کر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت سنا ہے کہ

حضرت مہتمم صاحب ہماری دستار بندی کے لئے جلسہ کا پروگرام بنا رہے ہیں، ہم لوگ اپنے کو اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ ہماری دستار بندی ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم لوگوں کی وجہ سے دارالعلوم کی بدنامی اور رسوائی ہو، اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ اس پروگرام کو موقوف کر دیا جائے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی یہ بات سننے کے بعد استاذ محترم حضرت شیخ الہند جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ میرے پیارو! ابھی تم اپنے اساتذہ کے درمیان ہو جو تمہارے بڑے ہیں اس لئے تم اپنے کو کچھ نہیں سمجھ رہے ہو اور بڑوں کے درمیان رہتے ہوئے یہ سوچ ہونی بھی چاہئے کہ ہم تو کچھ نہیں ہیں ورنہ پھر ترقی رک جاتی ہے اور انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن جب ہم نہیں ہوں گے، یعنی تمہارے بڑے جب رخصت ہو جائیں گے تو پھر تم ہی تم ہو گے۔

جس طرح چاند کی کامل و مکمل تابانی کے سامنے ستاروں کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے، اسی طرح بڑوں کے درمیان رہتے ہوئے خوردوں کا علم و فضل ان کی نگاہ میں مضمحل نظر آتا ہے، لیکن جس طرح جب چاند غروب ہو جاتا ہے تو ستارے اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ ضوفگن ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب بڑے نہیں ہوتے تو چھوٹوں کا علم ضوفشاں بن جاتا ہے اور دنیا اس کی تابناکی سے روشنی حاصل کرتی ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ الہند علیہ الرحمہ کی بات سچ ثابت ہوئی کہ بڑوں کے جانے کے بعد بڑوں کا کام جس انداز سے انہوں نے کیا اس سے پوری دنیا واقف ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی کے زمانہ کا واقعہ

ایک مرتبہ دار العلوم کے ایک طالب علم نے بھری مجلس میں دار العلوم دیوبند کے کھانے کا مذاق اڑاتے ہوئے یہ سوال کیا کہ حضرت دار العلوم کے طلباء کو شام کے کھانے میں گوشت کے ساتھ جیسا شوربہ ملتا ہے اس سے وضوء کرنا جائز ہے؟

حضرت مفتی صاحب چونکہ حاضر دماغ کے ساتھ ظریف الطبع بھی تھے اور اکثر الزامی جواب دیا کرتے تھے، اس لئے الزامی جواب دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ اس شوربہ سے پہلے استنجاء پاک کر کے دکھاؤ یعنی اگر استنجاء پاک کرلو گے تو وضوء بھی کر لینا۔

حضرت مفتی صاحب کا یہ جواب سن کر مجلس میں قہقہہ لگ گیا اور جس طالب علم نے سوال کیا تھا وہ شرمندہ ہو کر بھاگ گیا۔ حضرت مفتی صاحب کی اس فی البدیہ حاضر جوابی پر سارے حاضرین انگشت بدنداں ہو گئے اور سائل کے پاس مزید سوال کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

حضرت رائے پوری کا واقعہ

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری جو اونچے بزرگوں میں سے ہیں

طالب علمی کے زمانہ میں جب وہ دارالعلوم دیوبند داخلہ کے لئے پہونچے تو معلوم ہوا کہ داخلہ بند ہو چکا ہے، یہ سن کر آپ بہت پریشان ہوئے، وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اتنے ہی بچوں کا داخلہ لیا جاتا ہے جتنے بچوں کا کھانا اہل دیوبند کے گھروں سے آتا ہے اور یہ کوٹا پورا ہو چکا ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر کھانے کا میں خود انتظام کرلوں تو کیا درس میں شرکت کی اجازت ہوگی؟ اس پر داخلہ منظور ہوگیا اور آپنے درسگاہ پہونچ کر درس میں شرکت شروع کردی۔

اور اپنے کھانے کا انتظام اس طرح کیا کہ رات میں دکان بند ہونے کے بعد آپ دیوبند کی سبزی منڈی تشریف لے جاتے اور دن بھر کی سڑی گلی سبزیاں جو مارکیٹ میں پھینکی ہوئی رہتی تھیں ان کو اٹھا کر لاتے اور اس کو دھوکر صاف کر کے کھا کر اپنا پیٹ بھرتے، اس طرح پورا سال انھوں نے دارالعلوم دیوبند میں گزارا، لیکن درس اور سبق کبھی نہیں چھوڑا۔

فائدہ: اس طرح ہمارے اسلاف اور بزرگوں نے علم اور طلب علم کی قدر کی اور اس کے لئے مجاہدہ کئے تب جا کر ان کے علم میں وہ نور پیدا ہوا کہ اس سے پورا عالم منور ہوا اور لاکھوں انسانوں کے دلوں کی ظلمت دور ہوئی اور علم کا چراغ روشن ہوا۔

حضرت رائے پوری کا دوسرا واقعہ

حضرت علیؓ کا مقولہ ہے کہ "**العلم لایعطیک بعضه حتی لا تعطی**

کلہ'' کہ علم کا کوئی ایک حصہ بھی تم کو اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک کہ تم اپنے کو مکمل طور پر علم کے حوالہ نہ کردو، اسی لئے وہی طلبہ طلب علم میں مکمل کامیابی حاصل کر پاتے ہیں جو اپنے کو علم کے حوالہ مکمل طور پر کردیتے ہیں اور ہر طرح کے عوائق وموانع سے اپنے کو دور رکھتے ہیں۔

آج کے مدارس سے علم اسی لئے اٹھتا جارہا ہے چونکہ طلبہ نے اپنے گرد وپیش اتنے علمی موانع جمع کر رکھے ہیں کہ انہیں سے ان کو فرصت نہیں ملتی، بالخصوص موبائل اور نیٹ کے استعمال نے طلبہ کی تعلیم کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے جس کا ان کو احساس بھی نہیں ہے اور جس کی وجہ سے علمی انحطاط اس قدر تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے کہ الامان الحفیظ۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری کا معمول طالب علمی کے زمانہ میں یہ تھا کہ انھوں نے ایک تھیلا بنا رکھا تھا جس میں آنے والے خطوط کو بغیر پڑھے ہوئے جمع کرتے رہتے اور سالانہ امتحان کے بعد ایک ایک خط کو نکالتے اور اس کا جواب دیتے۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کا واقعہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے برخوردار حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے درس قرآن کے دوران ایک مرتبہ پانی طلب

کیا جب اس کی ''اطلاع حضرت شاہ صاحب کو ہوئی تو آپ نے بیحد رنج اور تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ افسوس لگتا ہے کہ اب میرے خاندان سے علم اٹھالیا گیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی اہلیہ نے بطور امتحان اور حضرت شاہ صاحب کی تسلی کے لئے پانی میں سرکہ ملا دیا لیکن سرکہ ملا ہوا پانی جب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اس کو پانی سمجھ کر بلا تکلف پی لیا۔

جب درس قرآن سے فارغ ہوکر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب گھر واپس ہوئے تو والدہ نے پوچھا کہ بیٹا پانی کیسا تھا؟ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا میں نے پانی سمجھ کر پی لیا، مجھے نہیں پتہ کہ وہ پانی تھا یا اور کچھ، تب جا کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو اطمینان ہوا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ میرے خاندان میں علم زندہ رہے گا۔

فائدہ: اس طرح کے واقعات سینکڑوں ہیں جو کتابوں میں موجود ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے بڑوں نے کس قدر انہماک اور یکسوئی کے ساتھ علم کو حاصل کیا اور کس انداز سے اپنے کو علم کے حوالہ کر رکھا تھا، اللہ تعالیٰ آج خوردوں کو اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کے زمانے میں موبائل کے استعمال نے علم اور علماء کا جتنا نقصان کیا ہے اتنا نقصان ماضی میں کبھی نہیں ہوا اور یہ نقصان ترقی پذیر ہے، اللہ ہر ایک کی حفاظت فرمائے۔آمین

حضرت حسن بصری کا واقعہ

امت میں جو حضرات مقتدا کی حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح حضرات علماء جن کو حضرت نبی پاکؐ نے سراج امت قرار دیا ہے، ان کو اپنی زندگی ہر طرح کے شکوک وشبہات سے بچا کر رکھنی چاہئے، چونکہ ان کی اقتداء کرنے والے امت کے بہت سے افراد ہوتے ہیں، ان کی معمولی سی چوک بھی دوسرے لوگوں کو حرام میں مبتلا کر دیتی ہے اور بہت سے لوگوں کی گمراہی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے سفر حج میں جب بعض صحابہ کے احرام کے کپڑوں کو مٹی لگنے کی وجہ مٹ میلا دیکھا اور زرد رنگ نظر آیا تو آپ نے اس احرام کی تبدیلی کا یہ فرماتے ہوئے حکم دیا کہ دیکھنے والے یہ نہیں جانتے کہ اس کپڑے کا رنگ مٹی لگنے کی وجہ سے بدل گیا ہے بلکہ یہ سمجھیں گے کہ زرد رنگ کا کپڑا بھی احرام میں پہنا جاسکتا ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا واقعہ ہے کہ وہ بارش کے موسم میں مسجد نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے جارہے تھے، سامنے سے ایک بچی آرہی تھی، آپ نے محبت میں بچی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی راستہ بھیگا ہوا ہے، پھسلن ہے سنبھل کر چلنا، کہیں پاؤں پھسل نہ جائے، گر نہ جاؤ، اس کے جواب میں بچی نے کہا کہ حضرت آپ اپنی فکر کیجئے، اس لئے کہ اگر آپ پھسل گئے اور گر گئے تو پوری امت پھسل جائے

گی اور گر جائے گی، اس لئے کہ آپ کی حیثیت امت کے لئے مقتداء کی ہے۔

حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ اس ننھی منی چھوٹی بچی کی بات آج تک مجھ کو یاد ہے اور پوری زندگی اس کو میں بھول نہیں سکتا۔

فائدہ: اس سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ مقتداء حضرات کو بہت محتاط روش اختیار کرنے کی ضرورت ہے، وہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حضرات علماء اور مقتداء حضرات اور بڑوں کو خوردوں کی بات پر بھی دھیان دینا چاہئے، اس لئے کہ کبھی خوردوں کی زبان سے بھی کارآمد باتیں نکل آتی ہیں، اس لئے خوردوں کی بات کو ہر حال میں یہ سوچ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ یہ تو خورد ہیں۔

اس خادم نے بھی اپنے بہت سے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے خوردوں کی باتوں کو بہت دھیان اور توجہ سے سنتے تھے۔

حضرت امام اعظم کی حاضر جوابی

حاضر جوابی بھی اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی، بعض لوگوں کی حاضر جوابی جودت ذہن پر مبنی ہوتی ہے اور بعض کی حاضر جوابی وسعت علم اور وسعت مطالعہ کے ساتھ استحضار علم پر مبنی ہوتی ہے۔

اور اس دولت میں اس وقت اضافہ ہو جاتا ہے جب تعلق مع اللہ کے ساتھ انابت الی اللہ کی دولت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام ابو حنیفہ

علیہ الرحمہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا ''بواو او بواوین؟ حضرت امام اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا ''بواوین'' اس کے جواب میں اس شخص نے کہا ''لا ولا'' یہ مکالمہ سن کر حضرت امام اعظم کے تمام تلامذہ حیران رہ گئے اور کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، بالآخر مجبوراً حضرت امام اعظم سے تلامذہ کو سوال کرنا پڑا کہ حضرت اس نو وارد شخص کے سوال اور آپ کے جواب کا مطلب کیا تھا؟

حضرت امام اعظم نے فرمایا کہ سوال کا مطلب یہ تھا کہ ''**التحیات للہ و الصلوۃ و الطیبات**'' میں دو واؤ ہے یا ایک واؤ، یعنی ''**والصلوۃ و الطیبات**'' ہے یا **والصلوۃ الطیبات** ہے، میں نے ''بواوین'' کے ذریعہ اس کو بتلا دیا کہ **والصلوۃ و الطیبات** ہی درست ہے اور یہی پڑھنا چاہئے، اس جواب سے وہ مطمئن ہوگیا، اس جواب کو سن کر اس نے خوش ہوکر ''**لا و لا**'' کہا، اس سے اس نے اشارہ کیا ''**لاشرقیۃ ولاغربیۃ**'' آیت کریمہ کی طرف جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے علم کی مثال نہ مشرق میں ہے، نہ مغرب میں، آپ کا علم بے مثال ہے۔

ایک بادشاہ کے وزیر کی ذہانت

ایک مرتبہ ایک بادشاہ اپنے امراء و وزراء کے ساتھ کشتی کے ذریعہ سمندر کی سیر پر نکلا، دوران سفر اپنے ایک وزیر سے بادشاہ نے سوال کیا، **ای طعام اشھی عندک؟** یعنی کھانے والی چیزوں میں کونسی چیز تمہارے نزدیک مرغوب و پسندیدہ

ہے، وزیر نے فوراً جواب دیا "البیض الملصوق" یعنی تلا ہوا انڈا۔

ایک سال کے بعد بادشاہ کا دوبارہ پرانے رفقاء کے ساتھ سمندر کا سفر ہوا جب بادشاہ اس جگہ پہونچا، جہاں اس نے ایک سال پہلے اپنے وزیر سے ای طعام اشھی عندک کا سوال کیا تھا، ایک سال بعد اسی جگہ پہونچ کر بغیر کسی تمہید کے اس وزیر سے پوچھا "بای شئ ؟" وزیر نے فوراً جواب دیا "بالملح"۔

یعنی بادشاہ نے پوچھا کہ وہ تلا ہوا انڈا کس چیز کے ساتھ کھانا پسند کروگے، وزیر نے فی البدیہہ جواب دیا "نمک کے ساتھ"۔ وزیر کے اس حاضر جوابی و حاضر دماغی پر بادشاہ حیران و دنگ رہ گیا اور بہت سارے انعامات سے اس نے اس کو سرفراز کیا، اس طرح کی حاضر دماغی و حاضر جوابی کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا ایک واقعہ

جس زمانہ میں یہ خادم دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ دارالافتاء سے وابستہ تھا اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کی خدمت میں رہا کرتا تھا اسی زمانہ کی بات ہے کہ چند طلباء ایک صاحب کو لے کر حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے جو ہندوستان کی ایک بڑی درسگاہ کے فاضل تھے، لیکن بدقسمتی سے دہریت کے شکار ہوگئے تھے جو طلباء لے کر اس کو حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے اس نوجوان فاضل دہریہ کا سوال حضرت مفتی صاحب سے بیان کیا،

حضرت نے فرمایا کہ سائل جب خود موجود ہے تو سوال اپنی زبان سے خود کرے ترجمان کی ضرورت نہیں ہے۔

چنانچہ اس نوجوان فاضل نے جو دہریت زدہ تھا اپنا سوال حضرت مفتی صاحب کے سامنے رکھا، سوال یہ تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو دلیل عقلی سے ثابت کردے تب میں مانوں گا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ورسول ہیں، یہ سوال سننے کے بعد حضرت مفتی صاحب نے بہت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ یہ فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس کے بعد آپ نے اس کے ماں باپ کا نام پوچھا، اس کے بعد بھائی بہنوں کا نام پوچھا اس کے بعد خاندان کے دوسرے بزرگوں کا نام پوچھا، یعنی دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اس کے بعد پوچھا کہ تمہارے والدین ابھی زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ جس کو تم اپنا باپ کہتے ہو اس کا باپ ہونا اور جس کو ماں کہتے ہو اس کا ماں ہونا دلیل عقلی سے ثابت کردو تو میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو دلیل عقلی سے ثابت کردوں گا، یہ جواب سننے کے بعد وہ شخص الٹے پاؤں واپس ہوگیا۔

فائدہ: حضرت مفتی صاحب حاضر جواب تھے اور اسی کے ساتھ اکثر الزامی جواب دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے اکثر لوگ خاموش اور لاجواب ہوجاتے تھے، یہ حضرت مفتی صاحب کی خصوصی ذہانت کا نتیجہ تھا جس کے سبھی حضرات معترف تھے۔

حضرت شیخ الہند کا واقعہ

ہمارے بڑوں نے علمی کتابوں سے اپنا ایسا گہرا تعلق رکھا کہ کثرت مطالعہ کی وجہ سے اکثر کتابیں اور اس کے متون مستحضر ہو جایا کرتے تھے۔

ان حضرات نے اپنے کو مکمل طور پر علم کے حوالے کر رکھا تھا، آج کل کے نوجوان فضلاء جن خرافات میں اپنے کو ہمہ وقت لگائے رکھتے ہیں ان سے ہمارے اکابرین کا دور کا بھی رشتہ نہیں تھا اور یہی وجہ ہے کہ آج کل کے فضلاء و نوجوان علم سے محروم ہیں۔

اس زمانہ کی بات ہے جس زمانہ میں اکثر کتابیں مخطوطہ ہوا کرتیں تھیں اور اکثر انہیں کتابوں سے ہمارے بڑے استفادہ کیا کرتے تھے اور بارش کے موسم میں نمی کی وجہ سے کتابیں عموماً دیمک کی نذر ہو جایا کرتیں تھیں، اسی لئے کتابوں کے رکھ رکھاؤ کے لئے برسات کے موسم میں سکھانے کی اکثر نوبت آتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی نے طلباء سے فرمایا کہ برسات کا موسم ہے کتابوں کو نکال کر سکھا دو تاکہ دیمک وغیرہ نہ لگے، طلباء نے جب سکھانے کے لئے کتابیں نکالیں تو ایک کتاب ایسی نکلی جس کے کئی صفحات کو دیمک چاٹ چکا تھا، جب اس کی اطلاع طلباء نے حضرت شیخ الہند کو کی تو حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ اس میں سادے اوراق لگا دو اس کے بعد وہ کتاب لے کر طلباء حضرت کے پاس حاضر

ہوئے، حضرت نے پوچھا کہ کونسی کتاب ہے؟ طلباء نے بتلایا کہ میبذی ہے جو فن فلسفہ کی دقیق کتاب مانی جاتی ہے، حضرت نے فرمایا کہ اس کی آخری سطر پڑھو اس کے بعد جتنے صفحات غائب تھے، حضرت شیخ الہند نے اپنی قوت حافظہ کے ذریعہ اسے مکمل کر دیا، طلباء یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے، لیکن یہ ثمرہ تھا اس لگاؤ کا جو لگاؤ اپنے بڑوں کا علمی کتابوں سے تھا۔

فائدہ: آج تو صورتحال یہ ہے کہ علمی و دینی کتابوں کی بات تو دور کی ہے قرآن کریم کے حفاظ طلباء جو کئی کئی سال میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کرتے ہیں اور حفظ قرآن کی سند وہ لئے پھرتے ہیں اور ان کو اپنے حافظ ہونے پر بڑا ناز اور فخر بھی ہوتا ہے، لیکن قرآن کریم سے اگر ان کو کسی مقام سے پڑھنے کو کہا جائے تو پڑھنے سے قاصر ہوتے ہیں، جبکہ ان کے پاس سرمایہ نجات صرف ایک ہی سند موجود ہوتی ہے، لیکن موبائل اور دوسری خرافات میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ ان کو سال بھر میں کبھی قرآن پاک کو پڑھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چند سالوں میں قرآن پاک کا حفظ سینے سے نکل جاتا ہے اور وہ صرف نام کے حافظ رہ جاتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔

والدین کی خدمت کی برکت

بڑوں کی خدمت اور اطاعت بالخصوص والدین کی خدمت اور فرمانبرداری

اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے، بالخصوص والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتا، اس کا صلہ آخرت میں تو ملتا ہی ہے، لیکن دنیا میں بھی عموماً اس کا صلہ اولاد کو ملتا ہے، جس کے ایک دو نہیں ہزاروں واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک صاحب کے چند بچے تھے، ایک بچہ نے اپنے تمام بھائیوں سے یہ کہا کہ ابا کی جو کچھ جائیداد ہے اس کو تم لوگ آپس میں تقسیم کرلو اور میرے حصے میں ماں باپ کی خدمت کردو۔ چنانچہ سارے بھائی اس پر راضی ہوگئے اور اس نے دل و جان سے ماں باپ کی خدمت شروع کردی، بغیر کسی طمع اور لالچ کے ماں باپ کا اپنے اوپر حق سمجھتے ہوئے پوری زندگی ان کی خدمت میں برضاء و رغبت لگا رہا اور ان کے لئے ہر طرح کے اسباب راحت فراہم کرتا رہا، لیکن بتقدیر الٰہی ایک دن وہ آیا کہ یکے بعد دیگرے والدین دنیا سے رخصت ہوگئے۔

اس کے بعد اس لڑکے نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ پتھر کے نیچے سو دینار رکھے ہیں، اس کو جا کر لے لو اس نے کہنے والے سے پوچھا کہ کیا اس میں برکت ہوگی؟ اسنے کہا نہیں، اس کے جواب میں اس لڑکے نے کہا کہ مجھ کو ایسے دینار کی ضرورت نہیں جس میں برکت نہ ہو اس کے چند روز کے بعد پھر خواب دیکھا کہ فلاں پتھر کے نیچے دس دینار ہے جا کر لے لو، کہنے والے سے پھر اس نے وہی سوال کیا کہ اس میں برکت ہوگی؟ تو اس نے کہا نہیں، اس نے اس کے جواب میں کہا مجھے ایسے دینار کی ضرورت نہیں جس میں برکت نہ ہو، اس کے چند روز کے بعد

پھر خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے ایک دینار ہے اس کو جا کر لے لو، اس نے اس پر پھر سوال کیا کیا اس میں برکت ہوگی؟ اس نے جواب میں کہا ہاں برکت ہوگی، اس نے جا کر اس پتھر کے نیچے سے ایک دینار لیا جو وہاں موجود تھا اور اس سے اس نے مچھلی خریدی گھر لا کر بیوی کو دیا، بیوی نے جو مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس کے پیٹ سے قیمتی ہیرا نکلا جو اتنے زیادہ پیسوں میں فروخت ہوا جس کی مقدار اس حصہ سے کہیں زائد تھی جو اس کے بھائیوں نے والد کی جائداد سے لیا تھا، اس کے بعد بہت راحت و آرام کے ساتھ اس نے ان پیسوں سے اپنی پوری زندگی گزاری۔

فائدہ: یہ اللہ کی طرف سے اس لڑکے کو دنیاوی صلہ تھا جو ماں باپ کی خدمت کی برکت سے ملا، اس لئے ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور حسن سلوک کے ساتھ خدمت کو نعمت غیر مترقبہ تصور کرنا چاہئے اور کسی بھی حال میں ماں باپ کی خدمت سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

اور یہ ذہن میں ہمیشہ ہونا چاہئے کہ ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی اور بدزبانی اور ان کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی اور ان کی خدمت سے روگردانی و نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ایسے لوگوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے گریز کرنا چاہئے اور ایسے لوگوں کی معافی توبہ و استغفار سے نہیں ہوتی جب تک والدین سے صدق دل سے معافی نہ مانگ لیں اور والدین معاف نہ کردیں، اس لئے معاملہ کی نزاکت کو ہر حال میں ملحوظ رکھنا ہر نوجوان کے لئے ضروری ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے زمانہ کا واقعہ

ادب وتأدب ایک ایسی چیز ہے جس کو اسلام پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسلامی تعلیمات میں ادب وتادب کا ایک خصوصی مقام ہے جس نے بھی ان مقامات پر ادب کو ملحوظ رکھا وہ اس لحاظ سے محروم نہیں ہوا، دنیا وآخرت کی نعمتوں سے وہ ضرور بہرہ ور ہوا۔

چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص دن بھر اپنے پیشہ میں مصروف رہتا تھا چونکہ وہ پیشہ کے اعتبار سے حداد یعنی لوہار تھا اور اس کا ذریعہ معاش بھی یہی تھا، اس لئے دن بھر بھٹی پر بیٹھا رہتا تھا اور بھٹی میں لوہا گرم کرتا اور اس کو پیٹتا اور لوگوں کی ضرورت کی چیزیں بنا کر ان کی ضرورت پوری کرتا، لیکن اس پیشہ کے ساتھ ایک خوبی اس میں یہ تھی کہ لوہا گرم کر کے جب وہ پیٹنا شروع کرتا اور اسی درمیان اگر اذان کی آواز آجاتی تو جس حال میں اس کا ہتھوڑا ہوتا وہیں پر رک جاتا اور اس کا یہ رکنا اذان کے احترام میں ہوتا، اس کے بعد وہ نماز کی تیاری میں مصروف ہوجاتا اور یہ کہتا کہ اب میرے رب کا بلاوا آ گیا ہے، مجھ کو اس کے دربار میں حاضری کی تیاری کرنی ہے، اس طرح ہمیشہ کا اس کا یہی معمول تھا، نیز اذان کے احترام کے ساتھ نماز کا بھی وہ پابند تھا، اس ادب واحترام کی برکت اس کو یہ حاصل ہوئی کہ جب اس کا انتقال ہوا تو اس وقت کے ایک محدث نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت

امام احمد بن حنبل کے بغل میں بیٹھا ہوا ہے، ان کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی اور بیدار ہونے کے بعد اس کی جستجو میں لگ گئے کہ کہاں حضرت امام احمد بن حنبل اور کہاں ایک دیہاتی لوہار جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس لوہار میں یہ دو خوبیاں تھیں (۱) اذان کا ادب واحترام (۲) نماز کی پابندی اور اپنی دو خوبیوں کی وجہ سے اس کو وہ مقام حاصل ہوا کہ مرنے کے بعد حضرت امام احمد بن حنبل کے بغل میں اس کو جگہ ملی۔

فائدہ: اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ شعائر اسلام کا جو حق بنتا ہے اور جس انداز سے اس کا ادب واحترام ہونا چاہئے اس کو ہمیشہ ملحوظ رکھے۔

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

حضرت امام شافعی کے سفر حج کا واقعہ

انسان کی فطرت میں یہ چیز داخل ہے کہ جس چیز کی حلاوت ولذت سے دل ودماغ آشنا ہوجاتا ہے وہ چیز زندگی کا ایک لازمی حصہ بن جاتا ہے، اور اس کے بغیر انسان کو سکون نہیں ملتا۔

کسی کو نماز کی حلاوت مل جاتی ہے تو وہ ہمہ وقت نماز ہی میں مشغول رہتا ہے کسی کو سجدہ کی حلاوت مل جاتی ہے تو اس کا زیادہ وقت سجدوں میں گزرنے لگتا ہے، کسی کو قرآن کریم کی تلاوت کی حلاوت مل جاتی ہے تو وہ ہمہ وقت تلاوت میں مشغول رہنے لگتا ہے۔

چنانچہ ایسے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں افراد آپ کو ملیں گے جن کا دل تلاوت کی حلاوت ولذت سے آشنا ہو چکا تھا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی چوبیس گھنٹہ میں ایک قرآن پاک ختم کیا کرتا تھا، کوئی دو قرآن ختم کرتا، کوئی تین قرآن ختم کرتا، انہیں شخصیات میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ بھی ہیں جو حج کے مبارک ومسعود سفر پر تشریف لے گئے، آپ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ پہونچنے میں سولہ دن کا وقت لگا، چنانچہ دوران سفر مدینہ سولہ دن میں سولہ قرآن کریم آپ نے ختم فرمایا۔

فائدہ: یہ وہ ہمارے بڑے تھے جو وقت کی قدر کو سمجھتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ دنیا کی زندگی بہت لمبی نہیں ہے، لہٰذا آخرت کے لئے جتنا ہو سکے کرلیا جائے۔

آج کل کے نوجوانوں کو زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرتے ہوئے آنکھ دیکھتی ہے اور موبائل جیسے خرافات میں زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرتے ہوئے وہ نظر آتے ہیں تو دکھ کے ساتھ ان کی اس حالت پر رنج ہوتا ہے کہ کاش ان کو آخرت کی فکر نصیب ہو جاتی، اعمال کا شوق ان کو حاصل ہو جاتا، نماز وتلاوت کی حلاوت ان کو مل جاتی تو اس طرح قیمتی وقت وہ ضائع نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نوجوانوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور وقت کی قدردانی کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

حضرت مولانا یحیی صاحب کاندھلوی کا واقعہ

اپنے بعض بزرگوں کا معمول تھا کہ وہ بہت لمبا سجدہ کیا کرتے تھے، چنانچہ

حضرت مولانا یحیٰ صاحب کاندھلوی جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خدام میں سے تھے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کے والد بزرگوار تھے، وہ نماز کا سجدہ بہت لمبا کیا کرتے تھے، ایک صاحب نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ حدیث پاک میں موجود ہے "**الساجد یسجد علی قدمی الرحمن**"۔ (اس حدیث کو حضرت سعید بن منصور نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے اور علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اسکو نقل کیا ہے)۔ یعنی سجدہ کرنے والا جب سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس کا سر اللہ کے قدموں میں ہوتا ہے، اسی لئے میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے قدموں میں، میں پڑا رہوں اور سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا۔

اس تصور خاص کی وجہ سے حضرت مولانا یحیٰ صاحب کاندھلوی کو سجدہ میں وہ لطف آتا تھا کہ ان کا دل سر اٹھانے کو نہیں کرتا تھا اور اس میں ایک خاص قسم کی حلاوت ان کو محسوس ہوتی تھی، جس کی وجہ سے آپ کا معمول لمبے سجدے کا بن گیا تھا۔

اولئک اٰبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

حضرت شیخ الہند کی تراویح

ہمارے اکابرین میں حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی علیہ الرحمہ جو حضرت شیخ الہند کے لقب سے مشہور ہیں، رمضان المبارک میں ان کا معمول تھا کہ پوری رات

تراویح میں گزارتے تھے اور ان کی تراویح سحری کے وقت ختم ہوا کرتی تھی، تراویح ختم ہونے کے بعد فوراً سحری نوش فرماتے اور اس کے بعد فجر کی نماز ادا کرتے۔

ظاہر سی بات ہے کہ یہ وہی کرسکتا ہے جس میں حلاوت کامل شوق عبادت کے ساتھ فکر آخرت مکمل طور پر موجزن ہو اور طاعت وعبادت کی حلاوت کامل طور پر وہ پاچکا ہو۔

جب اہل خانہ میں سے بعض نے حضرت شیخ الہند سے رات میں کچھ استراحت کی درخواست کی تو آپ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ پتہ نہیں آئندہ سال کا رمضان ملے گا یا نہیں، اس لئے جو ملا ہوا ہے اس کی قدر کرلینی چاہئے اور جتنا ہوسکے اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

فائدہ: یہ تھے ہمارے اکابرین اور یہ تھا ان کی عبادت کا حال، آج ہمارے نوجوان فضلاء اسٹیج پر جلسوں میں بہت شوق اور فخر کے ساتھ ان کا نام لیتے ہیں، لیکن ان کی عبادات اور طاعات اور انابت الی اللہ اور تعلق مع اللہ اور خوف و خشیت کو فراموش کر جاتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔

رمضان المبارک میں حضرت رائے پوری کا معمول

اپنے اکابرین میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کا معمول یہ تھا کہ ۲۹ر شعبان کو اپنا بستر لے کر مسجد میں تشریف لے آتے اور ہر قسم کی ملاقات اور

مکاتبت ومراسلت کوموقوف کردیتے، خادم سے یہ فرماتے کہ جتنے خطوط آئیں بورے میں رکھتے جائیں انشاءاللہ ان کے جوابات عید کے بعد پڑھ کر دیئے جائیں گے اور عمومی اعلان فرمادیتے کہ یہ مبارک مہینہ میرا ہے، لہٰذا کوئی شخص ملاقات کے لئے ہرگز نہ آئے۔ اس طرح مکمل یکسوئی کے ساتھ پورا رمضان طاعت وعبادت میں گزارتے اور دیگر تمام مشاغل کوایک مہینہ کے لئے موقوف کردیتے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا سفر حج

حضرت ابراہیم بن ادہم عابد وزاہد اور اونچے بزرگوں میں سے ہیں، آپ کی عبادت وزہد کا یہ حال تھا کہ چار چار پانچ پانچ دن کا روزہ رکھتے تھے اور گھاس سے افطاری کرتے تھے، پوری پوری رات عبادت میں گزار دیتے تھے، زہد کا یہ عالم تھا کہ پیوند لگے ہوئے کپڑے اکثر پہنا کرتے تھے، حالانکہ کسی زمانہ میں آپ اپنے وقت کے بادشاہ تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم سے ایک صاحب نے ایک مرتبہ کہا کہ حضرت مجھ سے تہجد کی نماز کے لئے نہیں اٹھا جاتا تو آپ نے فرمایا کہ دن میں اللہ کی نافرمانی نہ کیا کرو، اس لئے کہ رات کے وقت تہجد میں کھڑا ہونا بہت شرف کی بات ہے اور نافرمان اس شرف کا اہل نہیں ہوتا، اسی لئے حضرات صوفیاء فرمایا کرتے ہیں کہ گناہوں کیوجہ سے آدمی تہجد سے محروم ہوجاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم ایک مرتبہ اپنے وطن سے حج کے لئے نکلے اور ڈھائی سال میں مکہ مکرمہ پہونچے چونکہ اس مبارک سفر میں آپ کا معمول یہ تھا کہ ایک قدم چلنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اس طرح ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے بیت اللہ شریف پہونچے اور وہاں پہونچ کر یہ عرض کیا کہ اے اللہ لوگ تیری بارگاہ میں قدموں کے بل چل کر آتے ہیں اور میں پلکوں کے بل چل کر آیا ہوں، میری حاضری کو قبول فرما۔

فائدہ:

مضت الدھور و ما اتین بمثلہ
و لقد اتی فعجزن عن نظرائہ

حضرت امام ابوحنیفہ کا قرآن پاک سے شغف

ہمارے اسلاف و بزرگوں کا عبادت، تلاوت اور نمازوں سے جو خصوصی لگاؤ تھا اس زمانہ میں وہ چیزیں تقریباً عنقاء ہوتی جارہی ہیں، اب تو ان اعمال سے ہٹ کر خرافات بالخصوص موبائل کا شوق علماء، فضلاء، حفاظ میں بھی ایسا دلگیر ہوتا جارہا ہے کہ لگتا ہے سرمایۂ نجات وہی ہے، آج تو اعمال کے ساتھ صلاحیتوں کا بھی کباڑہ ہوتا جارہا ہے اور ان خرافات میں لگنے کی نحوست یہ ہے کہ عبادت و تلاوت سے دل اچاٹ ہوتا جارہا ہے۔

حالانکہ ہمارے اسلاف میں غالب اکثریت ان حضرات کی گذری ہے جنہوں نے علمی اشتغال کے باوجود عبادت وتلاوت سے اپنا گہرا لگاؤ رکھا۔

چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اپنے علمی اشتغال کے باوجود رمضان المبارک میں ترسٹھ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے، ایک ختم دن میں اور ایک ختم روزانہ رات میں اور تین ختم تراویح میں، یعنی ایک عشرہ میں ایک قرآن کریم تراویح کی نماز میں مکمل کیا کرتے تھے۔

فائدہ: کاش کہ آج کے نوجوانوں کو اپنے ان اسلاف کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق مل جاتی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت ہوجاتی۔

لیکن اس وقت افسوس ہوتا ہے جب آج کل کے نوجوانوں کو زندگی کے قیمتی لمحات مختلف انواع کی خرافات میں گذارتے ہوئے آنکھ دیکھتی ہے، بس اللہ ہی ان کا محافظ وحامی ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے ایک مرید کا واقعہ

بدنگاہی ایک ایسی بری بیماری ہے جس میں عام طور پر لوگ بالقصد و بلا قصد مبتلا ہوجاتے ہیں اور جس کا اثر جب ان کی زندگی پر پڑتا ہے تو پریشان ہوتے ہیں، اس لئے بدنگاہی سے خاص طور پر علماء وطلباء کو بچنے کی ضرورت ہے، بہت سے باصلاحیت و باہمت افراد کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بدنگاہی سے ایسے متاثر ہوئے کہ ان کی

ساری محنت ضائع ہوکر رہ گئی۔

اسلاف کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا ایک مرید تھا جو حافظ قرآن بھی تھا اور ماشاء اللہ قرآن اس کو بہت اچھا یاد تھا، ایک مرتبہ اس کی نظر ایک غیر مسلم لڑکے پر پڑ گئی اور وہ اس کے حسن و جمال سے اتنا متاثر ہوا کہ حضرت جنید بغدادی سے سوال کر بیٹھا کہ حضرت کیا یہ لڑکا بھی جہنم میں جائے گا؟ حضرت جنید بغدادی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ لگتا ہے تیری غلط نگاہ اس لڑکے پر پڑ گئی ہے؟ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لڑکا جو اچھا حافظ قرآن تھا پورا قرآن بھول گیا اور یہ اس کی بدنگاہی کا اثر تھا جس کی سزا اس کو ملی۔

فائدہ: اس لئے خاص طور سے علماء وفضلاء کو بدنگاہی سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اس کے صادر ہونے کی وجہ سے پوری زندگی کی گٹھری ضائع ہوجاتی ہے، اللہ پاک ہر ایک کی حفاظت فرمائے اور ہر ایک کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

حضرت ذوالنون مصری کا ایک واقعہ

حضرت ذوالنون مصری پہلے طبقہ کے حضرات صوفیاء میں سے ہیں آپ کا نام ثوبان اور آپ کی کنیت ابوالفیض ہے، آپ ذوالنون کے لقب سے مشہور ہوئے، آپ مصر کے نواحی میں رہا کرتے تھے، حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے آپ

شاگردوں میں سے تھے، آپ کے شیخ ایک مغربی شخص تھے جن کا نام اسرافیل تھا، آپ کا شمار اونچے طبقہ کے بزرگوں میں ہوتا ہے، آپ صاحب کشف وکرامت اولیاء میں سے تھے۔

آپ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کشتی سے سفر کر رہے تھے، اسی دریا میں آپ کی کشتی کے بغل میں ایک دوسری کشتی تھی جس میں نوجوان مرد و عورت کے ساتھ نوجوان لڑکیاں بھی تھیں جو مختلف انواع کے لہو ولعب کے ساتھ سفر کر رہے تھے، حضرت ذوالنون مصری کی کشتی میں جو لوگ سوار تھے جب ان کی نظر ان نوجوانوں کی اس گندی حرکت پر پڑی تو اس کو دیکھ کر ان کو بہت غصہ آیا اور ان لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری سے کہا کہ حضرت یہ کتنے گندے لوگ ہیں کہ کشتی میں بیٹھ کر پانی کے اندر بھی چلتے ہوئے یہ غلیظ حرکتوں میں مبتلا ہیں، لہٰذا آپ ان کے لئے بد دعاء کردیں کہ ان کی کشتی ڈوب جائے اور یہ سب تباہ ہوجائیں۔

فائدہ: حضرت ذوالنون مصری کچھ دیر تک تو خاموش رہے، لیکن جب کشتی کے رفقاء بہت زیادہ اصرار کرنے لگے تو حضرت ذوالنون مصری نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی کہ اے اللہ اس کشتی والوں کو آپ نے جس طرح دنیا کی خوشی عطا کی ہے آخرت کی بھی خوشی عطا فرما، اس دعا کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کشتی کے سارے سوار اپنی غلطی پر نادم ہوکر تائب ہوگئے اور ان کی غلط حرکت ہمیشہ کے لئے بند ہوگئی۔

حضرت ذوالنون مصری سمجھتے تھے کہ ان کی دعا رائگاں نہیں جائے گی، اگر آپ ان کے لئے بد دعاء فرمادیتے تو یقیناً وہ سب کے سب تباہ و برباد ہوجاتے لیکن

اللہ والوں کا دل عام انسانوں کے دلوں کی طرح نہیں ہوتا اور وہ فوراً کسی کی ہلاکت و بربادی کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے لیکن جب اللہ والے ہاتھ اٹھا دیتے ہیں تو چاہے کوئی فرد ہو یا جماعت تباہی و بربادی ان کی قسمت بن جاتی ہے، اس لئے اللہ والوں کی بددعاء سے بچنے کی ضرورت ہے۔

مظلوم کی آہ سے بچو

ظلم بہت خطرناک چیز ہے، اس سے ہر حال میں ہر ایک کو بچنا چاہئے، اس لئے کہ جس پر ظلم ہوتا ہے جس کو مظلوم کہتے ہیں اس کی آہ بہت خطرناک ہوتی ہے وہ سیدھے عرش پر پہنچتی ہے اور فوراً صاحب عرش کی طرف سے اس کی مدد آتی ہے اور اس کے ایک، دو نہیں ہزاروں واقعات کتابوں میں مذکور ہیں۔

چنانچہ اسی سے متعلق ایک واقعہ اسلاف کی کتابوں میں موجود ہے کہ ایک شکاری نے ایک مچھلی پکڑی اس کی مچھلی کو ایک صاحب اقتدار شخص نے زبردستی اس سے چھین لیا جس کا بے پناہ قلق شکاری کو ہوا اب اسی رنج وغم اور صدمہ کی حالت میں اس نے پروردگار عالم کی طرف ہاتھ پھیلا دیا اور اس نے درخواست ڈالتے ہوئے یہ کہا اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو کمزور بنایا ہے اور اس کو طاقتور اسی طاقت کی گھمنڈ میں اسنے ظلماً میری مچھلی مجھ سے چھین لی ہے، اے میرے رب اپنی مخلوقات میں سے کسی مخلوق کو اس پر مسلط کردے اور انسانوں کے لئے اس کو نشان عبرت

بنادے۔ چنانچہ اس کی دعا اور آہ فوراً بارگاہ رب العزت میں مسموع ہوئی۔

ادھر صاحب اقتدار طاقتور شخص اس غریب و کمزور و ناتواں کی مچھلی چھین کر اپنے گھر پہنچا اور مچھلی کو بھنوایا جب مچھلی بھن کر تیار ہوگئی اور کھانے کے لئے دسترخوان پر رکھ دی گئی اور حاکم وقت کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھ گیا جوں ہی اس نے مچھلی کی طرف کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا بھنی ہوئی مچھلی نے اس کو ڈس لیا جس کے نتیجہ میں اس کے ہاتھ میں زخم ہوگیا اور اس زخم میں کچھ دنوں کے اندر کیڑے پڑ گئے کافی علاج و معالجہ کے بعد بھی وہ زخم ٹھیک نہیں ہوا، مجبوراً اطباء کے مشورے سے اس کو ہاتھ کاٹنا پڑا، اس کے بعد بھی زخم ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے ہاتھ کی کلائی کی طرف وہ زخم بڑھنے لگا، اس صورت حال سے وہ بہت پریشان ہوا اور اس کا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہیں آیا تا آنکہ اسی دوران رات میں ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا اس سے کہہ رہا ہے کہ اگر تم اس لاعلاج بیماری سے بچنا چاہتے ہو تو اس غریب صاحب حق کا حق واپس کردو، یعنی جس کی مچھلی زبردستی چھین کر لائے تھے اس کو دے دو جب صبح کو یہ شخص بیدار ہوا تو وہ فوراً اس شکاری کے پاس پہنچا اور دس ہزار دراہم اس کو دیئے اور اس سے معافی تلافی کی تو غریب شکاری کے معاف کردینے کے بعد زخم کے کیڑے زخم سے خود بخود گرنے لگے اور اس کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا۔

فائدہ: اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کسی بھی غریب، مسکین اور کمزور کو کمزور سمجھ کر اس کے ساتھ ظلم و زیادتی نہیں کرنا چاہئے اور کسی صاحب حق کا حق بزور طاقت ہڑپ نہیں کرنا چاہئے، ورنہ اس کا انجام بہت برا ہوتا ہے، اللہ پاک ہر ایک کی

حفاظت فرمائے اور مظلوم کی آہ سے ہر ایک کو بچائے۔ آمین

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ

حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک مرتبہ آسمان و زمین کے درمیان سفر فرما رہے تھے اسی دوران آپ کا گزر ایک گہرے سمندر کے اوپر سے ہوا، آپ نے اس سمندر میں ایک خاص قسم کے تلاطم کو دیکھا اور آپ وہاں پہنچ کر رک گئے، اس کے بعد عفریت نامی جن کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگا کر اس کی تہہ میں پہنچے اور یہ دیکھے کہ یہ تلاطم یہاں پر کیسا ہے؟ عفریت نامی جن جب وہ سمندر کی تہہ میں پہنچا تو اس نے دیکھا سمندر کی تہہ میں سفید موتی کا ایک قبہ ہے جس میں کوئی سوراخ نہیں ہے، اس قبہ کو نکال کر لے آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام اس قبہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اس کے بعد انہوں نے اللہ سے دعا کی اور دعا کی برکت سے اللہ نے اس قبہ کے بند دروازے کو کھول دیا، قبہ کے اندر جب آپ کی نظر پڑی تو آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس قبہ میں سجدہ ریز ہے، یہ منظر دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام حیرت زدہ رہ گئے آپ نے اس سے پوچھا تم فرشتہ ہو یا انسان یا جنات؟

سجدہ ریز جوان نے جواب میں کہا میں انسان ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے بعد اس سے پوچھا تم کو یہ کرامت و شرافت کیسے حاصل ہوئی؟ اس

نوجوان نے کہا والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کی وجہ سے۔

اس کے بعد اس نوجوان نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کا پورا واقعہ بیان کیا کہ جب میری والدہ بہت زیادہ بوڑھی ہوگئیں تو میں ان کے لئے فرش راہ بن گیا ان کی ہر ضرورت اور خواہش کی تکمیل کے لئے میں نے اپنے کو وقف کر دیا، یہاں تک کہ میں نے اپنی کمر کو ان کے لئے سواری بنا دیا ان کو کہیں جانا ہوتا تو ان کو میں اپنی کمر پر سوار کر کے لے جاتا، میری والدہ میری خدمت سے خوش ہو کر مجھ کو یہ دعا دینے لگیں کہ اے اللہ میرے اس بچے کو قناعت نصیب فرما اور میرے انتقال کے بعد اس کو ایسی جگہ نصیب فرما جو نہ زمین میں ہو نہ آسمان میں۔

اس جوان نے کہا جب میری والدہ کا انتقال ہو گیا تو میں ایک دن سمندر کے ساحل پر گھوم رہا تھا، اتنے میں میری نظر اچانک موتی کے ایک قبہ پر پڑی جب میں اس قبہ کے قریب ہوا تو اس کا دروازہ کھل گیا اس کے بعد میں اس قبہ میں داخل ہو گیا، اس کے بعد قبہ کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا، اس کے بعد مجھے پتہ نہیں کہ میں فضاء میں ہوں یا زمین میں، میں ایک زمانہ سے اسی قبہ میں ہوں۔

یہ واقعہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا کہ اس قبہ میں تم کھاتے پیتے کیسے ہو؟ اس نوجوان نے کہا کہ جب مجھ کو بھوک لگتی ہے اس قبہ میں ایک درخت نمودار ہوتا ہے اور فوراً اس پر پھل آ جاتے ہیں وہ پھل میں پیٹ بھر کر کھا لیتا ہوں اور جب پیاس لگتی ہے تو اسی قبہ میں مجھے تازہ اور ٹھنڈا پانی مل جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے میں جی بھر کر پی لیتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نوجوان سے سوال کیا کہ اس قبہ میں رہتے ہوئے رات دن کا پتہ تم کو کیسے لگتا ہے؟ اس کے جواب میں اس نوجوان نے کہا کہ جب صبح ہوتی ہے تو قبہ سفید ہوجاتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ دن ہے اور جب سورج غروب ہوجاتا ہے تو قبہ میں تاریکی ہوجاتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ رات ہوگئی ہے، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے دعاء کی اس کے نتیجہ میں اس قبہ کا دروازہ اسی طرح بند ہوگیا جیسا پہلے بند تھا اور وہ سمندر کی تہہ میں اسی جگہ پہنچ گیا جہاں وہ پہلے تھا۔

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بوڑھے ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں رائیگاں نہیں جاتی، لہٰذا ہر اولاد کو ماں باپ کی خدمت کر کے ان سے دعا لے کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی ضرورت ہے اور یہ ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ بوڑھے ماں باپ کی دعا جس طرح بوڑھاپے میں رائیگاں نہیں جاتی۔ اسی طرح ان کی بددعا بھی رائیگاں نہیں جاتی اس لئے ہر نوجوان کو اپنے بوڑھے ماں باپ کی دعا اور بددعاء سے بھی بچنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی حفاظت فرمائے اور صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں آنے والے مہمان کا واقعہ

کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک مجوسی حضرت ابراہیم کی خدمت میں

حاضر ہوااوراس نے مہمان بننے کی خواہش کا اظہار کیا،حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا جب تک تم مجوسیت نہیں چھوڑو گے اوراپنے دین سے باہر نہیں آؤ گے میں تم کومہمان نہیں بنا سکتا،اس جواب کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہوگیا، اس کے جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی آئی کہ اے ابراہیم اس کی مجوسیت کے باوجود میں اس کوستر سال سے کھلا پلا رہا ہوں اورتم ایک رات کے لئے اس کو اپنا مہمان نہیں بنا سکے،مہمان بنانے کے لئے تم نے مجوسیت سے نکلنے کی شرط لگادی،اس کے بعد جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مجوسی کی تلاش میں نکل پڑے، یہاں تک کہ اس کو پاگئے اوراس کواصرار کرکے اپنا مہمان بنایا، مجوسی نے کہا مجھے حیرت ہے کہ کل تو آپ مجھے دھکا دے کر بھگا رہے تھے اور آج مجھ کوتلاش کرکے مہمان بنا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے پوچھنے پر پوری بات بتلادی، مجوسی نے جواب سن کر کہا کہ رب الارباب کا معاملہ میرے ساتھ ایسا ہے اس کے باوجود ایک زمانہ سے میں کفر کررہا ہوں،اے ابراہیم ہاتھ بڑھایئے اور مجھ کوکلمہ پڑھایئے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں پر وہ مجوسیت سے تائب ہوکر وحدانیت میں داخل ہوگیا۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزات

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کوحسب ضرورت خوارق یعنی

معجزات سے سرفراز فرمایا جس سے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی خود حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت سے معجزات دیئے گئے جس میں زیادہ تر عملی معجزات ہیں، اگر چہ آپ کو علمی معجزہ بھی دیا گیا جو ابھی تک باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا۔

عملی معجزات حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف از منہ، مختلف امکنہ اور مختلف ادوار میں ظاہر ہوتے رہے جو دیکھنے والوں کے لئے تقویت ایمان کا ذریعہ بنتے رہے۔ حضر کے ساتھ سفر میں بھی مختلف زمانوں میں آپ کے معجزات ظاہر ہوئے جن کو حضرات صحابہ کرام نے دیکھا اور سفر سے لوٹنے کے بعد دوسرے صحابہ سے ان کا تذکرہ کیا اور نتیجہ کے طور پر سب کے لئے ایمان میں زیادتی کے ساتھ مضبوطی کا سبب بنا انہیں سفری واقعات میں سے ایک واقعہ کے راوی حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں ایک سفر میں، میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں نے اس سفر میں تین باتیں ایسی دیکھیں کہ جس کی وجہ سے اسلام ہمیشہ کے لئے میرے دل میں بیٹھ گیا۔

(۱) ان میں سے پہلی بات یہ دیکھی کہ دوران سفر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی جس جگہ آپ تشریف فرما تھے وہاں پردے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی، کچھ فاصلے پر کچھ درخت تھے، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقیل سے فرمایا کہ ان درختوں کے پاس تم جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ مجھ کو حاجت سے فارغ ہونا ہے اور

یہاں پردے کا کوئی انتظام نہیں ہے، لہٰذا تم آ کر میرے لئے پردے کا کام کرو، چنانچہ آپ کے حکم پر میں گیا اور درختوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا، ابھی میں نے پیغام مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ درخت جڑوں سے اکھڑنے لگے اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ کے ارد گرد ایسا حصار قائم کر دیا کہ اس کے بعد مکمل پردہ ہو گیا، یہاں تک کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضرورت سے فارغ ہو گئے، اس کے بعد وہ درخت چل کر اپنی جگہ پر پہونچ گئے۔

(۲) دوسرا معجزہ یعنی واقعہ یہ پیش آیا کہ دوران سفر مجھ کو شدید پیاس لگی میں نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پیاس کا اظہار کیا، چونکہ ہم میں سے کسی کے پاس پانی نہیں تھا اس لئے آپ نے فرمایا پہاڑ پر چلے جاؤ اور جا کر پہاڑ سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ اگر تمہارے پاس پانی ہو تو مجھ کو پلا دو، چنانچہ میں پہاڑ پر چڑھا اور پہاڑ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نقل کیا، میں نے اپنی بات ابھی پوری بھی نہیں کی تھی کہ پہاڑ نے بہت ہی اچھے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر میرے پاس پانی ہوتا تو ضرور پلاتا، لیکن میرے پاس پانی بالکل نہیں ہے، چونکہ جب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "**یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا و قودھا الناس والحجارۃ**" خوف سے اتنا رویا کہ میرے اندر کا سارا پانی آنسو بن کر نکل گیا، اب میرے پاس پانی بالکل نہیں ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں۔

(۳) حضرت عقیل فرماتے ہیں تیسرا معجزہ اور واقعہ یہ پیش آیا کہ دوران سفر ایک جگہ اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا

''الامان الامان'' اے اللہ کے رسول مجھے بچایئے، مجھے بچایئے۔تھوڑی دیر میں اس کے پیچھے دوڑتا بھاگتا ایک اعرابی آیا جس کے ہاتھ میں ایک ننگی تلوار تھی، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے پوچھا اس مسکین کے بارے میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اس کو مہنگے داموں میں خریدا، لیکن یہ میری بات نہیں مانتا ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت سے نفع اٹھاؤں، یہ سن کر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تمہارے مالک کیا کہہ رہے ہیں؟ تم اس کی اطاعت کیوں نہیں کرتے، اونٹ نے جواباً عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا مالک مجھ سے جو کام لینا چاہتا ہے اس سے مجھے کوئی انکار نہیں ہے، لیکن مجھ کو تکلیف اس کے اس قبیح عمل سے ہے جس کو روزانہ یہ کرتا ہے اور وہ قبیح عمل یہ ہے کہ بشمول میرے مالک کے اس کا پورا قبیلہ عشاء کی نماز چھوڑ کر عشاء سے پہلے سو جاتا ہے، اگر آپ اس سے یہ طے کروالیں کہ یہ عشاء کی نماز کبھی نہیں چھوڑے گا تو میں آپ سے عہد کرتا ہوں اس کی نافرمانی کبھی نہیں کروں گا، اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر عشاء کی نماز چھوڑنے پر اللہ کا عذاب ان پر آیا تو اس کا شکار میں بھی بنوں گا، اس لئے کہ میں بھی انہیں کے درمیان رہتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے اس بات کا عہد لیا کہ وہ عشاء کی نماز کبھی نہیں چھوڑے گا، اور عہد لینے کے بعد اونٹ اس کے حوالہ کر دیا وہ اونٹ لے کر اپنے گھر واپس ہو گیا اور اس طرح اونٹ کی جان بچ گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ کا ایک واقعہ

اسلاف کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک مرتبہ سفر فرما رہے تھے، دوران سفر آپ کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو اللہ کی عبادت میں بہت جی لگا کر مصروف تھی، آپ نے ان کو دیکھ کر سلام کیا اور تھوڑی دیر ان کے درمیان بیٹھ گئے، آپ نے دیکھا کہ رنگ برنگ کے کھانے پینے کی چیزیں اور مختلف قسم کے پھل وہاں موجود ہیں، اس کے ساتھ بیوی بال بچے بھی سب کے سب وہیں پر ہیں، نیز ان کی آبادی بھی پورے طور پر مزین و بارونق ہے، اس کی تعریف جتنی کی جائے کم ہے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سفر پر روانہ ہو گئے، کچھ عرصہ کے بعد جب آپ کی واپسی اسی راستہ سے ہوئی تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں نہ ان کی آبادی ہے نہ ان کے بیوی بال بچے کچھ دنوں پہلے جو آبادی مکمل آباد تھی، وہ ویران ہو چکی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو یہ دیکھ کر حیرت کے ساتھ بہت تعجب ہوا، اللہ سے درخواست کی کہ اے پروردگار عالم یہ کیوں ہلاک کر دیئے گئے، کیا انھوں نے نماز چھوڑنا شروع کر دیا تھا، اور آپ کی بندگی بند کر دی تھی؟ یا کوئی اور بات تھی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں، لیکن ایک مرتبہ ان کی آبادی کے پاس سے ایک نماز چھوڑنے والا گزرا، اس نے ان کے پانی سے اپنا چہرہ دھویا، چہرہ دھونے کے بعد والا پانی دوسرے پانی میں مل کر ان کی آبادی اور ان کے کھیتوں میں گیا اس کی نحوست ان

لوگوں پر ایسی پڑی کہ سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔

فائدہ: ایک بے نمازی کی نحوست اتنی پڑی کہ پوری آبادی ہلاک کر دی گئی، اس لئے نماز چھوڑنے والوں کی صحبت اور مجالست سے گریز کرنا چاہئے اور حتی الامکان کوشش کر کے اس کو نمازی بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی فیملی میں ایک آدمی بے نمازی ہوتا ہے تو اس کی نحوست فیملی اور پڑوس کے ستر لوگوں تک پہنچتی ہے، اس لئے نماز کے سلسلے میں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور اپنے ساتھ دوسروں کے لئے فکر مند رہنا چاہئے، کیونکہ اس سے کام نہیں چلے گا کہ میں تو نمازی ہوں نماز پابندی سے پڑھتا ہوں، بلکہ اہل خانہ اور پڑوس پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ کوئی بے نمازی نہ رہ سکے۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک واقعہ

بزرگوں کی کتابوں میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ کا ایک عجیب وغریب واقعہ مذکور ہے، آپ حضرات بھی سن کر حیران رہ جائیں گے۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے، اتنے میں اچانک ایک نوجوان عرب روتا ہوا مسجد کے دروازہ پر پہونچا، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر پوچھا، اے نوجوان کیوں رو رہے ہو، اس نے

جواب میں عرض کیا، اے اللہ کے رسول میرے والد محترم کا انتقال ہو گیا ہے، اس کو نہ کوئی غسل دینے والا ہے اور نہ ہی ان کے لئے کفن کا انتظام ہے، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس کے والد کے غسل اور کفن کے انتظام کے لئے حضرات شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر کو اس کے ساتھ بھیجا، جب یہ دونوں حضرات اس کے گھر پہونچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ والد کا چہرہ کالے خنزیر کی طرح ہے، یہ دونوں حضرات الٹے پاؤں واپس آ گئے اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر اس کے والد کی صورتحال سے باخبر کیا، یہ سننے کے بعد حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کے والد کے جنازہ کے پاس پہنچے، وہاں پہنچ کر آپ نے دعا فرمائی، اس دعا کی برکت سے اس کے باپ کی اصلی شکل واپس آ گئی۔ چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر اس کو غسل دیا، کفن پہنایا جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں دفن کیا، لیکن جب قبر میں اس کے والد کو اتارنے لگے تو اس کی شکل پھر کالے خنزیر جیسی ہو گئی، یہ ماجرا دیکھ کر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرت ہوئی، آپ نے اس نوجوان کو مخاطب کر کے فرمایا، اے نوجوان تمہارے ابا کا دنیا میں عمل کیسا تھا؟ اس نوجوان نے کہا کہ میرے والد میں سب سے بڑی کمی یہ تھی کہ وہ کبھی نماز نہیں پڑھتے تھے، یہ سن کر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انکو مخاطب کر کے فرمایا، اے میرے ساتھیو نماز چھوڑنے والے کی حالت دیکھ لو، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن کالے خنزیر کی شکل میں اٹھائیں گے۔

فائدہ: اللہ سے ڈرنے کی بات ہے، اور لرزنے اور خوف کھانے کی بات ہے کہ نماز کے چھوڑنے پر اتنا بڑا عذاب ہوتا ہے جس کو کوئی مؤمن سوچ بھی نہیں سکتا، لیکن کسی

کے ساتھ ان واقعات کو ظاہر کر کے اللہ پاک یہ بتلا دیتے ہیں کہ میرے حکم کو نہ ماننے والوں کی سزا کیا ہے، اس لئے ہر شخص کو اللہ کی نافرمانی سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے، بالخصوص نماز کے اہتمام اور وقت پر ادائیگی کا بہت دھیان دینے کی ضرورت ہے، اللہ پاک ہر ایک کی مدد فرمائے اور اللہ کی پکڑ سے ہر ایک کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا، وہ یہ کہ ایک صاحب کا انتقال ہوا، تجہیز وتکفین کے بعد لوگ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تو کفن میں حرکت شروع ہوئی، لوگ یہ ماجرا دیکھ کر گھبرا گئے، جب کفن کھول کر دیکھا تو ایک سانپ نظر آیا جو مردے کے گلے میں لٹکا ہوا تھا، جو اس کے گوشت کو کھا رہا تھا اور خون کو چوس رہا تھا، لوگوں نے اس سانپ کو مارنے کا ارادہ کیا اتنے میں سانپ کو اللہ نے قوت گویائی عطا کی اور سانپ بول پڑا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مجھے کیوں مارنا چاہتے ہو؟ میں نے کونسا گناہ کیا ہے؟ مجھ کو تو اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں قیامت تک اس کو اسی طرح عذاب دوں، حاضرین نے سانپ کو مخاطب کر کے کہا کہ اچھا تم میں کوئی غلطی نہیں ہے، تم مامور ہو تو اس کی کیا غلطی ہے کہ جس کی وجہ سے اس کو یہ سزا دے رہے ہو؟ سانپ نے اس کے جواب میں کہا اس میں تین غلطیاں تھیں جس کی وجہ سے یہ عذاب میں مبتلا ہے۔

(۱) جب یہ اذان کی آواز سنتا تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد نہیں آتا تھا۔

(۲) اپنے مال سے زکوۃ نہیں نکالتا تھا۔

(۳) علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا۔

اس کی زندگی کی یہ تین غلطیاں ہیں جس کی سزا یہ بھوگ رہا ہے اور قیامت تک بھوگتا رہے گا۔

فائدہ: اس انداز کے واقعات دل کو دہلا دینے والے ہیں ہر مسلمان کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اللہ کے ہر حکم کی بجا آوری کا عہد کرنا چاہئے اور اللہ کی نافرمانی سے ہمیشہ پرہیز اور گریز کرنا چاہئے، کیونکہ ہر انسان کو دنیا چھوڑنا ہے اور مکمل اللہ کی تحویل میں جانا ہے، جہاں اللہ کی مرضی کے علاوہ کوئی چیز کام نہیں دے گی، اس لئے ہر انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے اوامر کا امتثال کرنا چاہئے اور نواہی سے اجتناب کرنا چاہئے، اللہ پاک ہر مسلمان کو شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کی گرفت اور عذاب سے ہر ایک کی حفاظت فرمائے۔

حضرت دحیہ کلبی کا واقعہ

حضرت دحیہ بن خلیفہ بن فروہ الکلبی بہت وجیہہ اور خوبصورت انسان تھے، جب مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو تمام پردہ نشیں عورتیں دیکھنے لئے گھروں سے نکل آتی

تھیں، حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والتسلیم بھی اکثر حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں وحی لے کر آیا کرتے تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد سوائے غزوۂ بدر کے سارے غزوات میں آپ نے شرکت کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تک آپ زندہ رہے، عام طور پر مکاتیب نبوت کے قاصد آپ ہی رہے، ہرقل کے پاس مکتوب گرامی کو پہنچانے کا فریضہ آپ ہی نے انجام دیا۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے کفر کی حالت میں عرب کے بادشاہوں میں سے تھے، آپ کے زیر اثر سات سو افراد تھے، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اسلام قبول کرنے کے خواہشمند تھے، چنانچہ آپ ان کے لئے دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ دحیہ کلبی کو اسلام سے سرفراز فرما، چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے نکل پڑے اُدھر یہ گھر سے نکلے۔

اِدھر اللہ تعالیٰ نے فجر کی نماز کے بعد اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع دے دی اے محمد میں نے ایمان کا نور دحیہ کلبی کے دل میں ثبت کر دیا ہے اور وہ اپنے گھر سے نکل چکا ہے، تمہاری خدمت میں پہنچنے والا ہے، چنانچہ جب حضرت دحیہ کلبی مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان پر پڑی تو آپ نے ان کے اکرام میں اپنے بدن سے رداء مبارک کو اتار کر زمین پر بچھا دیا اور حضرت دحیہ کلبی کو اس پر بیٹھنے کے لئے فرمایا، جب حضرت دحیہ کلبی نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اکرام کو دیکھا تو بے ساختہ رو

پڑے اور آپ کی مبارک چادر کو اٹھایا اور اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا اور اپنی آنکھوں سے لگایا اس کے بعد انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی اسلام کے فرائض کیا ہیں؟ پیش فرمائیں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید کی تلقین فرمائی اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، انھوں نے پڑھا، اس کے بعد وہ رو پڑے اور بہت روئے، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے دحیہ کیوں رو رہے ہو؟ کیا اسلام میں داخل ہونے کی خوشی میں رو رہے ہو یا کسی اور وجہ سے حضرت دحیہ نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے کہ میں بتلا نہیں سکتا، آپ اللہ سے پوچھیں اس کا کفارہ کیا ہے؟ میں اس کی ادائیگی کے لئے تیار ہوں، اگر ان گناہوں کے کفارہ میں مجھ کو اپنی جان دینی پڑے تو اس کے لئے بھی تیار ہوں اور اگر سارا مال دینا پڑے تو اس کے لئے بھی تیار ہوں، یہ سن کر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے دحیہ پہلے ان گناہوں کو تو بتاؤ، وہ کون سے گناہ ہیں؟

حضرت دحیہ کلبی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو معلوم ہی ہے میں عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور آپ کو معلوم ہے کہ اہل عرب بچیوں سے نفرت کرتے تھے، میں بھی اسی معاشرے کا ایک فرد تھا، اس لئے مجھ کو بھی بچیوں سے اور دامادوں سے نفرت تھی میں اس کو پسند نہیں کرتا تھا کہ لوگ یہ کہیں کہ فلاں ابن فلاں دحیہ کلبی کا داماد ہے اور دحیہ کلبی کی بچی فلاں ابن فلاں سے منسوب ہے۔ چنانچہ اس خبط کی وجہ سے میں نے اپنی ستر بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا۔ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کی یہ بات سن کر لرز اٹھے، اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام

تشریف لائے اور انھوں نے آ کر یہ پیغام سنایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ دحیہ کلبی سے اللہ کا یہ پیغام سنا دیں کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے میری عزت وجلال کی جب تم نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا تو میں نے تمہارے ساٹھ سال کے کفر کو معاف کر دیا اور ساٹھ سال جتنا مجھ کو برا بھلا کہا اس کو معاف کر دیا تو میں تمہاری بچیوں کے قتل کو کیسے معاف نہیں کروں گا، جب کہ وہ بچیاں تمہاری تھیں، یہ سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور آپ کے ساتھ آپ کے تمام صحابہ بھی رو پڑے۔

اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ جب آپ نے دحیہ کو جو اپنی ستر بچیوں کا قاتل تھا ایک مرتبہ کلمہ شہادت پڑھنے کی وجہ سے معاف کر دیا تو آپ کیسے میری امت کے ان افراد کے گناہوں کو معاف نہیں فرمائیں گے جنھوں نے اپنی زندگی میں لاکھوں مرتبہ کلمۂ شہادت کو پڑھا ہے۔

اس کے بعد حضرت دحیہ کلبی حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ میں شامل ہو گئے اور پوری زندگی پورے اخلاص کے ساتھ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام کی خدمت کرتے رہے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت معاذ بن جبل کے ایک سفر کا واقعہ

اس میں شک نہیں کہ ''خیر الکلام کلام اللہ'' کہ سارے کلاموں میں

افضل ترین کلام اللہ کا کلام یعنی قرآن پاک ہے، اسی لئے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**خیر کم من تعلم القرآن و علمه**" تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے قرآن کو پڑھے اور پڑھائے۔

اسی لئے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن کریم کو نماز میں پڑھتا ہے اس کو ہر حرف کے بدلہ سو نیکی ملتی ہے اور جو شخص قرآن کریم کی تلاوت بغیر نماز کے وضو کے ساتھ کرتا ہے اس کو ہر حرف کے بدلہ پچیس نیکی ملتی ہے اور جو شخص قرآن کریم کی تلاوت بغیر وضو کے کرتا ہے تو اس کو ہر حرف کے بدلہ دس نیکی ملتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا میں نے آپ کی رفاقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے یہ درخواست پیش کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی بات بتادیں جس سے میں پوری زندگی فائدہ اٹھاؤں، آپ نے فرمایا اے معاذ اگر تم سعادت مندوں کا عیش چاہتے ہو اور شہداء کی موت چاہتے ہو اور قیامت کے دن نجات چاہتے ہو اور قیامت کے دن کی گرمی میں سایہ چاہتے ہو اور گمراہی سے نجات چاہتے ہو تو قرآن پاک کی تلاوت کی پابندی کرنا اس لئے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اس میں شیطان کی گمراہی سے حفاظت ہے اور نامۂ اعمال کو یہ عمل وزنی بناتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ میری امت کی عبادتوں میں

افضل ترین عبادت قرآن پاک کی تلاوت ہے۔اس لئے ہر مومن کو چاہئے کہ اپنے فارغ وقت کو زیادہ سے زیادہ قرآن کے سیکھنے اور سکھانے اور اس کی تلاوت میں لگائے تاکہ دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود سے مالا مال ہو سکے اور اللہ پاک کا زیادہ سے زیادہ قرب اس کو حاصل ہو سکے۔

اس لئے کہ کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ کی زیارت کی اور پوچھا کہ اے اللہ ہم آپ کا قرب کس چیز کے ذریعہ حاصل کریں تو اللہ کی طرف سے جواب ملا ''بتلاوۃ القرآن'' قرآن کی تلاوت کے ذریعہ، اس کے بعد حضرت امام احمد بن حنبل نے سوال کیا ''**فھم ام بلا فھم**'' سمجھ کر یا بغیر سمجھے تو جواب ملا کہ قرآن پاک کی تلاوت ہر حال میں میرے قرب کا ذریعہ ہے خواہ سمجھ کر ہو یا بغیر سمجھے۔

فائدہ: اس لئے ہر مسلمان کو نماز کے ساتھ قرآن کریم سے خصوصی لگاؤ رکھنا چاہئے اور روزانہ کچھ نہ کچھ تلاوت کا معمول بنانا چاہئے، اللہ پاک ہر ایک کو تلاوت کی توفیق عطا فرمائے اور غیبی مدد شامل حال فرمائے۔آمین۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تدفین کا واقعہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا اور غسل دے کر کفن پہنا دیا گیا تو قبرستان لے جانے کے لئے اس چارپائی کو چار حضرات نے اٹھایا جس پر

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے شوہر تھے (۲) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ دونوں آپ کے لڑکے تھے (۴) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ چاروں حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ لے کر قبرستان میں قبر کے پاس پہنچے اور قبر کے کنارہ جنازہ رکھ دیا۔

اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے قبر کو مخاطب کر کے فرمایا اے قبر تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس ہم کس کا جنازہ لے کر آئے ہیں، یہ جنازہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی ماں ہیں۔

اس کے جواب میں قبر سے آواز آئی جس کو سارے حاضرین نے سنا "**ما انا موضع حسب و نسب**" کہ میں حسب و نسب کی جگہ نہیں ہوں، میرے یہاں حسب و نسب نہیں چلتا، میں تو صرف عمل صالح کی جگہ ہوں، مجھ سے نجات صرف وہی شخص پا سکتا ہے جس کی بھلائیاں بہت زیادہ ہوں اور دل شرک سے محفوظ ہو اور اعمال میں خلوص اور للّٰہیت ہو۔

فائدہ: اسی لئے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه**" کہ جس کے عمل نے اس کو پیچھے کر دیا اس کا نسب اس کو

آ گے نہیں کرسکتا، اس لئے کہ اللہ کے نزدیک تو اصل چیز ایمان اور عمل صالح اور تعلق مع اللہ اور تقوی وخشیت ہے، باقی حسب ونسب کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔

حضرت بلال حبشی کا واقعہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے بلال "**أی عمل ارجی عندک**" یہ سوال سن کر حضرت بلال لرزہ براندام ہوگئے اور روتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے جس کے بارے میں، میں اللہ کے نزدیک قبولیت کی امید رکھوں، آقا نے فرمایا کہ نہیں تمہارے پاس ایسا عمل ضرور ہے اس لئے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے چلتے ہوئے تمہارے چپل کی آواز سنی ہے، اس کے جواب میں حضرت بلال نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول اس کے علاوہ تو کوئی عمل نہیں کہ جب میرا وضو ٹوٹتا ہے فوراً وضو کرلیتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں تو دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا کرتا ہوں۔

اسی لئے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "**ان اللہ لاینظر الی صورکم و اموالکم بل ینظر الی قلوبکم و نیاتکم**" یعنی اللہ پاک کے فیصلے صورت اور مال کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ تقوی اور اخلاص کی بنیاد پر ہوتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی بدشکل اعمال کے اعتبار سے بہت آگے ہو تو وہ ان شاء اللہ

جنت میں بھی خوبصورت سے آگے رہے گا، اسی طرح اگر کوئی فقیر اعمال کے اعتبار سے آگے ہوتو وہ جنت میں غنی سے آگے رہے گا۔ اسی طرح اگر چھوٹی نسب والا ایمان واعمال کے اعتبار سے آگے ہوتو بڑی نسب والے سے وہ جنت میں آگے ہوگا، کیونکہ حسب ونسب کا فرق اللہ کی نگاہ میں نہیں ہے، یہ فرق تو صرف انسانوں کا بنایا ہوا ہے جو صرف دنیا میں رائج ہے جس کو نہ اسلام نے رائج کیا ہے اور نہ ہی پسند کیا ہے، اس لئے اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام کا واقعہ

حضرت الیاس علیہ السلام انبیاء میں سے ایک نبی ہیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی موجود ہے، لیکن موت وحیات اللہ کا بنایا ہوا ایسا دستور ہے جس سے ہر ایک کو گزرنا پڑتا ہے۔

چنانچہ حضرت الیاس علیہ السلام ایک دن بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کے لئے آ گیا، ملک الموت کو دیکھ حضرت الیاس علیہ السلام بہت گھبرائے اور بہت زیادہ روئے، اس پر ملک الموت نے ان سے سوال کیا کہ اے الیاس آپ اتنا زیادہ کیوں رو رہے ہیں؟ اور گھبرا رہے ہیں؟ یہ رونا اور گھبراہٹ موت کی وجہ سے ہے یا دنیا کے چھوٹنے کی وجہ سے؟

اس کے جواب میں حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا کہ میری گھبراہٹ نہ

دنیا چھوٹ نے کی وجہ سے ہے نہ موت کی وجہ سے ہے بلکہ اللہ کا ذکر چھوٹنے کی وجہ سے میں رو رہا ہوں کیونکہ میرے بعد لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کریں گے اور اس ذکر کی مجلس میں، میں نہیں رہوں گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کے پاس وحی بھیجی کہ ان کی روح کو قبض نہ کرو ان کو زندہ رہنے دو چونکہ وہ زندگی میرے ذکر کے لئے مانگ رہے ہیں اپنے لئے نہیں، چنانچہ اس کے بعد ملک الموت واپس ہو گئے اور ان کی روح قبض نہیں کی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اور مجلس ذکر کی کتنی اہمیت ہے اور جن حضرات کو ذکر کی حلاوت اور لذت مل جاتی ہے وہ اس کو سرمایۂ نجات و سرمایۂ حیات سمجھتے ہیں اور ذکر میں لگے رہنے کو خلاصہ زندگی تصور کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر کے کپڑے میں پیوند کا واقعہ

حضرت عبداللہ ابن عمر ایک مرتبہ مکتب سے روتے ہوئے گھر آئے، اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑ گئی، ان کو روتا ہوا دیکھ کر آپ نے ان سے پوچھا بیٹا کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ مکتب کے بچوں نے میرے پیوند کو گنا اور اس کے بعد بطور طنز کے یہ کہا کہ امیر المومنین کے لڑکے کو دیکھو اس کے کپڑے میں کتنے پیوند لگے ہوئے ہیں؟ چونکہ حضرت عبداللہ کے بدن پر جو کرتا تھا، اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض پیوند چمڑے کے تھے، اسی لئے حضرت

عبداللہ کے ساتھیوں نے مکتب میں ان کا مذاق اڑایا اور کہا کہ امیر المومنین کا یہ بیٹا ہے اس کے باوجود چودہ پیوند لگے ہوئے کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کو بے پیوند کا کرتا نصیب نہیں ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو بیت المال کے خازن کے پاس بھیجا اور خازن سے یہ کہلوایا کہ بیت المال سے چار دراہم بطور قرض کے دے دیں جب مہینہ ختم ہو تو میرے وظیفہ سے جو مجھ کو ملتا ہے اس میں سے یہ چار دراہم کاٹ لیں یہ پیغام امیر المومنین کا تھا جو انھوں نے اپنے ماتحت خازن کے پاس بھیجا، لیکن قربان جائیے اس وقت کی امانت و دیانت پر کہ خازن نے اس کے جواب میں امیر المونین کو لکھا کہ امیر المومنین کیا آپ کو اعتماد و اطمینان ہے کہ آپ اس مہینہ کے اخیر تک زندر ہیں گے، اگر آپ اس سے پہلے رخصت ہو گئے تو بیت المال کے دراہم کا کیا ہوگا؟ جو آپ کے ذمہ بطور قرض کے رہیں گے، میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوں کہ آپ کے ذمہ بیت المال کا کوئی قرض رہے اس لئے میں آپ کو اس مہینہ کے اخیر تک چار دراہم قرض دینے سے معذرت خواہ ہوں۔

حضرت امیر المؤمنین نے جب خازن کا یہ جواب سنا تو وہ رو پڑے اور اپنے برخوردار حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ بیٹا اسی حال میں مکتب چلے جاؤ، مجھے اپنی زندگی پر ایک گھنٹہ بھروسہ نہیں ہے، اس لئے میں کیسے قرض لے کر تمہارے لئے نیا کرتا بناؤں۔

فائدہ: یہ تھے ہمارے اسلاف و اکابر اور مقتدا اور یہ تھا ان کا کردار آج تو لوگ اپنے بچوں کی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنی آخرت تباہ و برباد کر دیتے ہیں

اوران کو احساس تک نہیں ہوتا کہ میں کیا کر رہا ہوں بلکہ بعضوں کی تو پوری زندگی اولاد کی بے جا نکھڑوں کی تکمیل میں گذر جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ان کو اپنی آخرت کی تعمیر کی فرصت نہیں ملتی۔

ہمارے اسلاف کا یہ وہ کردار تھا جس کو دنیا فراموش نہیں کرسکی، تاریخ اور سیرت کے اوراق اور صفحات میں آج بھی یہ چیزیں محفوظ ہیں اور اپنوں کے ساتھ غیروں کے لئے بھی یہ چیزیں درس عبرت ہیں۔

چنانچہ ہندوستان کی آزادی جب عمل میں آئی اور انگریز اس ملک کو چھوڑ کر چلے گئے تو مہاتما گاندھی نے اس وقت ایک مضمون لکھا تھا جو ہندوستان کے سارے اخبارات میں چھپا کہ ہمارے ہندوستانی وزرا اگر عالمی وقار چاہتے ہیں عالمی عزت چاہتے ہیں تو صدیق اور فاروق کا نمونہ سامنے رکھنا ہوگا کہ روم اور شام کی حکومتیں ان کے قدموں میں گریں اور ان کی دولت ان کے قدموں میں نچھاور ہوگئیں، لیکن قربان جائیے حضرت صدیق اور فاروق اعظم پر کہ نہ ان کے پیوند لگے ہوئے کپڑے چھوٹے نہ جو کی روٹی چھوٹی نہ فقر وفاقہ چھوٹا۔

یہ مضمون وہ تھا جو مہاتما گاندھی نے لکھا اور جس کو پورے ہندوستان کے لوگوں نے پڑھا، ہمارے بزرگوں کے یہ وہ کردار تھے جس کو غیروں نے دیکھا اور پڑھا اور اس سے متاثر ہوئے اور دوسروں تک اس کردار کو پہونچایا، لیکن آج افسوس کہ اپنوں کو نہ ان کو پڑھنے کی فرصت ہے نہ اس پر عمل کرنے کی اور نہ ہی دوسروں تک اس کو پہنچانے کی فرصت ہے اللہ ہی اس امت کے حال پر رحم فرمائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

اسلاف کی کتابوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ آپ نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر چالیس ہزار دینار سراً یعنی چپکے سے اور چالیس ہزار دینار علانیۃ یعنی دکھا کر اور اس کے علاوہ گھر میں جو کچھ تھا حتی کہ پہننے والے بدن کے کپڑے بھی اللہ کے راستہ میں دے دیئے اور بدن چھپانے کے لئے کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے تین دن تک آپ گھر سے باہر نہیں نکلے جس کی وجہ سے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ سے بھی آپ غیر حاضر رہے۔

جب اس کی خبر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لگی تو کپڑے کی تلاش میں ازواج مطہرات کے پاس گئے اور آپ نے ہر ایک سے دریافت کیا کہ اگر ضرورت سے زائد تمہارے پاس کپڑا ہو تو دے دو لیکن کسی کے پاس بھی ضرورت سے زائد کپڑا نہیں ملا۔

اس کے بعد حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مغموم حالت میں تشریف لائے اور حضرت فاطمہ کو حضرت ابوبکر کی صورت حال سے واقف کرایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی بہت رنج ہوا لیکن ضرورت سے زائد چونکہ آپ کے پاس بھی کوئی کپڑا نہیں تھا، اس لئے آپ بھی کوئی کپڑا نہیں پیش کر سکیں۔

چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی جب حضرت علی سے ہوئی تو

شادی کے بعد سامان جہیز حضرت علی کے یہاں بھجوانے کے لئے چار صحابہ کو اللہ کے رسول نے بلوایا (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت اسامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ چاروں حضرات صحابہ حضرت فاطمہ کا جہیز لے کر حضرت علی کے مکان پر تشریف لے گئے۔

سامان جہیز میں ایک چکی، ایک دباغت دی گئی کھال، ایک تکیہ جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال رکھی ہوئی تھی، ایک تسبیح، ایک پانی کا مٹکا، اور ایک پیالہ تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جہیز دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا اے اللہ کے رسول جنت کی عورتوں کی سردار اور اللہ کے رسول کی شہزادی کا یہ جہیز ہے۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا اے ابوبکر دنیا کی زندگی گزارنے کے لئے یہ بہت ہے اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہن بن کر حضرت علی کے گھر گئیں، اس حال میں کہ آپ کے بدن پر اونی چادر تھی جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سسرال یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چکی پر اپنے ہاتھ سے جو کا آٹا پیستی تھیں اور زبان سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں اور دل سے قرآن پاک کے معانی و مطالب کو سمجھتی تھیں اور پاؤں سے چلتی پھرتی تھیں اور آنکھوں سے روتی رہتی تھیں۔

بہرحال جب حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ

عنہا کے گھر حضرت ابوبکر صدیق کو دینے کے لئے کوئی کپڑا نہیں پایا تو حزن وملال کے ساتھ آپ واپس آ گئے۔

اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ تکیہ جو آپ کو جہیز میں ملا تھا اور ایک عباء جو اپنے لئے حضرت فاطمہ نے بنا تھا ایک باندی کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور حضرت فاطمہ نے یہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر سے کہہ دینا کہ آپ نے ہمارے والد محترم کے حق میں جو قربانی دی اس کا مجھے علم ہوا لیکن میرے پاس آپ کے پاس بھیجنے کے لئے سوائے اس تکیہ کے جس کو میرے والد نے میرے جہیز میں دیا تھا اور عباء جس کو میں نے اپنے لئے اپنے ہاتھ سے بنا تھا اور کچھ نہیں ہے، لہٰذا اس کو قبول فرمائیے۔

چنانچہ باندی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچی اور دروازے پر کھڑی ہو کر اس نے ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا۔ ''السلام علیکم یا صاحب الصدق''، اے صدیق آپ پر سلام ہو اس کے بعد باندی نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ کی خدمت میں یہ ہدیہ بھیجا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بسر وچشم اس کو قبول فرمایا اور عباء کو فوراً اپنے بدن پر ڈالا اور عباء کے اگلے حصہ کو کھجور کے کانٹوں سے ٹانک لیا تا کہ چلنے میں بے پردگی نہ ہو اور اسی حال میں فوراً ننگے پاؤں پیدل چل کر بارگاہ نبوی میں پہنچ گئے، آپ کے پہنچتے ہی بارگاہ رسالت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور وہ اسی لباس میں تھے جس میں حضرت ابوبکر تھے یعنی بدن پر عباء اور اس کے اگلے حصہ کو کھجور کے کانٹوں

سے ٹانک رکھا تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو اس لباس میں دیکھ کر سوال کیا، میرے بھائی جبرئیل میں نے اس لباس میں کبھی بھی آپ کو نہیں دیکھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے رسول آج میرا ہی نہیں بلکہ آسمان دنیا پر جتنے بھی فرشتے ہیں، ان سب کا لباس یہی ہے اور یہ صرف حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اور ان کی موافقت میں ہے اس کے بعد حضرت جبرئیل نے اللہ کے رسول سے کہا اے اللہ کے رسول اللہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے کہا ہے ابوبکر سے کہیں وہ مجھ سے راضی ہیں یا نہیں؟ جس طرح میں اس سے راضی ہوں۔

یہی وہ مقام ہے جس کے بارہ میں علامہ اقبال نے کہا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندہ سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیغام حضرت ابوبکر کو پہنچایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ اے اللہ ''انا عنک راض و انت راض عنی''۔

فائدہ: یہ تھے ہمارے بڑے اور یہ تھی دین اور اسلام کے لئے ہمارے بڑوں کی قربانیاں اور یہ تھا شہزادیٔ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز، کاش آج امت کی سمجھ میں یہ چیزیں آجائیں تو بہت سی آفات و مصیبت اور پریشانیوں سے نجات پاجائیں، اللہ ہر طبقہ کے مسلمانوں کو ان باتوں کے پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعارف حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم

حبیب الامت، عارف باللہ، حضرت، مولانا، الحاج، حافظ، قاری، **مفتی حبیب اللہ** صاحب قاسمی دامت برکاتہم چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، دارالعلوم دیوبند کے اکابر فضلاء میں سے ہیں۔ جنہوں نے پوری زندگی خدمت دین، تبلیغ دین، اشاعت دین کے لئے وقف کردی ہے۔ آپ کی شخصیت اہل علم، اہل افتاء، اہل تدریس، اہل خطابت، اہل قلم میں معروف ومشہور ہے۔ آپ نے میزان سے دورۂ حدیث بلکہ افتاء وتخصص فی الحدیث تک کی تعلیم ایک زمانہ تک دی ہے اور دے رہے ہیں۔ تمام علوم وفنون پر آپ کی نگاہ ہے آج آپ کے ہزاروں ہزار فیض یافتہ تلامذہ ہندو بیرون ہند ہمہ جہت دینی وعلمی خدمات میں مصروف ہیں۔

آپ کے رشحات قلم کی تعداد ۴۰ ہے جن سے دنیا استفادہ کررہی ہے۔ بالخصوص التوسل بسید الرسل، نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین، أحب الکلام فی مسئلۃ السلام، جذب القلوب، مبادیات حدیث، حیات حبیب الامت (اول، دوم، سوم، چہارم)، حضرات صوفیاء اوران کا نظامِ باطن، تصوف وصوفیاء اوران کا نظام تعلیم وتربیت، حبیب السالکین، حبیب العلوم شرح سلم العلوم، صدائے بلبل، حبیب الفتاوی، رسائل حبیب (جلد اول، دوم)، تحقیقات فقہیہ، التوضیح الضروری شرح القدوری، ملفوظات حبیب الامت (جلد اول و دوم)، اک چراغ، جمال ھمنشیں،

جیسی اہم تصنیفات ہزاروں علماء سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ان میں خاص طور پر حبیب الفتاوی کی آٹھ جلدیں جدید ترتیب، تعلیق وتخریج کے ساتھ مکمل و مدلل اہل افتاء ودارالافتاء کے لئے سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے آپ اساسی ارکان میں سے ہیں، اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے مدعوخصوصی ہیں، الحبیب ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے بانی و صدر ہیں۔جس کے تحت درجنوں مکاتب غریب علاقوں میں چل رہے ہیں اور مساجد کی تعمیر کا کام ہورہا ہے اور غرباء ومساکین وبیوگان کی ماہانہ وسالانہ امداد کی جاتی ہے۔ **جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور**، سنجر پور، اعظم گڈھ یوپی، انڈیا کے بانی ومہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔جامعہ کے دارالافتاء والقضاء کے آپ رئیس وصدر ہیں، اور ہندوستان کے دیگر بہت سے اداروں کو آپ کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے، دینی، علمی، ملی خدمت آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

روحانی اعتبار سے آپ کا تعلق حضرت شیخ الحدیث مولانا **محمد زکریا** صاحب نوراللہ مرقدہ سے ہے اور ایک طویل زمانہ تک ان کی صحبت میں رہنے اور اکتساب فیض کا موقع آپ کو دستیاب ہوا ہے، بعد کے اکابرین میں حضرت مفتی **محمود حسن** صاحب گنگوہیؒ وحضرت قاری **صدیق احمد** صاحب باندویؒ وحضرت مولانا **عبد الحلیم** صاحب جونپوریؒ کی خدمت میں رہنے اور فیوض وبرکات کے حاصل کرنے کا ایک طویل زمانہ تک شرف حاصل رہا ہے۔اور الحمد للہ حضرت مفتی **محمود حسن** صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا **عبدالحلیم**

صاحب جونپوریؒ سے **اجازت بیعت** بھی حاصل ہے۔ روحانی اعتبار سے آپ کے فیض یافتہ ہزاروں ہزار افراد ہند و بیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آج تک سیکڑوں حضرات آپ سے اجازت بیعت حاصل کر چکے ہیں جو خانقاہی نظام سے وابستہ ہیں۔

میدان خطابت میں اللہ پاک نے آپ کو خصوصی ملکہ عطا فرمایا ہے، آپ کا خطاب ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مصداق ہوتا ہے، آپ کے خطابات کی مستقل سی ڈی ہند و بیرون ہند میں پائی جاتی ہے۔ اور انٹرنیٹ پر بھی آپ کے خطابات موجود ہیں، جن سے ایک عالَم مستفید ہو رہا ہے۔

(Go You Tube Print Mufti Habibullah Qasmi)

الغرض آپ بہت سے خصوصیات کے حامل ہیں، اللہ پاک نے بے پناہ خوبیوں کا مالک بنایا ہے، اللہ پاک ہم سب کو حضرت والا کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے علوم و فیوض سے مستفید ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

تعارف حبیب الفتاوی

فقہ وفتاوی انسانی زندگی کا لازمی جز ہے، اس کے بغیر رضاء الٰہی کا حصول، حدود شرعیہ کی معرفت، حلال وحرام کی تمیز، جائز وناجائز کی پہچان اور اسلامی معاشرت غیر ممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر قدم بہ قدم فقہی رہبری اور فتاوی ومسائل کی ضرورت ہر مسلمان محسوس کرتا ہے۔ جس کی تکمیل ہر دور کے اہل علم وارباب افتاء کے ذریعہ ہوتی رہی ہے ''حبیب الفتاوی'' اسی ضرورت کی تکمیل کی ایک کڑی ہے جو ہندوستان کے ممتاز اور مشہور مفتی اور نامور صاحب قلم اور ۴۰ کتابوں کے مصنف حضرت حبیب الامت، عارف باللہ حضرت مولانا الحاج مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم سابق مفتی واستاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور حال شیخ الحدیث وصدر مفتی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور ضلع اعظم گڈھ یوپی، انڈیا۔ تلمیذ رشید وخلیفہ فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند وخلیفہ ومجاز بیعت حضرت مولانا شاہ عبد الحلیم صاحبؒ جونپوری کی جامع تصنیف ہے جن کے قلم سے 40 کتابیں نکل کر اصحاب افتاء علماء امت، زعماء ملت سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

''حبیب الفتاوی'' میں جو علمی گہرائی، احکام شریعت سے آگہی، مطالعہ کی وسعت، بالغ نظری، فقہی بصیرت، حوادث الفتاوی کا انطباق، جدید مسائل کا حل پایا

جاتا ہے وہ دیدنی ہے، مستند کتابوں کے حوالے اور نظائر کے ساتھ تقریباً تمام ابواب پر عام فہم اور دلنشیں اسلوب میں مفصل بحث کی گئی ہے، اردو فتاوی میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، ملک کے درجنوں بزرگ ارباب افتاء، ام المدارس کے علماء فقہاء کی تصدیق وتصویب، عمدہ کاغذ، خوبصورت طباعت، دلکش ٹائٹل کے ساتھ ''حبیب الفتاوی'' کی آٹھ (۸) جلدیں نئی تحقیق وتعلیق اور جدید ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہیں جو یقیناً اصحاب افتاء واہل علم واہل مدارس کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

☆☆☆

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

(۲) مکتبہ الحبیب وخانقاہ حبیب گوونڈی ممبئی

(۳) مکتبہ طیبہ دیوبند ضلع سہارنپور

(۴) اسلامک بک سروس پٹودی ہاؤس دریا گنج، دہلی

تعارف تصانیف حضرت حبیب الامت

(۱) حبیب الفتاوی (جلد اول)

(۲) حبیب الفتاوی (جلد دوم)

(۳) حبیب الفتاوی (جلد سوم)

(۴) حبیب الفتاوی (جلد چہارم)

(۵) حبیب الفتاوی (جلد پنجم)

(۶) حبیب الفتاوی (جلد ششم)

(۷) حبیب الفتاوی (جلد ہفتم)

(۸) حبیب الفتاوی (جلد ہشتم)

(۹) تحقیقات فقہیہ (جلد اول)

(۱۰) تحقیقات فقہیہ (جلد دوم)

(۱۱) رسائل حبیب (جلد اول)

(۱۲) رسائل حبیب (جلد دوم)

(۱۳) التوضیح الضروری شرح القدوری (جلد اول)

(۱۴) التوضیح الضروری شرح القدوری (جلد دوم)

(۱۵) ملفوظات حبیب الامت (جلد اول)

(۱۶) ملفوظات حبیب الامت (جلد دوم)

(۱۷) حیات حبیب الامت (جلد اول)

(۱۸) حیات حبیب الامت (جلد دوم)

(۱۹) حیات حبیب الامت (جلد سوم)

(۲۰) حیات حبیب الامت (جلد چہارم)

(۲۱) صدائے بلبل (جلد اول)

(۲۲) حبیب العلوم شرح سلم العلوم

(۲۳) جمال ہم نشیں

(۲۴) حبیب السالکین

(۲۵) تصوف وصوفیاء اوران کا نظام تعلیم وتربیت

(۲۶) حضرات صوفیاء اوران کا نظام باطن

(۲۷) قدوۃ السالکین

(۲۸) جذب القلوب

(۲۹) احب الکلام فی مسئلۃ السلام

(۳۰) مبادیات حدیث

(۳۱) نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین

(۳۲) التوسل بسید الرسل

(۳۳) حضرت حبیب الامت کی خدمات جلیلہ

(۳۴) المساعی المشکورۃ فی الدعاء بعد المکتوبۃ

(۳۵) احکام یوم الشک

(۳۶) والدین کا پیغام زوجین کے نام

(۳۷) علماء وقائدین کے لئے اعتدال کی ضرورت

(۳۸) مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں

(۳۹) درود وسلام کا مقبول وظیفہ

(۴۰) اک چراغ

(۴۱) خطبات حبیب الامت

☆☆☆

تعارف جامعہ دارالعلوم

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور ضلع اعظم گڈھ یوپی، انڈیا، ضلع اعظم گڈھ کا وہ قابل ذکر وفخر اور معیاری ادارہ ہے، جس کی بنیاد علاقہ کی ضرورت اور وقت کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۴ء میں حبیب الامت، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم خلیفہ ومجاز بیعت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوریؒ نے رکھی، اورانہی کی جہد مسلسل، سعی پیہم اور مخلصانہ کارکردگی اور محنت کا یہ ثمرہ ہے کہ جامعہ نے تعلیمی وتعمیری اعتبار سے اتنی پیش رفت حاصل کی ہے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں، اور روز افزوں ترقی ہر گوشہ سے دعوت نظارہ دے رہی ہے، اور جامعہ کا ہر چپہ بزبان حال یہ کہہ رہا ہے:

ہر شئی سے یہاں ہوتا ہے عیاں، فیضان علومِ حبیب اللہ
چھایا ہے ہر اک بام ودر پر، لمعانِ نجومِ حبیب اللہ

احاطۂ جامعہ صرف دارالعلوم ہی نہیں، بلکہ ایک شہر علم ہے، ظاہری وباطنی، علمی وروحانی اعتبار سے معاصرین پر سبقت حاصل کر چکا ہے۔

ع یہ دار علوم اسلامی صد رشک ضیاء طور بنا

وسیع رقبہ پر آباد یہ شہر علم مدارس اسلامیہ ہند کی تاریخ کا ایک روشن باب بن

چکا ہے، اور سیکڑوں طالبان علوم نبوت یہاں رہ کر اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں، باطنی وروحانی کیفیات کے اعتبار سے یہ ادارہ اپنی مثال آپ ہے، حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم بانی جامعہ کی علمی، روحانی، فکری وذہنی صلاحیتوں کا جلوہ صدرنگ ارتقائی شکل میں ہر طرف عیاں ہے، اس علمی گہوارہ کا اپنی مضبوط کارکردگی، اعلی تعلیم اور اپنے بلند عزائم وحوصلوں میں ایک خصوصی مقام ہے۔

جس کا نمونہ پیش کرنے سے معاصر ادارے تہی دامن ہیں۔

الحمدللہ اس قلیل عرصہ میں 500 طلباء حافظ اور درجنوں عالم اور سیکڑوں مفتی بن چکے ہیں اور تیس (۳۰) طلباء تخصص فی الحدیث سے فارغ ہو چکے ہیں، اور اب تک چالیس (۴۰) کتابیں یہاں سے شائع ہو چکی ہیں اور کئی لاکھ کی کتابیں کتب خانہ میں موجود ہیں جن سے طلباء، اساتذہ استفادہ کر رہے ہیں۔ چھوٹے بڑے 80 کمرے تعمیر ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ وسیع وعریض مسجد، کتب خانہ، دارالافتاء، دار التصنیف، دار المطالعہ، دار المدرسین، پانی کی ٹنکی وغیرہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، اس کے علاوہ الحبیب ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت مکاتب کا قیام، مساجد کی تعمیر کے علاوہ غرباء ومساکین و بیوگان کی وافر مقدار میں ماہانہ وسالانہ امداد بھی کی جاتی ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے اور عزم وحوصلہ سے نوازے۔ آمین

☆☆☆